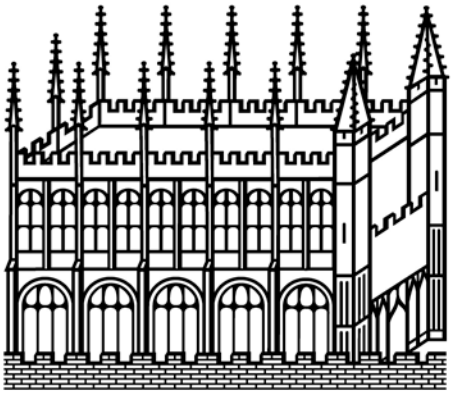


Bodleian Libraries

UNIVERSITY OF OXFORD

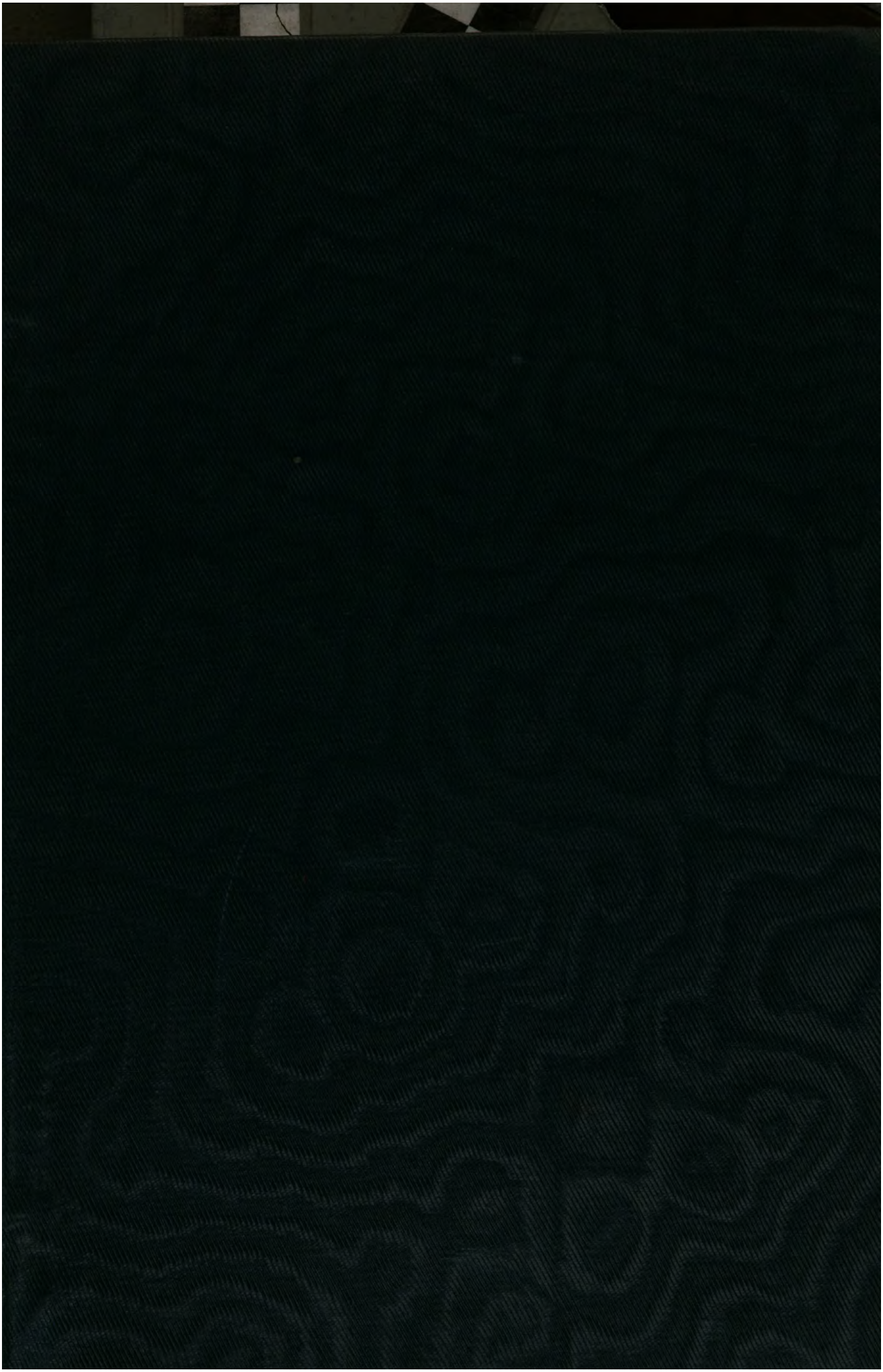
This book is part of the collection held by the Bodleian Libraries and scanned by Google, Inc. for the Google Books Library Project.

For more information see:

http://www.bodleian.ox.ac.uk/dbooks



This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 2.0 UK: England & Wales (CC BY-NC-SA 2.0) licence.





16 D 10

16.D.10.



غلطنامہ دیوان وسطی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹	۱۰	مجھی	مجھی
ایضاً	۱۸	مہا	مکتا
۲۹	۱۰	کھولیکا	کھوئی کا
۵۲	۲۱	سبزاب	سبزآب
۷۳	۳	عیان ہی	عیان ہین
۷۸	۱۲	میانی	میاتی
۹۰	۱	ٹوٹنی	لوٹنی
۱۰۸	۱۶	ہندمین	ہندسی
۱۰۹	۳	آبلہ پائی	آبلہ پائی
۱۵۳	۱۲	کہتی ہین	کہتی شی
۱۶۷	۴	چاہ سی	چاہ ہین
۱۸۶	۱۹	عشق	زلف
۱۸۹	۱۲	ہی	ہین
۲۰۰	۶	اوس	اس
۲۰۷	۱۹	داغون سی	داغون سی
		مرگ چالو نکے	برگ چالو نسی
۲۲۹	۵	ہتونکا	ہتونکو
۲۱۸		یہ وہ ہی	یہ وہ ہین
۲۲۳	۱۸	شتاب	شباب
۲۲۴	۱۲	حاب	خوب
ایضاً	۱۶	ترہ	ترا
۲۲۶	۲	بید	پیدا
۲۲۰	۵	کرنیکی	کریکی

INDIAN INSTITUTE



پیاہ گری بہ کمال از دباد شوق عہد جوانی مین کرتے رہے
ب وحسد سے دشمن مرتے رہے طبیعت عالی اوسکی طرف
ہ ہے شوق زیادہ ہے علوم کا بھی چرچا رہا کیا تصنیف کا
نگ ہوا کیا ایک کتاب مسمے بہ تسہیل العلوم بہ کمال مشقت
نیف فرمائی تھی اوس مین طبیعت کی قوت آزمائی تھی جامع
وم تھے وہ اور کتابون مین کا شمس بین النجوم تھے مگر ہزار
سوس کہ ایام غدر مین رائگان نذر جاہلان ہوئی بیان
میل کمالات بی انتہا ہے یہان خموشی اولی ہے فقط اشعار

بس امر کی انتہا نہین ہے | کہنا اوسکا بجا نہین ہے
دیوان ہے عجیب لطف آمیز | سب چیزین ہین اسمین کیا نہین ہے
ذی عقل حلیم داد دینگے | نافہم سے کچھ گلا نہین ہے

تمت



ی ہے بانعت ہاموری ہوئی ہے اور مصنف مرحوم ا
ین کرامت کا تخلص بخاندان ملاحیون مرحوم ہے قاضی
صاحب کے مکان میں ۱۹ جمادی الاولی ۱۲۳۰ ہجری
عام اہل جان ہوئے تمام تاریخی ذوالقر
ہے ذات بابرکات ذوالافتخار علی ہے ابتداء سے
کتب درسیہ غایۃ السیدالعلی میں پڑھی مدارج استعداد بڑھ
معقول سے تمام ارسید اعزالدین احمد خان اور مولوی احمد بخش
صاحب اور مولوی سراج الدہر صاحب اور مولوی تراب علی صا
اور مولوی سلامت اللہ صاحب سے پڑھی مدارس علم میں رہ
تربیت علم مخدوم و مرشدی و مکرمی سید علی شیرازی سے دیکھے اور ک
علم صاحب اپنے والد بزرگوار حکیم سید عبدالشکور صاحب اور عم نا
سید محمد لطافت خان صاحب بہادر سے پڑھے جب عمر شریف
بیس برس کی آئی نوکری بعہدہ رسبدنی گوالیار اور بعہد
نشے گری ہوئے جو دو بور بائی بعد ازاں بہ ترقی عہدہ میر منشی گری
رجستان پر مقرر ہوئے شبان عالی شان کے سر دفتر ہوئے
بعد بیس برس کے استعفا دے کر وطن میں رہے بلبل نغمہ سنج
ہو کر چمن میں رہے اتفاق زمانہ ناہنجار سے ایام غدر غدار ان
میں تمام مال و منال لٹ گیا شیشہ اسباب جمعیت ٹوٹ گیا
مگر سرکار انگلشیہ نے ازراہ عنایت بصلہ خیر خواہی و جانفشانی
کے پنشن معہ وافر انعام میں عطا فرمائے تجربہ دل اعدا
رہیائے الحمد للہ الحمد للہ سبحان اللہ سبحان اللہ استعمال فنون

سپاہ گری بہ کمال از دباد شوق عہد جوانی مین کرتے رہے
ب وحسد سے دشمن مرتے رہے طبیعت عالی اوسکی طرف
ادہ ہے شوق زیادہ ہے علوم کا بھی چرچا رہا کیا تصنیف کا
وہنگ ہوا کیا ایک کتاب مسمے بہ تسہیل العلوم بہ کمال مشقت
تصنیف فرمائی تھی اوس مین طبیعت کی قوت آزمائی تھی جامع
علوم تھے وہ اور کتابون مین کا شمس مین النجوم تھے مگر ہزار
افسوس کہ ایام غدر مین رائگان نذر جاہلان ہوئی بیان
تکمیل کمالات بی انتہا ہے یہان خموشی اولی ہے فقط اشعار

جس امر کی انتہا نہین ہے
کہنا اوسکا بجا نہین ہے

دیوان ہے عجیب لطف آمیز
سب چیزین ہین اسمین کیا نہین ہے

ذی عقل حلیم داد دینگے
نافہم سے کچھ گلا نہین ہے

تمت



کی ملی ہے باعث ناموری ہوئی ہے اور مصنف مدظلہ العالی قصبہ ایٹھی
بن کراون کا ناخال بخاندان ملا جیون مرحوم ہے قاضی مسیح الزمان
صاحب کے مکان بین ۱۹ جمادی الاولی ۱۲۸۲ ہجرے مین جلوہ افروز
عالم امکان ہوئے مہمان اہل جہان ہوئے تمام تاریخی ذوالفقار علے
ہے ذات بابرکات ذوالفقار علے ہے ابتداے عمر مین
کتب درسیہ فارسیہ ایٹھی مین پڑہی مدارج استعداد بڑہے کتب
عربی اپنے عم نامدار سید اعزالدین احمد خان اور مولوی احمد بخش
صاحب اور مولوی سراج الدہر صاحب اور مولوی تراب علی صاحب
اور مولوی سلامت اللہ صاحب سے پڑہی مدارس علم مین رتبے
بڑہے علم نجوم و رمل و تکسیر سید علی شیرازی سے دیکھے اور نکات
علم طب اپنے والد بزرگوار حکیم سید عبدالشکور صاحب اور عم نامدار
سید محمد بقا خان صاحب بہادر سے پڑہے جب عمر شریف
بیس برس کی آئی نوکری بعہدہ رسیڈنٹی گوالیار اور بعہدہ
منشی گری ایجنسی جودہپور پائی بعد ازان بہ ترقی عہدہ میر منشی گری
راجستان پر مقرر ہوئے منشیان عالی شان کے سر دفتر ہوے
بعد بیس برس کے استعفا دے کر وطن مین رہے بلبل نغمہ سنج
ہو کر چمن مین رہے اتفاق زمانہ ناہنجار سے ایام غدر غداران
مین تمام مال و منال لٹ گیا شیشہ اسباب جمعیت ٹوٹ گیا
مگر سرکار انگلشیہ نے ازراہ عنایت بصلہ خیر خواہی و جانفشانی
کے اوائل ۷۹ مواضع انعام مین عطا فرمائے صفحہ دل اعدا
مرجھائے الحمد للہ الحمد للہ سبحان اللہ سبحان اللہ استعمال فنون

اوسکی مانند غزال حرم شوخ طینت ہے رام صفا طلبان پاک طبیعت ہر
کوتاہ بینون کو زیارت غزل نے بلند نگاہ کیا اور رہو سناکون کو استماع قطعہ
نے رشتہ قطع تعلق سے آگاہ کیا کچھ انتہا ہے جو کچھ کہیے بجا ہے اب
کچھ حال حسب و نسب مصنف بیان ہوتا ہے سب پر عیان ہوتا ہے
کہ نسب سادات واسطی کا سید ابوالفرح واسطی سے بلکہ زید شہید ابن
حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے ملتا ہے سادات بارہہ کے
شجاعت و مردانگی و علو ہمت کا حال تمام کتب تواریخ مین مندرج ہے
حاجت اعلان نہین ضرورت بیان نہین اور جد اعلی مصنف کے مخدوم سید
علاؤ الدین واسطی جاجیزی ہین عہد سلطان علاؤ الدین خلجی مین حسب ایمای حضرت
سید نصیر الدین محمود اودہی مع اعوان و انصار ملک اودہ مین آئے اور
سندیلہ کو قوم آرکمون سے لڑکر فتح مین لائے اور بعد شہادت سید نصیر الدین
اونکے پسر کلان کے کاکوری مین اور سید خواجہ احمد پسر اوسط کے شہر لکھنؤ
مین سندیلہ جیز تسلط مین آیا گوہر مقصود دامن مراد مین پاتا عہد
سلطنت مالک سندیلہ مع دیہات مفتوحات رہے صاحب مقبوضات
رہے بندگی سید حسن صاحب کے وقت مین سلطنت مغلیہ ہوئی اور
ریاست متنزع ہوگئی برائے معاش ریاست دیہات معافی عطا ہوئی
مرفع تکالیف کو شفا ہوئی عہد نواب فلک رکاب کیوان بارگاہ انجم سپاہ
اختر برج چرخ نیابت قمر فلک سعادت جناب نواب سعادت علیخان بہادر
مغفور مالک ممالک ملک اودہ مین ہمراہ اور معافی داران کے تمام
دیہات ضبط ہوگئے مقدمات و کارخانجات قدیم ضبط ہوگئے
اس زمانے مین سند تعلقہ داری مصنف کو دیہات زمینداری باقیماندہ

ہین ایسا نقارۂ سخنوری شمش جہت آفاق مین بجایا کہ سارا سواد اعظم شاعری
قبضۂ قدرت مین آیا طبیعت ایک دریا ہے کہ درِ مضامین سے پر ہے
جو لفظ صدف دہان معجز بیان سے نکلا ایک بیش بہا در ہے ہزارون
گلچین گلستانِ سخن ہوے فیض ارشاد عالی سے سیکڑون اوستاد
فن ہوے چنانچہ مصنفِ دیوان ہذا کہ زمرۂ شاگردان جناب والا سے
ہین سخن پختہ اِن کا اوستادی پر دلیل ہے حقا کہ سخنورِ بے عدیل ہے
چند فقرات اگر تعریف مین لکھون بجا ہے کہ فی الحقیقت قابلِ ثنا ہے
افضل متاخرین اشرف متقدمین بسم اللہ دیوانِ فصاحت طغری فرمانِ
بلاغت فخر سخنورانِ جہان رشک شاعرانِ زمان مہر سپہر نکتہ سنجی و نکتہ
دانی آفتاب آسمان علم بیان و معانی کلیم و ہر سلیم عصر خضر طریق طرز سخنوری
سیع چرخ علو ہمتی و عالی گوہری گل گلزار ریاست بلبل گلستان امارت
نکتہ دانِ صحیفۂ دانش و دقیقہ رس کتاب بینشِ ناخدائے کشتی کل علوم و دکمتائے
بحر جفر و رمل و نجوم برادر غمگوار بندۂ خاکسار سراپا قصور مولوی سید
فضل رسول خان صاحب بہادر متخلص بہ واسطی رئیس سندیلہ تعلقہ دار
جلال پور خیر خواہ سرکار انگلشیہ مدظلہ العالی ہر علم و ہنر مستحضر ہے کہان تک
تعریف کردن بیان سے باہر ہے ہر چند شغل شعر و شاعری بہت رہا مگر
کلام بلاغت نظام ایام غدر مین پریشان ہو گیا اب فی الحال جو کوکب شوق قدیم
نے آسمانِ طبع وقاد پر جلوہ کیا مدت دو سال مین باوصف اشتغال دیگر امور
یہ دیوانِ نادر الوجود پردۂ خفا سے منصۂ ظہور مین آیا فی الحقیقت سرمایۂ
فصاحت ہے سر دفتر بلاغت ہے ہر بیت اوسکی مانند بیت اللہ
سیاہ پوش ہے مگر مطلوب نامہ سفیدان بلاغت کوش ہے اور ہر غزل

باعث عدل و داد و شیرازۂ دفتر اتحاد چار اضداد نظم

محمدؐ باعث ایجاد امکان	محمدؐ رحمتِ حق لطفِ یزدان
اگر ہوتی نہ ذات اوسکی جہانمین	خلل آتا زمین و آسمان مین
بنائی سقف چرخِ نیلگون ہے	جو منکر اوسکا ہے اوسکو جنون ہے

بعد اوسکے وصی اوسکا علی ابن ابی طالبؓ اسد اللہ الغالب یعقوب دین امیر المومنین کفِ ہمت عجب نیسانِ مکرمت ہے کہ جسکے فیض سے مشت خالی حباب گوہر مقصود در گرہ بستہ ہے دستِ عطا عجب ابر سخاوت ہے کہ جسکے آبیاری سے دامن شاخ عربان موج شگوفہ ہائے رنگین سے پیوستہ ہے آتش افسردہ یاقوت اوسی کی گرمی بازار عطا سے روشن و منور ہے سبزۂ خشک زمرد اوسی کی ہوائے باغ سخا سے تازہ و تر ہے خدا کے ولی ہین محمدؐ کے وصی ہین شب معراج بجای دست خدا دعوت رسول مین شریک ہوے نزدیک سے نزدیک ہوے ہم پیالہ دہم نوالہ وحدہٗ لاشریک ہوے جب سے اوس کے بحر عطا نے کف عطا کھولی ہے دریا نے صدف سے پشت دست زمین پر رکھی ہے **نظم** علی حاجت روای دوجہان ہے ✣ علے مشکلکشای انس وجان ہے شعر آن شیر دلاور کہ برائے طمع نفس ورخونِ جہان پنجہ نیالود علے بود آما بعد سرگشتہ کوے ناکامی زاویہ نشین عالم گمنامی امیدوار رحمت رب کریم مرحمت الدولہ سید غضنفر علے متخلص بحکیم عرض کرتا ہے اور نقاب خفا چہرۂ یوسف مدعا سے اوٹھاتا ہے کہ والد ماجد میرے نامور عالم کعبہ سخنوری کے رکن اعظم مدبر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علیخان صاحب بہادر بہادر جنگ المتخلص بہ اسیر رحمۃ اللہ الملک القدیر

خطِ روشن لکھتا ہے وقایع نگار اوسکا ہے ماہتاب جو تختۂ سیاہ شب پر پرکار
ہالہ سے جو دایرۂ مدور کھینچتا ہے نقش طراز انوار اوسکا ہے ابیات ابروان
مہروبان مین فرق بین السطور چھوڑا ہے یکتا کو دونا کیا ہے کیا توصیف
کیجیے جو کچھ کہیے تھوڑا ہے جل جلالہ وعم نوالہ نظم خلاق زمین و
آسمان ہے ✣ صناع نقوش دوجہان ہے ✣ گردون یہ ستارہ ہاے
رخشان ✣ دنیا مین بنای جن وانسان ✣ آنکھون یہ نہین وہ گو کہ ظاہر
پر دیدۂ دل ہے اوس سے ماہر ✣ کے سیر جہان کو دیکھا بھالا ✣
قدرتکا ہی کیل سب نرالا ✣ یکتا ہے وہ بادشاہِ عالم ✣ خلاق جہان پناہِ عالم

نعت سرور کائنات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دلِ بیدل اوس رخسار پر نور رشک شمع طور پر پروانہ ہے کہ جسکے نور جمال
سے چراغ کونین روشن ہے یعنی محمد مصطفےٰ خدا کے رسول جان جہان
اوس سرو خیابانِ رسالت پر فاختہ ہے کہ جسکے بارش سحاب مرحمت
سے باغ دارین سرسبز اور شاداب ہے یعنی خاتم الانبیا اللہ کے مقبول
دریاے بے کنار ہدیٰ مین ماہی طبع موصوف مثل ماہیِ بے آب طپان ہے
جیہ نہین ہو سکتا صحراے وسیع الفضاے وصف مین غزال خیال معرف
مانند آہوے لنگ افتان وخیزان رواں ہے خاک نہین بن آتا اگر نسخہ
وجود کامل اوسکا اثر شفا نہ دکھلاتا مزاج مختل عالم کسے درستے قبول
نہ کرتا اور اگر وہ اپنی حکمت کاملہ سے ترکیب آل و قرآن سے معجون مرکب
نہ بناتا مرض کفر کسیطرح ابدان اہل زمانہ سے زایل نہوتا شاداب بے
گلستانِ ایمان اوسکی آبیاری ابر عنایت سے ہے تازگی بوستان دین
اسلام اوسکی قطرہ افشانی شبنم شفقت سے ہے رسول خدا شافع روز جزا

باعث عدل و داد و شیرازۂ دفتر اتحاد چار اضداد نظم

محمدؐ باعثِ ایجادِ امکان	محمدؐ رحمتِ حق لطفِ یزدان
اگر ہوتی نہ ذات اوسکی جہانمین	خلل آتا زمین و آسمان مین
بنائی سقفِ چرخِ نیلگون ہے	جو منکر اوسکا ہے اوسکو جنون ہے

بعد اوسکے وصی اوسکا علی ابن ابی طالبؓ اسد اللہ الغالب یعسوب دین امیر المومنین کفِ ہمت عجب نیسانِ مکرمت ہے کہ جسکے فیض سے مشت خالی حباب گوہر مقصود در گرہ بستہ ہے دستِ عطا عجب ابر سخاوت ہے کہ جسکے آبیاری سے دامن شاخ عریان موج شگوفہ ہائے رنگین سے پیوستہ ہے آتش افسردہ یاقوت اوسی کی گرمی بازار عطا سے روشن و منور ہے سبزۂ خشک زمرد اوسی کی ہوائے باغ سخا سے تازہ و تر ہے خدا کے ولی ہین محمدؐ کے وصی ہین شب معراج بجای دست خدا دعوت رسول مین شریک ہوے نزدیک سے نزدیک ہوے ہم ببالہ دہم نوالہ وحدہٗ لاشریک ہوے جب سے اوس کے بحر عطا نے کف عطا کھولی ہے دریا نے صدف سے پشت دست زمین پر رکھی ہے نظم علی جاہت ردای دوجہان ہے ٭ علے مشکلکشای انس و جان ہے شعر آن شیر دلاور کہ برائے طمع نفس ورخونِ جہان پنجہ نیالود علے بود آما بعد سرگشتہ کوے ناکامی زاویہ نشین عالم گمنامی امیدوار رحمت رب کریم مرحمت الدولہ سید غضنفر علے متخلص بحکیم عرض کرتا ہے اور نقاب خفا چہرۂ یوسف مدعا سے اوٹھاتا ہے کہ والد ماجد میرے نامور عالم کعبہ مخدوری کے رکن اعظم تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علیخان صاحب بہادر بہادر جنگ المتخلص بہ اسیر رحمہ اللہ القدیر

خطِ روشن لکھتا ہے وقایع نگار اوسکا ہے ماہتاب جو تختۂ سیاہ شب پر پرکار
ہالہ سے جو دایرۂ مدور کھینچتا ہے نقش طراز انوار اوسکا ہے ابیاتِ ابروان
مہروبان مین فرق بین السطور چھوڑا ہے یکتا کو دوتا کیا ہے کیا توصیف
کیجیے جو کچھ کہیے تھوڑا ہے جل جلالہ وعم نوالہ نظم خلاق زمین و
آسمان ہے ✣ صناع نقوش دوجہان ہے ✣ گردون یہ ستارہ ہاے
رخشان ✣ دنیا مین بناے جن وانسان ✣ آنکھون پہ نہین وہ گو کہ ظاہر
پر دیدۂ دل ہے اوس سے ماہر ✣ کے سیر جہان کو دیکھا بھالا ✣
قدرتکا ہی کیل سب نرالا ✣ یکتا ہے وہ بادشاہِ عالم ✣ خلاق جہان پناہِ عالم

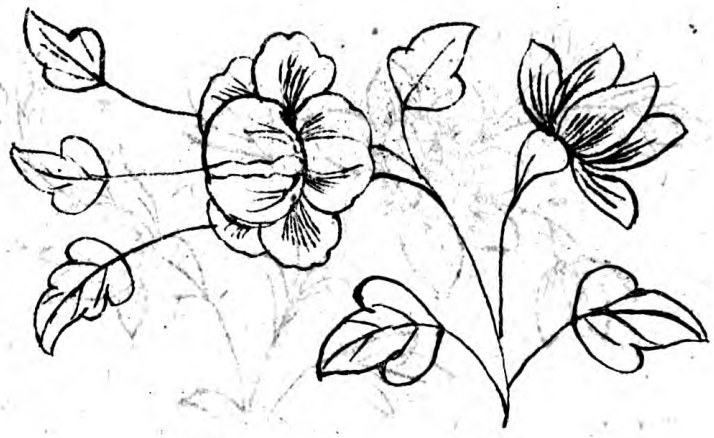
نعت سرور کائنات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دلِ بیدل اوس رخسار پر نور رشک شمع طور پر پروانہ ہے کہ جسکے نور جمال
سے چراغ کونین روشن ہے یعنی محمد مصطفےٰ خدا کے رسول جان جہان
اوس سرو چمنستانِ رسالت پر فاختہ ہے کہ جسکے بارش سحاب مرحمت
سے باغ دارین سرسبز اور شاداب ہے یعنی خاتم الانبیا اللہ کے مقبول
دریاے بے کنار ہدیٰ مین ماہی طبع موصوف مثل ماہیِ بے آب طپان ہے
جیہ نہین ہو سکتا صحراے وسیع الفضاے وصف مین غزال خیال معرف
مانند آہوے لنگ افتان وخیزان رواں ہے خاک نہین بن آتا اگر نسخہ
وجود کامل اوسکا اثر شفا نہ دکھلاتا مزاج مختل عالم کسے درستے قبول
نہ کرتا اور اگر وہ اپنی حکمت کاملہ سے ترکیب آل و قرآن سے معجون مرکب
نہ بناتا مرض کفر کسیطرح ابدان اہل زمانہ سے زایل نہوتا شاداب بے
گلستانِ ایمان اوسکی آبیاری ابر عنایت سے ہے تازگی بوستان دین
اسلام اوسکی قطرہ افشانی شبنم شفقت سے ہے رسول خدا شافع روز جزا



غلطنامہ دیوان وسطی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹	۱۰	مجھی	تجھی
ایضاً	۱۸	مہا	یکتا
۲۹	۱۰	کہولیکا	کہوئی کا
۵۲	۲۱	سبزاب	سیرآب
۷۳	۳	عیان ہی	عیان ہین
۷۸	۱۲	میچانی	میچاتی
۹۰	۱	ٹوٹھتی	لوٹتی
۱۰۸	۱۶	ہندمین	ہندسی
۱۰۹	۳	آبلہ پائی	آبلہ پائی
۱۵۳	۱۲	کہتی ہین	کہتی تھی
۱۶۷	۴	چاہ سی	چاہ مین
۱۸۶	۱۹	عشق	زلف
۱۸۹	۱۲	ہی	ہین
۲۰۰	۶	اوس	اس
۲۰۷	۱۹	داغون سی	داغون سی
		مرگ جالونکے	برگ جالونسی
۲۲۹	۵	تبونکا	تبونکو
۲۱۸		یہ وہ ہی	یہ وہ ہین
۲۲۲	۱۸	شتاب	شباب
۲۲۴	۱۲	خاب	خوب
ایضاً	۱۶	ترہ	ترا
۲۲۶	۲	بید	پیدا
۲۲۸	۵	کرنیکی	کرنیکی



INDIAN INSTITUTE

سپاہ گری بہ کمال از دیاد شوق عہد جوانی مین کرتے رہے
بحسد وحسد سے دشمن مرتے رہے طبیعت عالی اوسکی طرف
ادہ ہے شوق زیادہ ہے علوم کا بھی چرچا رہا کیا تصنیف کا
وہنگ ہوا کیا ایک کتاب مسمے بہ تسہیل العلوم بہ کمال مشقت
تصنیف فرمائی تھی اوس مین طبیعت کی قوت آزمائی تھی جامع
علوم تھے وہ آور کتابون مین کالشمس بین النجوم تھے مگر ہزار
افسوس کہ ایام غدر مین رائگان نذر جاہلان ہوئی بیان
تکمیل کمالات بلی انتہا ہے یہان خموشی اولی ہے فقط اشعار

جس امر کی انتہا نہین ہے — کہنا اوسکا بجا نہین ہے
دیوان ہے عجیب لطف آمیز — سب چیزین ہین اسمین کیا نہین ہے
ذی عقل حلیم داد دینگے — نافہم سے کچھ گلا نہین ہے

تمت



کی ملی ہے باعث ناموری ہوئی ہے اور مصنف مدظلہ العالی قصبہ ایٹھی
بین کر اون کا ننھال بخاندان ملا جیون مرحوم ہے قاضی مسیح الزمان
صاحب کے مکان بین ۱۹ جمادی الاولی سنہ ۱۲۲۸ ہجرے بین جلوہ افروز
عالم امکان ہوئے معمان اہل جہان ہوئے تام تاریخی ذوالفقار علے
ہے ذات بابرکات ذوالفقار علے ہے ابتدا سے عمر بین
کتب درسیہ فارسیہ ایٹھی بین پڑہی مدارج استعداد بڑہے کتب
عربی اپنے عم نامدار سید اعز الدین احمد خان اور مولوی احمد بخش
صاحب اور مولوی سراج الدہر صاحب اور مولوی تراب علی صاحب
اور مولوی سلامت اللہ صاحب سے پڑہی مدارس علم بین رتبے
بڑہے علم نجوم و رمل و تکسیر سید علی شیرازی سے دیکھے اور نکات
علم طب اپنے والد بزرگوار حکیم سید عبد الشکور صاحب اور عم نامدار
سید محمد بقا خان صاحب بہادر سے پڑہے جب عمر شریف
بیس برس کی آئی نوکری بعہدہ رسیڈنٹی گوالیار اور بعہدہ
منشے گری ایجنٹے جودہ پور پائی بعد ازان بہ ترقی عہدہ میر منشے گری
راجستان پر مقرر ہوئے منشیان عالی شان کے سر دفتر ہوے
بعد بیس برس کے استعفا دے کر وطن بین رہے بلبل نغمہ سنج
ہو کر چمن بین رہے اتفاق زمانہ ناہنجار سے ایام غدر غداران
بین تمام مال و منال لٹ گیا شیشہ اسباب جمعیت ٹوٹ گیا
مگر سرکار انگلشیہ نے ازراہ عنایت بصلہ خیر خواہے و جانفشانے
کے اوننیس ۲۹ مواضع انعام بین عطا فرمانے غنچہ دل اعدا
مرجھائے الحمد للہ الحمد للہ سبحان اللہ سبحان اللہ استعمال فنون

اوسکی مانند غزال حرم شوخ طینت ہے رام صفا طلبان پاک طبیعت ہی
کوتاہ بینون کو زیارت غزل نے بلند نگاہ کیا اور رہو سناکون کو استماع قطعہ
نے رشتہ قطع تعلق سے آگاہ کیا کچھ انتہا ہے جو کچھ کہیے بجا ہے اب
کچھ حال حسب و نسب مصنف بیان ہوتا ہے سب پر عیان ہوتا ہے
کہ نسب سادات واسطی کا سید ابو الفرح واسطی سے بلکہ زید شہید ابن
حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے ملتا ہے سادات بارہہ کے
شجاعت و مردانگی و علو ہمت کا حال تمام کتب تواریخ مین مندرج ہے
حاجت اعلان نہین ضرورت بیان نہین اور جد اعلی مصنف کے مخدوم سید
علاؤ الدین واسطی جاجیزی ہین عہد سلطان علاؤ الدین خلجی مین حسب ایمای حضرت
سید نصیر الدین محمود اودہی مع اعوان و انصار ملک اودہ مین آئے اور
سندیلہ کو قوم آرکھون سے لڑکر فتح مین لائے اور بعد شہادت سید نصیر الدین
اونکے پسر کلان کے کاکوری مین اور سید خواجہ احمد پسر اوسط کے شہر لکھنؤ
مین سندیلہ جیز تسلط مین آیا گو ہر مقصود دامن مراد مین پاتا عہد
سلطنت مالک سندیلہ مع دیہات مفتوحات رہے صاحب مقبوضات
رہے بندگی سید حسن صاحب کے وقت مین سلطنت مغلیہ ہوئی اور
ریاست متنزع ہوگئی برائے معاش ریاست دیہات معافی عطا ہوئی
مرحض تکالیف کو شفا ہوئی عہد نواب فلک رکاب کیوان بارگاہ انجم سپاہ
اختر برج چرخ نیابت قمر فلک سعادت جناب نواب سعادت علیخان بہادر
منصور مالک ممالک ملک اودہ مین ہمراہ اور معافی داران سے کے تمام
دیہات ضبط ہوگئے مقدمات و کارخانجات قدیم ضبط ہوگئے
اس زمانے مین سند تعلقہ داری مصنف کو دیہات زمینداری باقیماندہ

ہین ایسا نقارۂ سخنوری شمش جہت آفاق مین بجایا کہ سارا سواد اعظم شاعری
قبضۂ قدرت مین آیا طبیعت ایک دریا ہے کہ دُرِ معنا مین سے پر ہے
جو لفظ صدفِ دہان معجز بیان سے نکلا ایک بیش بہا دُر ہے ہزارون
گلچین گلستانِ سخن ہوے فیض ارشاد عالی سے سیکڑون اوستاد
فن ہوے چنانچہ مصنفِ دیوان ہذا کہ زمرۂ شاگردان جناب والا سے
ہین سخن پختہ اِن کا اوستادی پر دلیل ہے حقا کہ سخنورِ بے عدیل ہے
چند فقرات اگر تعریف مین لکھون بجا ہے کہ فی الحقیقت قابلِ ثنا ہے
افضل متاخرین اشرف متقدمین بسم اللہ دیوانِ فصاحت طغری فرمانِ
بلاغت فخر سخنورانِ جہان رشک شاعرانِ زمان مہر سپہر نکتہ سنجی دقیقہ
دانی آفتاب آسمان علم بیان و معانی کلیم و ہر سلیم عصر خضر طریق طرز سخنوری
مسیح چرخ علو ہمتی والی گوہری گل گلزار ریاست بلبل گلستان امارت
نکتہ دانِ صحیفۂ دانش دقیقہ رس کتاب بینشِ ناخدائے کشتی کل علوم دکنیائے
بحر جفر و رمل و نجوم برادر غمگوار بندۂ خاکسار سراپا قصور مولوی سید
فضل رسول خان صاحب بہادر متخلص بہ واسطی رئیس سندیلہ تعلقہ دار
جلال پور خیر خواہ سرکار انگلشیہ مدظلہ العالی ہر علم و ہنر مستحضر ہے کہان تک
تعریف کردن بیان سے باہر ہے ہر چند شغل شعر و شاعری بہت رہا مگر
کلام بلاغت نظام ایام غدر مین پریشان ہو گیا اب فی الحال جو کوکب شوق قدیم
نے آسمانِ طبع وقاد پر جلوہ کیا مدت دو سال مین باوصف اشتغال دیگر امور
یہ دیوانِ نادر الوجود پردۂ خفا سے منصۂ ظہور مین آیا فی الحقیقت سرمایۂ
فصاحت ہے سر دفتر بلاغت ہے ہر بیت اوسکی مانند بیت اللہ
سیاہ پوش ہے مگر مطلوب نامہ سفیدان بلاغت کوش ہے اور ہر غزل

باعث عدل و داد و شیرازۂ دفتر اتحاد چار اضداد نظم

محمدؐ باعث ایجاد امکان	محمدؐ رحمت حق لطف یزدان
اگر ہوتی نہ ذات اوسکی جہانمین	خلل آتا زمین و آسمان مین
بنائے سقف چرخ نیلگون ہے	جو منکر اوسکا ہے اوسکو جنون ہے

بعد اوسکے وصی اوسکا علی ابن ابی طالبؓ اسد اللہ الغالب یعقوب دین امیر المومنین کف ہمت عجب نیسان مکرمت ہے کہ جسکے فیض سے مشت خالی حباب گوہر مقصود در گرہ بستہ ہے دست عطا عجب ابر سخاوت ہے کہ جسکے آبیاری سے دامن شاخ عریان موج شگوفہ ہائے رنگین سے پیوستہ ہے آتش افسردہ یاقوت اوسی کی گرمی بازار عطا سے روشن و منور ہے سبزۂ خشک زمرد اوسی کی ہوائے باغ سخا سے تازہ و تر ہے خدا کے ولی ہین محمدؐ کے وصی ہین شب معراج بجای دست خدا دعوت رسول مین شریک ہوے نزدیک سے نزدیک ہوے ہم پیالہ دہم نوالہ وحدہٗ لاشریک ہوے جب سے اوس کے بحر عطا نے کف عطا کھولی ہے دریا نے صدف سے پشت دست زمین پر رکھی ہے **نظم** علی حاجت روای دوجہان ہے ؎ علے مشکلکشای انس وجان ہے شعر ان شیر دلاور کہ برائے طمع نفس ورخون جہان پنجہ بنالود علے بود اما بعد سرگشتہ کوے ناکامی زاویہ نشین عالم گمنامی امیدوار رحمت رب کریم مرحمت الدولہ سید غضنفر علے متخلص بحکیم عرض کرتا ہے اور نقاب خفا چہرۂ یوسف مدعا سے اوٹھاتا ہے کہ والد ماجد میرے نامور عالم کعبہ مغفوری کے رکن اعظم تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علیخان صاحب بہادر بہادر جنگ المتخلص بہ اسیر رحمۃ اللہ الغفور

خطِ روشن لکھتا ہے وقایع نگار اوسکا ہے ماہتاب جو تختہ سیاہ شب پر بکار
ہالہ سے جو دایرہ مدور کھینچتا ہے نقش طراز انوار اوسکا ہے ابیات ابروان
مہروبان مین فرق بین السطور چھوڑا ہے یکتا کو دوتا کیا ہے کیا توصیف
کیجیے جو کچھ کہیے تھوڑا ہے جل جلالہ وعم نوالہ منظم خلاق زمین و
آسمان ہے ✣ صناع نقوش دوجہان ہے ✣ گردون یہ ستارہ ہاے
رخشان ✣ دنیا مین بنای جن وانسان ✣ آنکھون پہ نہین وہ گو کہ ظاہر
پر دیدۂ دل ہے اوس سے ماہر ✣ کے سیر جہان کو دیکھا بھالا ✣
قدرتکا ہی کھیل سب غزالا ✣ یکتا ہے وہ بادشاہ عالم ✣ خلاق جہان پناہ عالم

نعت سرور کاینات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دل بیدل اوس رخسار پر نور رشک شمع طور پر پروانہ ہے کہ جسکے نور جمال
سے چراغ کونین روشن ہے یعنی محمد مصطفے خدا کے رسول جان جہان
اوس سرو چمنستان رسالت پر فاختہ ہے کہ جسکے بارش سحاب مرحمت
سے باغ دارین سرسبز اور شاداب ہے یعنی خاتم الانبیا اللہ کے مقبول
دریاے بے کنار مدح مین ماہی طبع موصوف مثل ماہی بے آب طپان ہے
جیہ نہین ہو سکتا صحراے وسیع الفضاے وصف مین غزال خیال معرفت
مانند آہوے لنگ افتان وخیزان رواں ہے خاک نہین بن آتا اگر نسخہ
وجود کامل اوسکا اثر شفا نہ دکھلاتا مزاج مختل عالم کبھی درستے قبول
نہ کرتا اور اگر وہ اپنی حکمت کاملہ سے ترکیب آل و قرآن سے معجون مرکب
نہ بناتا مرض کفر کسیطرح ابدان اہل زمانہ سے زایل نہوتا شاداب ہے
گلستان ایمان اوسکی آبیاری ابر عنایت سے ہے تازگی بوستان دین
اسلام اوسکی قطرہ افشانی شبنم شفقت سے ہے رسول خدا شافع روز جزا

تقریظ مطبوعۂ اول

نتیجۂ طبع وقاد سخنور بیمثال شاعر نازک خیال مرحمت الدولہ بہادر مولوے
سید غضنفر علیخان متخلص بحکیم ابن تدبیر الدولہ مدبر الملک جناب
منشی سید مظفر علیخان بہادر متخلص بأسیر

ترانہ سنج عندلیب خامہ اوس نخلبند گلستان ایجاد کی حمد بین زیبا ہے کہ گلہای
رنگارنگ صور مختلفہ چار باغ عناصر مین پیدا کیے اور نغمہ سرائی بلبل نامہ اوس
چمن آرائے بوستان عالم کی مدح مین سزا ہے کہ اثمار بوقلمون اشکال متفرقہ
اشجار ریاتین اجسام سے ہویدا فرمائی طرح مضامین تازہ دل شاعر نازک خیال
مین ڈالنا کام اوسکا ہے اور نقش خطوط انوبنو خانہای صفحۂ عالم تکوین مین بھرنا
حسن انتظام اوسکا ہے جلوہ اوسکا مصباح مشکات آفرینش ہے نور جمال
اوسکا چراغ دودہ بینش ہے آفتاب جو صفحۂ سادۂ صبح پر قلم خط شعاعی سے

ہاتف نے کہا مصرعہ تاریخ یہ ای شوق | دیوان ہے یا یک گہر بحر سخن ہے

ایضاً

دیوان چھپا واسطی اہل سخن کا + | انداز نرالا ہے نیا رنگ سخن ہے
تاریخ کہی طبع کی اے شوق یہ مینے | مضمون ہین گل پھول ہے دیوان چمن ہے

از نتیجہ افکار شاعر نکتہ سنج ظہور حسن صاحب متخلص بہ ظہور شاگرد تدبیر الدولہ منشی سید مظفر علی خان صاحب اسیر

از فضل خدا چو طبع گردید + | منشور فصاحت و بلاغت +
مرقوم ظہور کرد تاریخ + | گلدستۂ عنوان الفت +

قطعہ تاریخ از لالہ خیراتی لال صاحب جمعخرچ نویس انجمن ہند متخلص بہ طاہر

بے قبول دل شاعران لوذعی و فن + | چہ داد داد سخن واسطے بہ نظم کلام
ز روی آب گہر لفظ مغیثش طاہر | دہد فروغ پی سال آن حساب تمام

طبعزاد سید باقر علی صاحب رضوی شاگرد مصنف دیوان ہذا متخلص بہ حیرت

خان ممدوح کے اوصاف رقم کیا کیجے | آج اس عہد مین خلاق معانی ہے یہ
ایسا دیوان کیا نظم خلائق مرغوب | جسنے دیکھا یہ کہا سحر بیانی ہے یہ
کہنہ مشاقون کے عالم مین قلم توڑ دی | کیون نہو فکرت ایام جوانی ہے یہ
فی الحقیقت کہ عجب نغمہ سرائی کی ہے | یادگار اس چمنستان مین نشانی ہے یہ
فکر غواص سے پوچھا تو کہا ای حیرت | بحر انوار طبیعت کی روانی ہے یہ

خاتمہ

المنۃ للہ کہ دیوان بلاغت عنوان معروف بہ دیوان واسطی ماہ مئی سنہ ۱۸۸۴ع مطابق شہر ربیع الاول سنہ ۱۳۰۱ ہجری مطبع منشی نولکشور مقام لکھنؤ مین چھپکر تیار ہوا

قطعہ تاریخ از جناب تدبیر الدولہ مدبر الملک سید منشی مظفر علیخان بہادر بہادر جنگ المتخلص بہ اسیر سلمہ اللہ القدیر اوستاد مصنف دیوان

رقم شد چہ دیوان نادر اسیر — مضامین آن جان اہل سخن
بتاریخ او بلبل طبع من — صدا زد گلستان اہل سخن ۱۲۸۲

قطعہ تاریخ از مصنف سلمہ القدیر

کیا واسطے نی یہ دیوان رقم — عیان اس سے ہین جوہر واسطی
ہوئی فکر جب دل کو تاریخ کی — فلک نی کہا اختیر واسطی ۱۲۸۲

از تتایج افکار شیخ شوکت علی صاحب متخلص بہ شوکت سنید بلوی شاگرد مصنف دیوان واسطی اوستاد من چون نظم کرد — منتخب دیوان شوق عاشقی
بہر سال طبع شد شوکت رقم — مصرعۂ تاریخ ذوق عاشقی ۱۲۸۲

نتیجہ فکر یعنی تاریخ از انشاء یکتا مرحمت الدولہ سید غضنفر علیخان صاحب صولت جنگ متخلص بہ حکیم خلف اکبر منشی مظفر علیخان صاحب اسیر

حکیم از فضل رب چون طبع گردد — بزنگ باغ دیوان خوش آئین
نمودم فکر در تاریخ سالش — نوشتم انجمن آرا مضامین ۱۲۸۲

از نتیجہ فکر افضل الدولہ مظفر الملک سید افضل علیخان بہادر شوکت جنگ متخلص بہ افضل خلف اصغر منشی مظفر علی خان اسیر

کیا خوب ہی یہ دیوان کیا خوب ہی یہ دیوان — بیشک جواب ناسخ بیشک جواب ناسخ
افضل کہی یہ تاریخ مرقوم کی مکرر — رشک جناب ناسخ رشک جناب ناسخ ۱۲۸۲

تاریخ ترتیب دیوان طبع زاد شیخ احمد علیصاحب متخلص بشوق خلف شیخ کاظم علیصاحب مرحوم شاگرد تدبیر الدولہ منشی مظفر علیخان اسیر

کیا فضل خدا سے ہوا دیوان مرتب — رنگینی اشعار سے ہر صفحہ حسین ہے

دیا اونھون نے جو دیوان اولین ترتیب | تو آیا لکھنی کا تاریخ کی مجھی بھی خیال
پکارا ہاتف غیبی کہ لکھ شفق منقوط | چھپی وہ ۱۲۸۸ بنظیم جو ہی شمع بزم اہل کمال

ایضاً تاریخ فصلی در صنعت غیر منقوط

ہوا مطبوع وہ دیوان کہ اسکو سو فسی جولی | تو اوسکا طوطی خامہ بھی بلبل کیطرح بولے
نہین دیوان لکھا واسطی نے طبع رنگین سے | دُر گنج معانی شاعرون کی واسطے کھولے
شفق تاریخ فصلی بے نقط لکھنی کو جب بیٹھا | بڑی فکر رسا مین طائر مضمون نے پر کھولے ۱۲۸۸

قطعۂ تاریخ طبع ارشاد شاعر خوش بیان منشی برکت علی خان صاحب متخلص بہ ساغر بہیرہ منشی عبد الکریم صاحب سابق میر منشی گورنری

چھپا اختر واسطی خوب دیوان | بہت بہتر و عمدہ مطبوع سلطان
مصنف جو ہین اوسکے فضل رسول | وہ بزم سخن مین ہین شمع درخشان
خبر سال ہجری یہ شاعر نے دی | دل گوش سے سن یہ تاریخ دیوان ۱۲۸۸

قطعہ تاریخ متفکرۂ ناظم صاحب طبیعت محمد علیخان صاحب متخلص بہ نکہت

رہے عمر و جہ پہ باجاہ و فر دماغ ہند | بھرا پُرا رہے یارب سدا یا غ ہند
ہوا ہی طبع یہ دیوان واسطی احمد | وحید عصر ہین فضل رسول باغ ہند
مقابل اونکے نہ خاقانی و نہ فیضی ہے | اونھین سے عرش معلی پہ ہی دماغ ہند
یہ زور طبع ہی اونکو کہ ہے کلام فصیح | ہین شمع بزم سخن اور ہین چراغ ہند
نہ ہم سخن کوئی اونکا ہے اور نہ ہمسر ہے | بزنگ لالہ جگر پر ہے سبکی داغ ہند
پڑا تھا خواب بے غفلت مین آگیا یہ خیال | تو دی گیا مجھے تعبیر سر پہ زاغ ہند
تو اوسکی فکر مین گھبرا گئی ہوا ہی عبث | جو پوچھے سال طبع تجھسے کھ چراغ ہند ۱۲۸۸

قطعۂ تاریخ نادر مترشحۂ خامۂ شیخ نادر حسین صاحب متخلص بہ نادر

طبع دیوان واسطی کا ہوا ✦ کارنامے ہین یہ تمام اوراق ✦
دفتر عشق ہے ہر ایک ورق ✦ جانتے ہین جو ہین بڑے مشاق ✦
کلک نادر نے یہ لکھی تاریخ ✦ ہوگئی طبع دفتر عشاق ✦

۱۲۸۷ھ

ولہ

چھپا واسطی کا جو نادر کلام ✦ بجا ہے جہانتک کرون مین ثنا
ہوئی دل کو جب فکر تاریخ کی ✦ گل باغ مقصد قلم نے لکھا

۱۲۸۷ھ

جودت طبیعت شاعر بازیب و زین محمد مظہر حسین صاحب متخلص بہ شفق ہمشیرہ زادہ آفتاب الدولہ بہادر

وہ افصح الفصحا واسطی زبان دان ہے ✦ کہ آج ہند مین مشہور رشک سحبان ہے
دیا ہے رتبۂ عالی وہ اوسکو خالق نے ✦ کہ آج اپنی رعیت پہ ظل سبحان ہے
وہ فن شعر مین یکتا ہے اس زمانے مین ✦ جو ہمسر کا کرے قصد کیا ہی نادان ہے
وہ اوسکا بلبل خامہ ہے زمزمہ پیرا ✦ کہ جسکے فیض سے سارا جہان گلستان ہے
کلام مین یہ مزہ عشق کا ٹپکتا ہے ✦ کہ روح سعدی بھی سو جان سے ثنا خوان ہے
وہ رنگ اوسکی طبیعت نے خود کیا پیدا ✦ کہ جس سے ناسخ و آتش کی روح حیران ہے
بلاغت ایسی ہے سامع کا دم پھڑک جائے ✦ زبان پاک فصاحت مین تیغ بران ہے
ہوا ہے جمع وہ دیوان لاجواب اوسکا ✦ کہ جسکا مطلع ہر اک آفتاب تابان ہے
چھپا ہے مطبع منشی نولکشور مین وہ ✦ کہ جسکا ساری زمانے پہ آج احسان ہے
شفق نے بھیجدی تاریخ آپسے لکھکر ✦ بہار گلشن ہندوستان یہ دیوان ہے

۱۲۸۸ھ

ایضاً تاریخ ترتیب دیوان در صنعت منقوط ✦

یہ فن شعر مین ہے واسطی کو آج کمال ✦ ہر ایک کو سامنے منہ کھولنا ہی اونکے محال

سال طبعش جوش ہاتف ناگہان | گفت گلزار مضامین مسیح
رحیت خامہ شاعر نکتہ شیخ رضا حسین صاحب متخلص برضا
رضا بلبل فکر تاریخ گفت | بہ گلزار مطبع گل نو شگفت

۱۲۸۷ ھ

ولہ

شدہ طبع دیوان فضل رسول | مضامین عجائب عجب ذکر نیک
رضا بہر تاریخ کردم چو فکر | ندا آمد از دل خوشا فکر نیک

۱۲۸۷ ہجری

ولہ

کلام واسطی چون طبع گشتہ | مضامین غیرت ماہ تمام ست
رضا کلکم چنین تاریخ طبعش | رقم زد اعتبار این کلام ست

۱۲۸۷ ہجری

ولہ

کلام واسطی چون طبع گشتہ | بہار عشق سوز دل نوشتم
رضا بر جستہ این تاریخ فصلی | شرار عشق سوز دل نوشتم

۱۲۸۷ ھ

ولہ

مطبع میں اندنون وہ دیوان چھپ رہا ہے | الفاظ جسکے عمدہ ہین شعر جسکے رنگین
تم بھی رضا یہ لکھو تاریخ طبع اوسکی | دیوان واسطی کا ہے مجمع مضامین

۱۲۸۷ ہجری

ولہ

مژدہ اے شاعران ہندستان | طبع دیوان واسطی کا ہوا
فکر تاریخ کی ہوئی جو رضا | غنچۂ آرزو ہے دل نے کہا

۱۲۸۷ ہجری

ولہ

ہوا طبع دیوان فضل رسول | ضیا مین ہے رشک تجلی طور
لکھا مصرع طبع ہنگام فکر | قلم نے لکھے ہین مضامین نور

۱۲۸۷ ہجری

معنی پروری یعنی دیوان شاعر رنگین کلام حضرت واسطی منشی فضل رسول خان نام صاحب
اشعار جزیلہ و نبلیہ تعلقدار ملک اودہ متوطن قصبۂ سندیلہ اوستاد جملہ شعرا عطارد ضمیر شاگرد رشید
دبیر خبیر منشی مظفر علی اسیر کا کہ جسکا ہر مصرعہ ریختہ محسود زلف دلاویز حسینان ہے ہر بیت
سادہ رشک ابروی نازنینان شوخی مضمون گر مجوشی ہے محبوبون کی ربط مہر عین اہم آنعوشی
ہے خوبون کی کنائے عین اشارے اچھی آنکھون والون کے گریز شاعرانہ مین سارے ڈھنگ
غزالون کے ترکیب درست بندش چست مطبع مین عالی ہمم فرخندہ شیم درۃ التاج اقتخار و
اقتدار ممالک مطبع اودہ اخبار بانی مبانی جود و عطا مرجع بندگان خدا سامی الاخلاق
عمیم الاشفاق منشی نول کشور ستودہ آفاق کے دوسری بار واقع ماہ اپریل سنہ ۱۸۷۴ء
مطابق ماہ صفر المظفر سنہ ۱۲۹۱ ہجری مطبوع ہوا اور پری کی تصویر ہو کر مطبع سے باہر نکلا

منہ

چھپا جب یہ دیوان باغ و بہار ۱۲۸۸ھ	کلی دل کی ہر ایک کے تب کھلی ۲
سن طبع کی جستم واسطی ۱۲۸۸ھ	دم فکر تاریخ مجھکو ملی ۲

نتیجہ طبع وقاد سخنور ہمتیال شاعر نازک خیال حمیت الدولہ مولوی سید عضنفر علیخان
متخلص بہ حکیم ابن مدبر الدولہ تدبیر الملک منشی سید مظفر علیخان متخلص باسیر

کیا خوب چھپا ہے واسطی کا دیوان	ہر دل کو حکیم یہ سخن ہے مقبول ۲
مفعول مفاعلن مفاعیلن فاع	مفعول مفاعلن مفاعیلن فاع
پوچھا جو وقت مجھسے ہاتف نے کہی	تاریخ چھپا دیوان فضل رسول
مفعولن فاعلن مفاعیل فعل	مفعول مفاعیلن مفعول فعول ۱۲۸۸ھ ۲

نتیجہ فکر سخندان بلیاقت نامان نوابان احمد حسن خان صاحب متخلص بجوش خلف نواب محمد مقیم خان مرحوم

طبع شد چون کلیات واسطی	شاعر شیرین زبان خوشگو فصیح

بہت کی جو تاریخ مین جد و کد | زبین بولے لاسے چراغ لحد ۱۲

دیگر

شد باآن سلطان چنین فرمان عشق | او خود ے بگذر کہ باشے جان عشق
عاشق صادق شہ خادم صفے | کرد جان خویشتن قربان عشق
شستہ عشقش سنمے میرد بہو | جان تازہ می رسد از جان عشق
از وجودش آرزوی نفع داشت | عشق را در دل بماند ارمان عشق
کے رسد باعشق او عشق کسے | از ازل آوردہ بود ایمان عشق
شد ز یکرنگے دوئے از ہمدگر | عشق جانش گشت او شد جان عشق
مثل دیگر مردگان از کار رفت | از وفات او برون شد جان عشق
کرد روشن شمع دین را زین سبب | داشت در دل آتش پنہان عشق
سال تاریخش بہ فصلے واسطی | گفت ہاتف کشتہ پیکان عشق ۱۲

فصلے ۷۸

تاریخ ہندی دوہا

حضرت شاہ خادم صفی چھانڈ دیا جگ سنسار | ہندوی سمت فضل بتاوت نرنے سوچ بچار
اسوج سدی پورنماسی آج دن اتوار | بھور بھئی بچھڑ گیا اب ہی پیا ہمار

سمت ۱۹۰۲

خاتمہ الطبع مطبوعہ سابقہ

مطبوع ہر طبع رنجتہ خامہ رشک خاقانی منشی انوار حسین تسلیم سہسوانی

بعد حمد خالق انس و جان و نعت سید کون و مکان منقبت آل اطہار و محمدت اصحاب کبار
سالک مسالک ہیچمدانی تسلیم سہسوانی بر سر گفتار آتا ہے اور عاشقان معنی رنگین و دلدادگان
خیالات باریک کو مژدہ سناتا ہے کہ دفتر فصاحت مخزن بلاغت مخزن سلاست معدن متانت
کرشمہ فکر رسا جلوہ طبع ذکا جریدہ خوش مقالی طومار نازک خیالی بہار باغ سخنوری موج دریائے

ہمیشہ زمانے کو ہے انقلاب — فنا کا کشادہ ہے ہر شی پہ باب
نہین ہے کسی چیز کو بھے ثبات — فنا ہے فنا ہے یہ سب کائنات
زمین آسمان سب ہین اکدن فنا — فقط ذاتِ واحد کو ہوگے بقا
فنا کا نہ کیونکر ہو ہمکو یقین — کہ شب کو ستارے ہین دن کو نہین
فنا کیسے کیسے جوان ہوگئے — کہان تھے کہان سے کہان ہوگئے
نہ وہ تن نہ وہ روح وجان رہ گئے — فقط مدح وردِ زبان رہ گئے
شب و روز چلتے ہے راہ عدم — یہ دنیا نہین کچھ سرا سے ہے کم
رہے کوچ کا آہمین ہر دم خیال — قیام آہین ہے ایک امرِ محال
ہوئے پیر عمر اب بسر ہوگئے — اوٹھو سونے والو سحر ہوگئے
فنائے جہان کا ہے ہر دم خیال — کہ خادم صفے کا ہوا انتقال
پنھوڑیگے جس دم ولیونکو موت — ہین پھلے لازم ہوا خوف فوت
عجب ذات تھے اونکے صاحب کمال — کرے مدح اونکے کوئی کیا مجال
وہ رخسار روشن جو پر نور تھا — تجلے شمع سر طور تھا
جو موزون تھا وہ دست گوہر فشان — تو اشعار حمزہ تھین پانچ اونگلیان
وہ آنکھین جو تھین چشمۂ راہِ دین — وہ لب لایق صد ہزار آفرین
نہین چشمہ ہونے مین کچھ اونکے شک — کہ تھین غوطہ خوراونمین دو مردمک
جہان نقشِ پائے مبارک پڑا — سر اولیا اوس زمین سے بنا
عجب صاحب لطف والطاف تھے — خلاصہ خدائی کا وہ ذات تھے
سر قبر لائے جو لاشہ مرید — زمین کھوکھے اوسدم ہوئی ایک عید
زمین مارے شادی کے تھی باغ باغ — کہ ہاتہ آگیا گوہر شبچراغ
جہان غم سے سب تیرہ وتار تھا — کہ خورشید زیرِ زمین جیب گیا

روان اوسمین نہرین ہون سب شیر کے
یہ تاثیر ہے کوکب تیر کے

ہبوط اندنون ہے جو بہرام کو
اوسے آٹھوین گھر کا مالک کہو

ہوا وہوس کو کرے وہ فنا
مجرد رہے روح سب سی جدا

ہے نسبت روح یون پر اثر
مریدا ونکے ہوتے رہین بہرہ ور

جو یان زایچہ مین پڑا نقل جوگ
تو تاثیر اوسکے یہ کہتے ہین لوگ

کہ پہونچین بہر حال مقصود کو
گروہ کسی کے ذریعے سے ہو

جو عاشر مین ہے مشتری بیگمان
پیمبر کا اوس سے وسیلہ عیان

ہمیشہ رہین خادم مصطفے
رہین اون سے مسرور شیر خدا

جو ہے زہرہ اب سنبلہ مین مقیم
عطارد کا جا کر ہوا ہے ندیم

اونہین حلہ جنتے جو ملے
مشابہ ہو وہ رنگ تنجرف کے

کسے وقت پوشاک دہانی رہے
سفید اور کبھے آسمانی رہے

ہمیشہ رہے فضل رب غفور
رہین اونکی خدمت مین غلمان و حور

جو ہون اونکے خدمتین غلمان و حور
تو ہو سرخ پوشاک برمین ضرور

لکھون زایچہ کا جو مین سارا حال
تو ہو طول سے سامعین کو ملال

لکھون سب کو اک کی نسبت اگر
تو ہو جائے دفتر سے بھی بیشتر

اسیواسطے مینے تقلیل کے
فضیلت مفصل پہ مجمل کو دے

لکھا ماجرا راہ عقبے کا سب
کرون حال دنیا کا مرقوم اب

بنے گا بہت خوب اک مقبرا
رہینگے وہان جمع خلق خدا

رہے گا کھلا فیض و رحمت کا باب
ہمیشہ رہین معتقد کامیاب

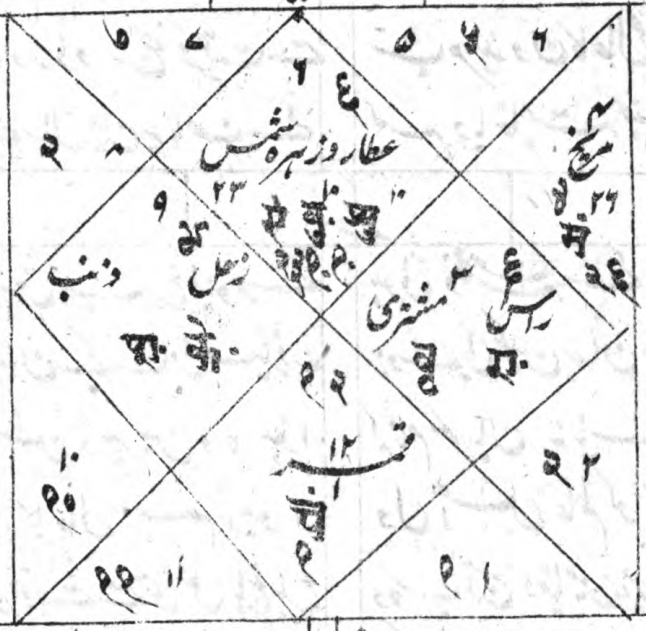
کہے مینے آخر یہ تاریخ سال
سعادت ہے ہو خدا سے وصال

دیگر

سفر مین سعادت ہو ہر طور کی | نہین اسمین حاجت ہے کچھ غور کی
مگر دلمین اوسکے تعشق رہے | یہے اوسکو ہر دم تعلق رہے
جو زیکھا سماکی وتد کے طرف | مقرر اس کا ہے بعد شرف
اوسے جا ملا مشتری کا مقام | ہوئی اوس سے حاصل سعادت تمام
جو حیت مین ہے مشتری اندنون | سوے دار باقے روان کیون نہون
گئے برج غارب پہ جب دم نظر | تو دیکھا کہ بیٹھا ہے اوس مین مُستر
کہ بیت الرجا کا ہے مالک وہے | خبر دیتا ہے خانہ دوست کے
رہے دوست کا اونکو ہر دم خیال | نہ اسکے سوا اور کچھ ہو ملال
زحل مشتری اور زہرہ سبھے | وہ ہر ایک سے متصل ہے اب ہے
جو کرتا ہے وہ نور ہر یک کا جمع | نہین اوسکو مریخ کرتا ہے منع
عطارد سے کرتا ہے پھر اتصال | تو ہوتا ہے انوار کا انتقال
قبول اسکو کہتے ہین اہل نجوم | سمجھتا ہے نیک اوسکو ہر ذی علوم
نتیجہ ہے اسکا یہ بے قیل و قال | ہمیشہ رہے دوست سے اتصال
وتد ارض کا جسکو کہتے ہین سب | اوسے غور سے مینے دیکھا ہی اب
کہ وہ قوس ہے خانہ مشتری کو یہے | کہ عاشر مین ہے مشتری کو یہے
نظر اوسپہ رکھتا ہے ہر دم قمر | بلا شک ہوا اسکا اب یہ اثر
بہ آئی دلے اونکے ہر اک امید | ملے اون کو جنت مین قصر سفید
کہ الماس گون سب ہون دیوار و در | جڑے اوسمین موتے رہین سر بسر
جو رابع مین ہے اب زحل کا مقام | زبر جد سے ہو وہ منقش تمام
ملے اونکو اک بوستان قدیم | کہ کہتے ہین سب جسکو باغ نعیم
تکلف سے جب طے کرین منزلین | تو ہون جاکے رونق فزا باغ مین

غم و رنج مین سخت مشکل پڑے | مگر عاقبت لیکے ساعت گھڑے
لکھا زایچہ پھر بصد اضطرار | کہ معلوم ہو جس سے انجام کار
ہیوت اب لکھے اور کیا التوا | تو اس ننگ کا دل سے ہوا تصفیہ
ستارے ہین فضلِ خدا سے قوے | نحوست سے بیٹھے ہین سارے بُرے

زایچہ



ستارے ہین اوتاد مین سب تمام | سعادت یہ ہین دال یہ لا کلام
کب اسطرح سے ہون ستارے بہم | کہ ملتا ہے ایسا بہت وقت کم
اسے شکلِ اقبال کہتے ہین سب | کواکب کو ہوتی ہے قوت عجب
جو طالع کی جانب کو پہونچے نظر | تو بس سنبلہ ہے عطارد کا گھر
وہین صاحبِ خانہ موجود ہے | شرف کے سبب سی وہ مسعود ہے
تو اُن گھر سفر کا ہے دیکھا بغور | وہ گھر سعد اصغر کا ہے بُرج ثور
ہوا جاکے طالع مین اوسکا صدور | سفر اہل طالع کو ہووے ضرور
ہوئی غور سے بات یہ بھی عیان | عطارد سے زہرہ کا پایا قران

سفر مین

دیگر

شاہ خادم صفے نے رحلت کی | واسطی کو کمال رنج ہوا
عیسوی سال مین مرے دل نے | کہا یہ کیا غضب ہوا ہے بپا

دیگر

شاہ خادم صفے عارف کو | سوی جنت جو قصد سیر ہوا
شدت درد و رنج فرقت سے | سب مریدون کا حال غیر ہوا
عیسوے سال مین یہ ہاتف نے | کہہ دیا خاتمہ بخیر ہوا

دیگر

بیک گردش چرخ نیلوفرے | ہوئی دفتر دہر کے ابترے
مٹے نامیون کے نشان سیکڑون | ہوے بی مکین یہان مکان سیکڑون
چلے گلشن دہر مین وہ ہوا | کہ نام نکویان نہ باقے رہا
صفے پور کا حال برہم ہوا | دل اہل عالم کو ماتم ہوا
وہ گھر جو خوشے سے تھی کل باغ باغ | وہ سب آج دنیا مین ہین بی چراغ
کوئی ساتھہ مرقد مین جاتا نہین | کہے فاتحہ کو بھی آتا نہین
فنا ہے فنا ہے یہ سب کائنات | ثبات جبابی ہے اسکے ثبات
رجب کے مہینے کی تھے تیرھوین | اور اتوار کا روز تھا یالیقین
کہ دنیاے فانی سے وقت سحر | کیا شاہ خادم صفے نے سفر
ہوا گوش زد جب مفصل یہ حال | کہون کیا ہوا کسطرح کا ملال
کہے دن یہے رنج سب کو رہا | باصرار اک دوست نی یون کہا
کہ ای واسطی تو ہے اختر شناس | تجھے صبر لازم ہے کیون ہی اداس
کہ حضرت کا تھا آخرے یہ سفر | ذرا دیکھہ تو زایچہ کھینچ کر

سیزدہ مرتبہ اگر اے دل | کلمۂ حق بگو تو لا الٰہ اللہ
سے شود سال فوت او ظاہر | گر بگیرے تو سیزدہ ہمراہ

قطعات تاریخ اردو

گل تازہ بوستان خدا | شہِ دوجہان خادم مصطفےٰ
رہِ معرفت کے وہ رہبر ہوئے | جو تھے مرحلے اون سے سب سر ہوئے
زمانہ مین اونکے غنیمت تھے ذات | کسے مین نہ تھے جو بھی اونمین صفات
رہ راست سبکو وہ بتلا گئے | نکاتِ حقیقت وہ سمجھا گئے
عدم کو سفر کر گئے اب کے سال | ہوا سارے عالم کو اس کا ملال
دل سال کم ہو کے اے واسطی | ہے تاریخ ہجری خادم صفے جنتے ۱۲ ۷۸

دیگر

خلق مین بادشاہ تخت فقر | یعنے خادم صفے والا جاہ
کام کوئے کیا نہ جز رہِ حق | مالک ملکِ فقر دین کے پناہ
طی جو کے ابکی سال راہ وفات | واسطی سب ہین صرف نالہ و آہ
سر ہر شعر لیکے ہے تاریخ | لاہیونون اولیا اللہ ۱۲ ۷۸ ہجری

دیگر

شاہ خادم صفے عارف نے | جان دے اپنے عشق احمد مین
سال فصلے مین یون ہوئی تاریخ | وہ گیا خدمتِ محمد مین
۱۲ ۷۸ ہجری

دیگر

شاہ خادم صفے نے رحلت کی | ہوا ابتر جہان مین دفتر فقر
سال فصلے مین یون ہوئی تاریخ | بادشاہِ جہان کشور فقر ۱۲ ۷۸ ہجری

در غم دریغ واسطی دل من	گفت اے واشہید دعوت عشق

تاریخ فارسی

شاہ خادم صفے ولیِ خدا	بفلک شد بہ طے ہفت طبق
واسطی داشت اعتقاد تمام	شد گرفتار رنج و درد و قلق
من چہ گویم غمِ فراقش را	خون ہمے گرید آسمان ز شفق
گفت تاریخ رحلتش ہاتف	شاہ خادم صفے ولیِ بحق ۱۲۸۷ ہجری

دیگر

رونق افزائے خانوادۂ چشت	پیر و نائب حفیظ اللہ
شاہ خادم صفے عارفِ وقت	بود از اسرار سرمدے آگاہ
رخت ہستے بہ لبست زین عالم	سوئے دار البقا بیک ناگاہ
خبر رحلتش بگوشم خورد	شد لبم آشنا بنالہ و آہ
رسیدم بخدمتش افسوس	کہ رسید این مصیبتے جانکاہ
سال تاریخ گفت ہاتفِ غیب	نادم مرگ گفتہ یا اللہ ۱۲۸۷ ہجری

دیگر

شاہ خادم صفے عارفِ وقت	ذکرِ حق داشت در خفے و جلے
داشت با پختن و لائے تمام	رفت در خدمت علے و لے
جان بحق داد چون بہ عشقِ خدا	عمرِ جاوید یافت لم یزلے
سال تاریخ گفت ہاتفِ غیب	شاہ خادم صفے ولے ۱۲۸۷ ہجری علے

دیگر

شاہ خادم صفے ولے کامل	با نکیرین گفت عشق اللہ
سال تاریخ واسطی مے جست	کرد او را سروش غیب آگاہ

واسطی وقتِ دعا ہے کہ یہ خلق سے دعا | سامنے ممدوح ہے استادہ ہی نور و بر و
رنگ و بوئے گلشنِ حشمت ترقی پر رہے | جب تلک ہے گلشنِ عالم مین جوشِ رنگ و بو
کالعدم ہو جائین جو بدخواہ ہون سرکار کے | خیر خواہون کو ملے ہر دم زیادہ آبرو
مصرع تاریخ آمد فارسی مین یون ہوا | کردہ فیضِ مقدم شہزادہ لندن بلکھنؤ ۱۸

تاریخ طبع دیوان تدبیر الدولہ منشی مظفر علی خان بہادر متخلص بہ اسیر

ہوا طبع نادر کلام اسیر | یہ دیوان ہے بی شبہہ باغِ سخن
لکھے اوسکے تاریخ یون واسطی | چھپا خوب دیوان اوستاد فن ہجری ۱۲۸۶

ایضاً

دیوان اسیر کا ہے مطبوع اہل عالم | الفاظ جیسے بالکل مضمون تمام مرغوب
تاریخ طبع اوسکی یون واسطی نی لکھے | استادِ واسطی کا دیوان چھپ گیا خوب ہجری ۱۲۸۶

ایضاً

چھپ گیا خوب یہ دیوان فصاحت بنیاد | لعل و یاقوت مین صفا مین دُر مکنون ہے یہ
واسطی سال مسیحی مین ہوئی یون تاریخ | بلبلِ فکر کا گلدستہ مضمون ہے یہ ۱۸۶۹

تاریخ عربی

اسکنہ الجنۃ بعد الموت | احسان اللہ الحی علیہ
قال الھاتف لہ تاریخ | رضوان اللہ الحی علیہ

غزل

حبذا مایہ دار دولتِ عشق | وہ کہ آگاہ از حقیقتِ عشق
بود چون معنیِ کرم ظاہر | از کتابِ رخش کرامتِ عشق
بہ بیرانت از کرم انداخت | چون ہما سایہ سعادتِ عشق
اسیرا خادم صفے بہ عشق خدا | نہ ین جہان رفت در طریقتِ عشق

علم اس درجہ کیا ہے حق تعالی نی عطا
عالم و فاضل کی کیا طاقت کری جو گفتگو

زندہ ہوتے اندنون بقراط و افلاطون اگر
بے تکلف دل سے شاگردی کی کرتے آرزو

بحث حکمت مین کرے اوس سے ارسطو کیا مجال
بند دو باتو نمین ہو جائی زبان بی گفتگو

موشگافی پر اگر آئے کبھے فکر دقیق
کا نسنہ خورشید تابان مین نکل سکتے ہین مو

کیا اولوالعزمے ہے راہ بحر و بر دو گام ہے
ملک دیکھی ہین بھری ہین شش جہت مین چار سو

ہر جگہ ہر ملک مین جا جا کے کھیلا ہی شکار
دشت و دریا کا تماشا ہی نگہ کے روبرو

کی سکندر نے سیاحت پر نہ ایسی دہر مین
فخر سیاحان عالم ہے یہی بے گفتگو

حکم ہے عاجز نوازی کا کہ باغ دہر مین
تار جیب گل ہوتا را شک بلبل سے رفو

اسقدر عالم مین دست فیض ہے گوہر فشان
پانی پانی ابر نیسان بھی ہے جسکے روبرو

اسقدر میخانہ ہے اوسکی سخاوت کا وسیع
جام خورشید جہین آسمان جا سے سبو

ذکر قمری نے اگر اوسکی سخاوت کا کیا
واہ ری تاثیر زرین ہو گیا طوق گلو

خلق عالی آشکارا ہے تمام آفاق پر
مشک نافی کے چھپائی سے کہین چھپتی ہے بو

جیسوان کو دے اگر طاقت وہ بزم دہر مین
پای خم چلنے لگے اوٹھنے لگے دست سبو

صورت بخشش کرے وہ باغ عالم سے جو دور
پیچ و تاب موج مٹ جای میان آبجو

لائی جب لب پر نمازی ذکر اوسکے فیض کا
موتیون کی آب سی بھر بھر گئے ظرف دہنو

دیکھکر آئینہ اوطاف مخلص روسفید
خون دشمن سے ہی تیغ قہر اوسکی سرخرو

کیا شجاعت ہے تمام آفاق پر چھایا ہی رعب
کانپتے ہین خواب مین بھی بید کیصورت عدو

تیغ وہ بران کہ روز جنگ ہے برندہ تر
چاٹ کر افسر سیاب و گیو و رستم کا لہو

توسن چالاک مین وہ تیز رفتاری کہ برق
ٹھوکرین کھاتی ہوئی پھرتی ہے جسکے روبرو

خیل کا رتبہ کہین ہے آسمان سے بھی بلند
مہر ہے زرین عماری کیا ہی اسمین گفتگو

گفتگو سے کر سکے کیا کوئی تعریفون کا حصر
کسطرح گنجایش دریا ہو ما بین سبو

رباعی

ہین اہل جہان کی بھی نرالے دستور — مرنا بھی نہین انکا تکلف سی ہے دور
دنیا سے گذر کے بھی تعلق ہے وہے — تابوت کفن سر جریب کافور

رباعی

پیغام طرب بہار لائے ساقے — بدلے رندی سے پارسائی ساقے
بھر ساغر مے چمن مین چھلکے غنچے — آواز شکست توبہ آئے ساقے

رباعی

ارباب جہان کا کچہ نرالا ہے طور — ہر وقت تلوّن ہے اگر کیجیے غور
رد پشت نہین آئنہ آسا یکسان — منہہ پر کچہ اور پیٹھ پیچھے کچہہ اور

تاریخ قدوم میمنت لزوم شاہزادۂ عالم پناہ ڈیوک آف ایڈن برا صاحب بہادر دام اقبالہ کہ معرفت صاحب چیف کمشنر بہادر گذرانی گئی

آمد شہزادہ ہے گلشن ہے سارا لکھنؤ — سبز ہین باران رحمت سے نہال آرزو
مثل گل خندان ہے شادی سے ہر اک پیر و جوان — عید ہے ملنی ہین سب بجتی ہین باجی کو بکو
ہین جوانان چمن بھی بادۂ عشرت سی مست — جھومتے ہین سرو گلشن مین کنار آبجو
جو مڑک ہی روشنی مین کہکشان سی کم نہین — منزل مہتاب تابان ہین دکانین چار سو
کیا چمک ہی کیا صفائی ہے در و دیوار مین — ہر قدم پر آئنے ہین رہرو ونکے روبرو
ہے رعایا شاد آیا مالک اقلیم ہند — کرتے ہین رہرو یہ خوش ہو ہو کی باہم گفتگو
واہ کیا اقبال ہے کیا جاہ ہی کیا عز و شان — کیا حقیقت قیصر و خاقان کی اسکے روبرو
ہو در دولت کا دربان ہے یہ دارا کو ہوس — آئنہ داری کی رکہتا ہے سکندر آرزو
تخت سے اوسکی جواہر کا ہوا پایہ بلند — تاج سے اوسکے دریکتا نے پائی آبرو
عدل مین نوشیروان کیا اوسکے ہمسر ہو سکی — غیر ممکن ہے کہ ہو ہمچشم دریا آبجو

رباعی

جب تک رہا دولت نی پھنسایا مجھکو
مقصود کا جلوہ نہ دکھایا مجھکو
درویش ہوا تو معرفت حاصل کے
ویرانے مین گنج ہاتھہ آیا مجھکو

رباعی

یارب یارب امیدوار آیا ہون
العفو العفو گناھگار آیا ہون
مجرم مجرم پکارتا ہے ہر مو
رحمت رحمت کہ شرمسار آیا ہون

رباعی

ای یاس ہوئی امیدواری تجھسے
ای رنج ہے جیتم غمگساری تجھسے
اصرار گناہ مین تھکانا ہے لعان
ای شرم ہوئی تو رستگاری تجھسے

رباعی

آخر کو تھکے گناہ کرتے کرتے
عاجز ہوئے جام بادہ بھرتے بھرتے
کیون آئے تھے ایسی زندگانی کی لیے
افسوس رہا یہ ہمکو مرتے مرتے

رباعی

دنیا کا سب انقلاب دیکھا ہمنے
نیرنگ دہ خراب دیکھا ہمنے
پر جاکے لحد مین چشم عبرت جو کھلے
معلوم ہوا کہ خواب دیکھا ہمنے

رباعی

کیا مردم دنیا ہین خدا کی ہے پناہ
رہتے ہین گرفتار معاصے گمراہ
ابلیس کا کام آدمے ہوکے کرین
لاحول ولا قوہ الا باللہ

رباعی

سنے واعظ شہر بھی نہایت بدخو
رندون کو برا کہتا ہے وہ عربدہ جو
کہدو کوئی اوس سے کہ نہین منہ مین لگام
ای اشتر بے مہار پھلو پھلو

رباعی

جبتک کہ ہے زیست حب حیدر ہو نصیب | اور مرگ کے بعد جام کوثر ہو نصیب
ہر وقت یہ واسطی دعا ہے اپنے | محشر مین شفاعتِ پیمبر ہو نصیب

رباعی

آیا ہے جو مانگنے گدائے مسکین | ہان خواہ زبان سے وہ کہی خواہ نہین
کیون مثل تفنگ گرم ہوتا ہے بخیل | ڈر ہے نہ لگے آگ خزانی مین کہین

رباعی

جو کوئی فقیرون کو کرے گا خرسند | پائے گا بہشت مین وہی قصر بلند
دیتا ہے اگر تو کوہ زر دے منعم | عالے ہمت بنای پستی نہ کنند

رباعی

پھر گرم ہوئی شعر و سخن کے محفل | جانا ہی مزو زیر و تردد مین ہے دل
مشتاقون کے ساتھہ معترض بھی ہیں وہان | گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل

رباعی

ای چرخ مجھے تونے ستایا تو کیا | ہون خود مین مٹا ہوا مٹایا تو کیا
اک ہیزم خشک کو جلایا تو کیا | اک مشتِ غبار کو اوڑایا تو کیا

رباعی

دنیا کا تکلف ہمین بھاتا نہین کچھہ | نظر و نمین یہ سامان سماتا نہین کچھہ
اس بزم مین آئینہ بنایا ہے ہمین | سب دیکھتے ہین پر نظر آتا نہین کچھہ

رباعی

لغزش کی جگہہ دیکھہ کے ٹل جاتا ہون | جب دام مین پھنستا ہون نکل جاتا ہون
نظرون سے جہان کی یا علے کہ گھسکر | ہر مرتبہ گر گر کے سنبھل جاتا ہون

رباعی

ماتم کا ہے شور ناتوانی کا ہے زور
جمہائی ہے گھٹا رنج والم کی گھنگھور
جو صبح ہماری ہے وہ ہی شام فراق
جو شب ہے ہماری وہ شب اوّل گور

رباعی

جو وارد کوی بتِ بے پیر ہوا
افراط نقاہت سے زمین گیر ہوا
یہ غم مین پھنسا کہ اوٹھہ کے چلنا کیسا
ہر نقش قدم حلقۂ زنجیر ہوا

رباعی

ہین اہل جہان غم مین گرفتار تمام
صحت مین سہے ہین صاحب آزار تمام
جو سبزہ ہے دام ہی جو غنچہ ہے قفس
ہے خانہ صیّاد یہ گلزار تمام

رباعی

جس شے کی ہو احتیاج رب دیتا ہے
جو مانگتے ہین لوگ وہ سب دیتا ہے
ہنگام طلب ندے گا ہمکو کیو نکر
جو سارے جہان کو بی طلب دیتا ہے

رباعی

ہے پیاس تجھے میری گوارا ساقے
اتنا بھے نباہیے گذارا ساقے
تو مے نہین دیتا ہے اگر خیر ندے
اللہ کریم ہے ہمارا ساقے

رباعی

دیتا ہے جسے وہ کبریا دیتا ہے
بے حکم کسیکو کوئی کیا دیتا ہے
ہے دست کریم تابعِ دستِ خدا
دیتے ہین یہ منعم جو خدا دیتا ہے

رباعی

مرغانِ قفس کو دے نہ دھوکا صیّاد
ان سے تجھے دشمنے ہے بیجا صیّاد
آئی ہے بہار تو بتاتا ہے خزان
بے پر کے اوڑانا نہین اچھا صیّاد

رباعیات

مضمون یہ مشکل سے ہوا ہے معلوم
اس ہستی فانی کا یہی ہے مفہوم
مابین ہے دو عدم کے ہستی کا وجود
خطّین مین جس طرح ہو نقطہ موہوم

رباعی

یارب مری تسلیم کی عادت ہو جاے
دل مین مرے جا گزین قناعت ہو جاے
غم ہو نہ ترے غم کے سوا اور کوئی
جو رنج کہ درپیش ہو راحت ہو جاے

رباعی

عاشق مین ہوا ہون ایک بت کا ناگاہ
کچھ کام نہین ہے مجھکو جز نالہ و آہ
اب کفر سے مطلب ہے نہ اسلام سو کام
لاحول ولا قوۃ الّا باللہ

رباعی

کام آیا نہ مال و گنج و دُرِ شہوار
رو مال و دوشالہ و قبا و دستار
دنیا سے گئے ہم تو گئے خالی ہاتھ
جو کچھ کہ کیا تھا جمع چھوڑا ناچار

رباعی

رہتا ہے یہ دھیان میرے دل مین اکثر
ہے شرک بڑا گناہ سب سے بدتر
قرآن مین اللہ یہ فرماتا ہے
لاتدع مع اللہ الٰھا آخر

رباعی

اول جو ہے سب سے اور ورای اول
سمجھے نہین اوسکو انبیاء و مرسل
آخر کہا ہیچگون ہے ہیچون ہے وہ
جب حل نہوا عقدۂ ما لا ینحل

رباعی

گر کچھ ہوس جاہ و تجمّل ہوتی
طاقت نہ ہمارے دل کو بالکل ہوتی
گرتے سو بار ضعف طالع سے ہم
تکیہ جو نہ دیوار تو کل ہوتی

بنایا کیا سراپا نور حق نے اپنی قدرت سے
شرما منہ چھپائے ابر کے پردہ مین خجلت سے
نہ آئے مشعلِ مہتاب بھی آگے ندامت سے
صراحی سر جھکائے شمع ہو خاموش حیرت سے
لکھون تعریف جسدم اے بتِ بے پیر گردن کی

نظارہ کیا کرے کوئی تری حسنِ صباحت کا
کہ پردہ سامنے آنکھون کے پڑجاتا ہی حیرت کا
خدا کی شان ہی اے حور نقشہ تیری صورت کا
رخِ پر نور مین جلوہ عیان ہی اوسکی قدرت کا
برنگِ شاخِ نخلِ طور ہے تصویر گردن کی

کہان تک صبر آئی دیکھتا ہون راہ اے قاتل
کہین جلدی ہو رشتہ عمر کا کوتاہ اے قاتل
تری آنکھین تو ہین خونریز عالم واہ اے قاتل
مجھے تیغِ نگہ سے ذبح کر للہ اے قاتل
بہت مدت سے ہے مشتاق یہ شمشیر گردن کی

مصیبت مین پڑا ہون کوہِ غم سر سے مرے ٹالو
چھڑائے قیدِ ہستی سے کوئی جلاد بلوالو
عجب چھلے کے سانچے مین مجھے مہجور کو ڈھالو
کرون گردنکشی اب مین تو پھانسی نرف کی ڈالو
نہین اس سے زیادہ اے صنم تعزیر گردن کی

قیامت لائیگا حسن اوس بتِ بیباک کا اکدن
عیان ہوجائیگا حال اس دلِ صد چاک کا اکدن
دکھائیگی محبت مجھکو بسترِ خاک کا اکدن
کریگا قتل زیور اوس بتِ سفاک کا اکدن
چھری پھیریگی گردن پر مرے زنجیر گردن کی

کمندِ شوق مین نظارہ بازونکی کھینچ جب دل
زبانی بھر کی آنکھین کیون نہون دیدار کی سائل
تعالی اللہ ایسی شکل ہے نظارہ کی قابل
تری زلفونکی صورت ہی شبِ قدر اے مہ کامل
برنگِ شمع روشن کیون نہو تصویر گردن کی

دمِ زینت مجھے کرتا ہی مضطر وہ بتِ پرفن
نہوگا اب کسی صورت سے ضبطِ گریہ و شیون
ہراک زیور ہوا ہی واسطی کی جانکاہ شیمن
جلانے کے لیے صبرِ دلِ عشاق کا خرمن
صفیر اک برقِ رخشان بنگئی زنجیر گردن کی

راست کہتے ہین سر عشق کی کھاتے ہین قسم | زاہد و معتکف کعبہ ابرو مین ہم
زیر محراب حرم شوق مناجات تمھین

دونون آنکھین ہین شب و روز مری اشکفشان | یہ تو بھادون ہی وہ ساون ہی نہ شک ہی نہ گمان
چاہیے شکر کرین سب ہم تن ہو کے زبان | ساقیا بادہ کشون پر ہے ہمارا احسان
بارش اشک سے کس فصل مین برسات نہین

ایکدل ہے اسے دو کعبہ ابرو مین جگہ | ایکدل ہے اسے دو تکیہ پہلو مین جگہ
ایکدل ہے اسے دو جوشن بازو مین جگہ | ایکدل ہے اسے دو کوچہ گیسو مین جگہ
دو نہین تین نہین پانچ نہین سات تمھین

صاف ہوتے نہین ہم تمسے ہزارون ہی شکوے | دل دیا تمکو حقیقت مین ہوئی ہمسے چوک
دیکھیے دیتے ہین گنجینے فقیرونکو ملوک | اور کچھ تمسے نہین چاہتے عشاق سلوک
کیجیے بوسہ عنایت یہ بڑی بات تمھین

فکر اثبات دہن ہے تمھین بیکار اسیر | بات یہ سارے زمانے پہ ہے اظہار اسیر
واسطی کی بھی رہے یاد یہ گفتار اسیر | صاف ظاہر ہے سخن سے دہن یار اسیر
یہ وہ دعوے ہے جسے حاجت اثبات نہین

مخمس بر غزل حاجی الحرمین بشیر لفین منشی امداد حسین فرخ آبادی متخلص بصفیر

صفت لکھنا ہی مشکل اسی بت بے پیر گردنکی | قلم سے میرے ہو سکتی نہین تفسیر گردن کی
نہین ممکن ہے نکلے صورت تحریر گردنکی | کہیے کیا مانی و بہزاد سے تصویر گردنکی
کہ شمع طور کی ہے روشنی تو پر گردن کی

کہین کیا حال تمسے ہمدمو اپنے مقدر کا | نہین ہے ہوش ہمکو عشق مین سر گرتن و سر کا
یہ ہاکرتا ہے ایسا پاس ہمکو اوس ستمگر کا | کہا جب اوسنے ہمکو امتحان کرنا ہے خنجر کا
تو بولے نذر قاتل سنکے یہ تقریر گردن کی

ایسی ذلت تو گوارا ہمین دن رات نہین | نہ سہی تمکو جو منظور ملاقات نہین ہے
کعبہ گھر آپ کا ای قبلہ حاجات نہین

چاہتا ہون کہ تری دل مین ہو پیدا مرا گھر | ایک صورت ہو صفائی کی ادہر اور ادہر
نگاہ ربط سے کیا فائدہ ای رشک قمر | شکل آئینہ بے رنگ مین آتی ہی نظر
صاف جبتک نہو دل لطف ملاقات نہین

کج ادائی جو یہی ہی تو نہ غم کھاؤن گا | تاب اس رنجش بیہودہ کی کب لاؤن گا
نہ رہونگا مین توجہ نہ اگر پاؤن گا | پھیر کر منہ کو نہ بیٹھو ابھی اوٹھہ جاؤن گا
دور کعبہ بہت ای اہل خرابات نہین

ہے عبث مانع گلگشت نکرھہ مکو ملول | بوی نخوت سی فقط رنگ ندامت ہی حصول
ہے بہار آج خزان گل ہی یہ قصہ نہین طول | باغبان خوبی گلزار پہ اتنا بھی نہ پھول
کشف گل مین نہین خنچون مین کرامات نہین

فرقت یار مین ہی داغ سے بدتر گل تر | سنخل ماتم مرے نزدیک ہی ہر ایک شجر
دے نہ ترغیب مجھے سیر کی ای باد سحر | پاؤن کسطرح سے رکھون روش گلشن پر
ہاتھہ اوس گل کا مرے ہاتھہ مین ہیہات نہین

کہو غافل سے فلک سر پہ مصیبت لایا | عمر غفلت مین تری کٹ گئی دہوکا کھایا
سخت ہی راہ عدم چاہیے کہ سرمایا | دن جوانی کے گئے موسم پیری آیا
کھول آنکھین کہ عیان صبح ہوئی رات نہین

بخت غربت مین ہمین لائی ہین اول اول | تنگدستی سی حواس اپنے ہین آخر مختل
ہم تو شاعر ہین ہمارا ہی یہی حسن عمل | بہر یاران وطن بھیجیے لکھہ لکھہ کے غزل
اس سی بہتر کوئی تحفہ کوئی سوغات نہین

جب سی رکھا ہی رہ مہر و محبت مین قدم | دین و ایمان کا نہین ہوش بجز یاد صنم

ہمتو جس شہر مین پہونچی نئی دنیا دیکھے

کوئی آئین نہین ہے کوئی دستور نہین
اسلیے شہر مین رہنا ہمین منظور نہین
کون کہتا ہے وہان جانے کا مقدور نہین
سب چلی جاتی ہین کچہ ملک عدم دور نہین

دیکھنا ہم بہی پہونچ جاتی ہین دیکھا دیکھے

فرش سبزہ کا کہین سایۂ سنبل ہے کہین
نہر کا دور تو موجون کا تسلسل ہے کہین
سرور عنا ہے کہین قمریون کا غل ہے کہین
خندۂ گل ہی کہین نالۂ بلبل ہے کہین

سیر اس گلشن ایجاد مین کیا کیا دیکھے

برہمن مست مسلمان ہے ہر اک تشنہ دہان
واہ ای دور فلک عقل یہان ہے حیران
جای عبرت ہی حقیقت مین خرابات جہان
ہم تو پیاسے رہین می غیر کو دی پیر مغان

اولٹی اس شہر مین بہتی ہوئی گنگا دیکھے

عشوہ و ناز کی کہایا کہی ہم اکثر چوٹ
سنگ کی چوٹ سہی بہی بڑہ کی اوٹہا ہر چوٹ
جبسے پیدا ہوی دنیا مین ہی یہ سر چوٹ
عشقبازی کی یہ خو ہی کہ لگی دل پر چوٹ

چلتے پھرتے جو کوئی صورت زیبا دیکھے

وار نیزون کی ہون پہلو پہ جگر پر اوبت
زخم تلوار کے سینے کے سپر پر اوبت
محو سو جان سے رہین حسن بشر پر اوبت
دین برباد کرین ایک نظر پر اوبت

ایسی نادان نہین ہمنی بہی ہی دنیا دیکھے

وہ نہ خورشید جہان تاب ہی بدر منیر
چشم ظاہر سی ہی سو پر دہ مین مخفی تنویر
واسطی خوب یہ استاد کو سو جہتی پیر
دیدۂ دل سے نظر کی رخ روشن پہ اسیر

چشم موسی سے صفائی ید بیضا دیکھے

وله

خلق و اشفاق و کرم لطف و عنایات نہین
لب پہ گالی کے سوا اور کوئی بات نہین

چون سپاس رزق بی منت فرستد مرا واسطی
از کباب دل چی کردارم من مسلوا سے دگر

مخمس بر غزل حضرت شیخ سعدی شیرازی قدس سرہ العزیز

ازل سی گرچہ حسن و عشق مین تھا لاکھ باہم
ولیکن حسن کو قصد تماشا تھا نہ کچھ جسدم

نہ عالم کا رفیع تھا نہ تھا تصویر کا عالم
نشان بر تختہ ہستی نبود از عالم و آدم

کہ دل در مکتب عشق از تمنای تو می زدم

وہ گل رو اب سمایا ہی رگ جانمین بر رنگ بو
خودی کا تھا جو پردہ بیچ مین سو ہو گیا یکسو

نکالا نیچو دی نے ادس سی ملنی کا نیا پہلو
بروای عقل نامحرم کہ امشب با خیال او

چنان خوش خلوتی دارم کہ من ہم نیستم محرم

وہ میکش ہون نہین کہتا مون کچھ پروائے جام
جو شیشہ ہی دل پر خون تو ساغر دیدہ پر نم

میا عالم سی میری بزم عشرت کا ہی کچھ عالم
کہ دارد انچنین عیشے کہ در عشق تو من دارم

شرابم خون کبابم دل ندیمم درد و غم غم

ہوئی تھی سعد پر اے واسطی حالت عجب طاری
کہ تھی دلریش اور سینی مین صد ہا زخم تہی کاری

سناہی مینی فرماکے تمہے با صد گریہ و زاری
اگر پرسند سعد از عشق او حاصل چہ دارد

ملامت ہای گوناگون جزاہای بے مرہم

مخمس بر غزل تدبیر الدولہ منشی مظفر علیخان بہادر تخلص باسیر

عاشق زار نے فرقت مین یہ ایذا دیکھے
دل نے مردی کی روش شکل تمنا دیکھے

بیچ کہوا لی ہو کیا لوگون کی دیکھا دیکھے
نبض ہمیا چو اے رشک مسیحا دیکھے

آج کیا آپ سے جاتی ہوے دنیا دیکھے

وہم سان قاف سی تا قاف سبک سیر رہے
کبھی مشرق مین در آئے کبھی مغرب مین گئے

حال نیرنگے عالم کوئی پوچھے سمجھے
ہر جگہہ وضع نئی چال نئے لوگ نئے

جدا اے بت نگردے از دلِ من
حریم کعبہ را بتخانہ دارے

بہ تیغ غمزہ کشتی عالمے را
ہمانا شیوۂ ترکانہ دارے

زدست این آتشِ شوقت کہ در دل
کہ سوزاے شمع چون پروانہ دارے

زصاد چشم از طغراے ابرو
فرین حسن را پروانہ دارے

ندارد ہیچ پیمان استوارے
بجز پیمان کہ با پیمانہ دارے

بپالیش سر بنہ ای زلف چون من
سرے گر با سر جانانہ دارے

چہ دیدی واسطی از چشم مستش
کہ ہر دم نالہ مستانہ دارے

کی روم پیشِ شفیقِ لطف فرماے دگر
خبر درت چشم کشایش نیست از جاے دگر

میکشد سر ہر دم از خاطر تمناے دگر
دل بجاے دیگر ست و چشم من جاے دگر

انتظارم تا قیامت میکشد آخر کہ او
میگذارد وعدۂ فردا لفردائے دگر

میدہد آن ماہ سیما گر چنین داغِ فراق
میکنم من ہم تلاشِ ماہ سیماے دگر

بر دخضر شوق دل تا منزلِ مقصد مرا
سایہ آسا قطع این رہ کردم از پاے دگر

خار در پا مثل شمع و ہمچو برق آتش قدم
چون من سرگشتہ نبود دشت پیماے دگر

چشمۂ چشمِ تر ما را چشمِ کم مبین
جوشد از ہر قطرۂ این بحر دریاے دگر

رفتی از میخانہ و از بے قراری ہا فتاد
جام بر جامِ دگر مینا بمیناے دگر

نیستم مجنون کہ در یک دشت مانم خاک بیز
میروم ہر دم ز صحرا لی بصحراے دگر

حیرتِ چشم بجا باشد کہ شکلِ آئینہ
در تماشاے رخش کردم تماشاے دگر

منکہ اعجاز مسیحا دیدم از لعل لبش
کی شوم قائل بہ اعجازِ مسیحاے دگر

گو ہلال اے بدر گر دیدی مشو غرہ کہ مست
مثل تو بہر آستانش صد چنین ساے دگر

گاہ عناب لبش بوسید و گہ سیب ذقن
ہر دم از خاے دلِ من نخت سودائے دگر

ملک حسن اوسکو ملا اور ہمکو کشور عشق کا
اب بہار کیا اجارہ جبکہ کہیوٹ ہو گئے

وہ جھڑکتا ہے رہا اور شانہ مین کرتا رہا
کشمکش مین مفت اوس بد خوسی جھنجھٹ ہو گئے

ہی کدورت دلمین اوسکے کیا کرین اب ہرا
جو می بیدرد تھے ساغر مین تلچھٹ ہو گئے

مبتلا ہون دشت گردی مین عجب کہڑاگ ہے
راگ کیا کیا لای وحشت کینسی کھٹ ہو گئے

رات کو سویا جو مین یاد رخ گلفام مین
چارپائی میری پھولون کا چھپر کھٹ ہو گئے

جب لب لعلین پہ اوسکی عکس کا کل کا پڑا
پان کی سرخی پہ مسے کی اور داہٹ ہو گئے

مشق خط نی واسطی کیا حسن خط پیدا کیا
سطر جو ہمنے لکھے اوس زلف کی لٹ ہو گئے

متفرقات

دید رخ تو باعث حیرانی نظر
زلف شکستہ وجہ پریشانی نظر

بہر نماز عید روے چون بعیدگاہ
گردد ہزار دل شدہ قربانی نظر

از بس کہ شد بکعبۂ روے تو سرنگون
پیداست داغ سجدہ بہ پیشانی نظر

در جلوہ گاہ حسن تو بردارمے کشند
آئینہ را بجرم پریشانی نظر

نگذاشتہ ست در دو جہان ہیچ زندہ
تیر نگاہ و تیغ صفاہانی نظر

ای واسطی فتادہ معرا بیاض چشم
تا حک شدہ ست مصرع لاثانی نظر

چہ زیبا نرگس مستانہ دارے
شراب طرفہ در پیمانہ دارے

شدی تا آشنای دیدۂ من
مرا از خویشتن بیگانہ دارے

نہادے پای در بزم رقیبان
سرت کردم سر پامانداری

بہ گیسو بستۂ دلہای عشاق
بیک زنجیر صد دیوانہ دارے

بیفشان نقد دل را در رہ او
دلا گر ہمت مردانہ دارے

عجب کیا ہی جو عاقل گردشِ ایام مین آوے
کہ دانہ دیکھکر آدم سی دانا دام مین آوے

عدم سی ہم عبث اس دہر نافرجام مین آوے
چھٹا گلزار راحت کشمکش کی دام مین آوے

ملال و رنج کا ہی سامنا ناچار الفت مین
خیال آتا ہی دیکھین منش کیا انجام مین آوے

برنگ ریگ مردم آسمان ہی شیشہ ساعت
قدم کیونکر کسی کا خانہ آرام مین آوے

یہ نازک ہی جو انگشت نظر کا بھی اشارہ ہو
نظر خط کبود اوسکے لیطفا ندام مین آوے

رہی محفوظ میری استخوان برباد ہونی سے
سگ جانان نی کہائی یا ہما کی کام مین آوے

یہ پہیلا نور وحدت عالم کثرت ہوا پیدا
مقام خاص سی جسدن وہ بارعام مین آوے

علاقہ کیا ہی مقصد سی کہ مین ہون عاشق صادق
ہوس کیا ذکر جو میری دلِ ناکام مین آوے

نہین ممکن تصور اوسکا میری لسے ہٹ جاوے
جدا کسطرح سے ہو حرف جو ادغام مین آوے

صفت پردہ نشینون کی مناسب کب ہی دیدہ
سخن لب پر جو آوی صنعت ابہام مین آوے

پھنسا کر مرغ دلکو زلف مین ہنسکر یہ فرمایا
بہت اوڑتی پھری ابتو ہماری دام مین آوے

نہ یہان خوف ملامت ہی نہان رنج نصیحت ہے
لحد مین آئی کیا ہم خانہ آرام مین آوے

محبت مین بتون کی صرف نقد جان غنیمت ہے
وہ مال چاہی جو خلق خدا کی کام مین آوے

بھلا بی درک کامل کب کسیکے آنکہ کہلتی ہے
بصارت کحل سے کیا دیدۂ بادام مین آوے

شراب عشق پیکر خام طبعونکی یہ حالت ہے
کہ جیسے بادۂ گلگون سبوی خام مین آوے

نہین نام آوردون کو غم زوال جاہ و دولت سے
نگین کے ٹوٹنی سی نقص کیونکر نام مین آوے

محبت اندنون ہی واسطی مصحف غدار دسے
بحمد اللہ نکل کر کفر سے اسلام مین آوے

باعث وحشت میری پاؤن کے آہٹ ہوگئے
جاگ اوٹھا وہ جنگجو پیوجہ کہ ٹپ ٹپ ہوگئے

زلف شبگون سی جو پہونچی روی انور پر نگاہ
مین یہ سمجھا رات گذری صبح جھٹ پٹ ہوگئے

یون نچلتا رک کی گردن پر میری خنجر کہبے
صاف ظاہر اس سے قاتل کی کاڈھن ہوگئے

یہ نہ ٹھہریگا جو ہم تا لامکان لیجائینگے
اس دل وحشی کو پھر دیکھینگے کہاں لیجائینگے

جب سمند شوق کو آتش عنان لیجائینگے
برق کا اہل نظر ہمپر گمان لیجائینگے

گور مین ساتھہ اپنی داغ دلستان لیجائینگے
بی تکلف حاصل کون و مکان لیجائینگے

اور کیا دنیا سی تیری خستہ جان لیجائینگے
سینہ بریان آہ سوزان دل طپان لیجائینگے

مرتے مرتے چاک دل اپنا نہان لیجائینگے
مثل خرما ہم شگاف استخوان لیجائینگے

دیدۂ حیران کریگا آپ عرض آرزو
سر پہ ہم کیون بار احسان زمان لیجائینگے

رشتہ جان سی کمر کا ناپنا منظور ہے
ہاتھہ اس حیلے سی تا موئی میان لیجائینگے

جمع اعمال حسن کی فکر آزادون کو کیا
کیا یہان لائی تہی جو ہم پھر وہان لیجائینگے

پڑ گئی مجمر جو اوس خورشید طلعت کی نظر
چاند کا سب میری داغون پر گمان لیجائینگے

فصل گل مین چار دن رہنی دی مجھکو باغبان
ہم خزانمین خود اوٹھا کر آشیان لیجائینگے

گر فرشتی آئی ہین لینے تو اتنا پوچھہ لو
کسکے گھر لیجائینگی کسکے یہان لیجائینگے

جائینگی ہم چشم پوشیدہ مکان یار مین
حسرت دیدار در پردہ نہان لیجائینگے

ہمکو ایدلی دیکھنا ہی ایکدن تیرا جگر
کوچۂ قاتل مین بہر امتحان لیجائینگے

ہم فرشتون کی سینگی بات کب ای ناصحو
گر لحد مین بہی یہی شغل فغان لیجائینگے

جسم سارا لاغری سی مٹتے مٹتے مٹ گیا
روح کو رکھینگے ہم کس جا کہان لیجائینگے

روز محشر ظلمت عصیان نظر آوینگے کیا
ساتھہ اپنی ہم جو آہون کا دہوان لیجائینگے

کیا رسائی ہوگی مشکل ہمکو بام یار تک
ساتھہ ہم آہ رسا کے نردبان لیجائینگے

رنج و غم کے آمد و شد گر یہی دلمین رہے
جان میری ایکدن یہ میہمان لیجائینگے

ظاہری سامان شوکت گر نہین ہی وقت کوچ
لشکر غم کو جلو مین ہمعنان لیجائینگے

دینگے کیا داد سخن ای واسطی نافہم لوگ
شوق ہی اشعار تیری قدردان لیجائینگے

نظر آیا ہمین روی حقیقت تب یہ سمجھی ہم
مجازی عشق مین جو یا تھی ہم نقش باطل کے

برنگ رشتہ تسبیح ہو ہموار تو کوئے
کہ حل ہو جائے مین دم مین جو سو عقدے ہون مشکل کے

فرشتونسی بھی بک والین گی قصہ اپنی وحشت کا
ذرا دم مین دم آجای تھکے ماندی ہین منزل کے

تمہاری باغ کی دہلیز مین پہونچی باغ جنت مین
پشیمانی ہوئی کیا کیا نہ ہمکو حور سی مل کے

نکلنا بحر الفت سے شنا ور کو نہین اچھا
کہ مٹ جاتی ہین موجین پاس جب جاتی ہین ساحل کے

ضیا ہر ایک اوس سی حسب استعداد پاتا ہی
منور جسکے رخ سی ہین ہزارون آئینی دل کے

بھلا نجم مضامین کیون نہ چمکین چاند کی صورت
کہ ہم بھی واسطی شاگرد ہین اوستاد کامل کے

محبت مین ہوگا اثر ہوتے ہوتے
ثمر لائے گا یہ شجر ہوتے ہوتے

اجل آکے دے گی نہ دم بھر کی مہلت
مسیحا کو ہوگے خبر ہوتے ہوتے

بچا کون یارون مین تیغ قضا سے
چھنا سینہ اپنا سپر ہوتے ہوتے

یہ صبح شب وصل ڈالون گا جھگڑی
کہ جائین گے وہ دوپہر ہوتے ہوتے

خرابی سے الفت مین کہبرا نہ ایدل
دل یار مین ہوگا گھر ہوتے ہوتے

اگر آبرو ہے تو دولت بھے ہوگے
کہ ہوتا ہے قطرہ گہر ہوتے ہوتے

چلا شام سے رات بھر جو مسافر
وہ منزل پہ پہونچا سحر ہوتے ہوتے

لگائین غضب یاد ابرو نے تیغین
ہوا قیمہ ٹکڑے جگر ہوتے ہوتے

تیرے غم مین ہی کیا یہ پیر فلک بھی
ہوا حلقہ دوہرے کمر ہوتے ہوتے

بہت دور ہے میری گھر سے در اوسکا
گذر جائیگا دن گذر ہوتے ہوتے

جو دل کی تڑپ ہجر کی شب بھی ہے
قیامت کری گی سحر ہوتے ہوتے

مزہ وصل کا تمکو ہونا ہی حاصل
جیوگے اگر دن بسر ہوتے ہوتے

کیا واسطی یار نے شب کا وعدہ
ندو جان اب نوحہ گر ہوتے ہوتے

نہین ممکن وہ دی بوسہ دہان تنگ کے ہمکو
کہ ممسک کب سخی ہوتا ہی گھبرانی سی سائل کے

جو اوس گلروکی دلمین خار گذرا غیر کا آنا
بحمد اللہ ہماری آج پھوٹے آبلے دل کے

بہت پیش نظر ہین وانہای اشک کے دامن
ہوئی ہین ہم بھی مالک ایک ملک سیر حاصل کے

ہوا ہی علم حاجب فہم رمز عشق کو اکثر
کبھی عالم سے رتبے بڑہ گئے ہین مرد جاہل کے

حجاب و شرم کیا کم ہین محافظ حسن عارض کے
یہ حرز چین پیشانی نہین قابل حمائل کے

قدم کیا کوئی رکھے آگ پر لیکن خیال اوسکا
رہا کرتا ہی ہر دم پاس میرے آتش دل کے

رہا کرتا ہی ہر دم جگمگا رندان میکش کا
مری ساقی کی دم تک ہین یہ ساری جلسے محفل کے

عبث ذات و صفات حق مین ہندو بحث کرتی ہی
کہ ہم سید ہی مسلمان ہین نہین طالب دلائل کے

ادب کمبخت نی رخصت ندی روز جزا ہمکو
وگرنہ ڈالدیتے ہاتھ تو دامن مین قاتل کے

چمک جاتی ہی اب تقدیر کسکی واسطی دیکھیو
مقابل اوسکی لاتی ہین ہزارون آنیوالے کے

یہ اوسکی بزم مین عالم ہین اب بیتابی دل کے
دکھاتی ہی تماشی شمع کشتہ قرص بسمل کے

کہنچا جاتا ہی دل کیا کیا اثر ہی عشق کامل کے
مقرر تابع فرمان ہین سب معمول عامل کے

کبھی ہنس بول کر ہم دو گھڑی نی خوش تو کرتی ہی
رہین آباد جلسے حشر تک یاران یکدل کے

چلن ہی سکہ عشق گرانمایہ کا جس جا پر
برابر ہین وہان دُر یتیم اور آبلے دل کے

جو اس وعقل و صبر و ہوش جتنے دوست تھے میر
انہین سبکو نکالا گھر سی دل نی عشق سی کل کے

نہوتی زندہ جاوید میری طرح سے کیونکر
خضر بھی کشتہ ہین تیغ نگاہ ناز قاتل کے

جلین کیونکر نہ غیرت سی جو اوسکی بزم سی ہمکو
نکالین صورت شمع سحر ارباب محفل کے

کدورت کیون نہو روح روان کو جسم خاکی سی
قدم کیچڑ سی بہر جاتی ہین اکثر ہر و گل کے

کہ پای خواب آلودہ کہان قابل ہی منزل کے
رہیگا خانہ پرور نبض کی صورت روان گھر مین

ہماری خون کی دیگا گواہی کون مشہد مین
دہان زخم دم مین آگئی ہین تیغ قاتل کے

بسترکیا جانور کیا سب ہین طالب حسن کے یکسان
تری بلبل ہین ہم ایگل پتنگی شمع محفل کے

چھڑایا زیست کی جھگڑیسی مجھکو عشق ابرو نے
رہی احسان مری گردن پہ کیا کیا تیغ قاتل کے

پہونچ جائین گی ہم بھی کعبۂ مقصود تک اکدن
سر منزل پہونچ رہتی ہین جبتک گرد محمل کے

زبان سی اپنی وحشت مین نا لیلی نکلتا ہے
نہین ہا نند مجنون پھرتی ہین مشتاق محمل کے

یہ وہ رو زن ہین جنسی سیر ہم عالم دیکھین گے
کرینگے گرد غم کیا بند زخمی خانۂ دل کے

بجا روی صبح یار پر ہی خال کا ہونا
حفاظت ہوتی ہی کافور کی ہمراہ فلفل کے

جو لکھا وصف اوسمین ہمنے تیری زلف پیچانکا
پریشان ہوگئی اوراق سب مجموعۂ دل کے

نہ سمجھے کب کٹی گردن نہ سمجھے جان کب نکلی
بوقت ذبح ایسی محو تھی ہم روی قاتل کے

تری چہلو نسی حلقہ حلقہ گل کھائی ہین اعضا
ہماری عضو تن پابند ہین گویا سلاسل کے

ہی واجب سجدۂ محراب ابرو بتان ہمکو
عبادت سی ہوا کرتی ہین روشن آئینی دل کے

عذاب گور سی دی مخلصے ایواسطی ہمکو
علے مشکل کشا تھی کام آئی وقت مشکل کے

نہین ممکن جو بہین چار دن آپسمین مل ملکے
بشر پتلے ہین آتش کی ہوا کی آب کی گل کی

چمن مین ہر سحر گل کسقدر ہنستی ہین کھل کھلکے
نہین پروا کہ دل صد چاک ہوتی ہین عنا دلکی

چھپائینگے جو آئین جلوی اوس لیلی شمائل کے
ہماری آنکہ کی پردی ہین کیا پردی محمل کی

مقدر مین لکھی ہی جانکنی اس نیم بسمل کے
رگ گردن کٹی کیا کانپتی ہین ہاتھ قاتل کی

وہان گانا بجانا ناچنا ہی سار عشرت ہی
یہان گھنگرو گلی مین بولتا ہی نیم بسمل کی

سمجھکر چشم عاشق اوسنی اپنی آرسی توڑے
خدا حافظ رہینگی کسطرح سی آئینی دل کی

ادا و ناز و شوخی و شرارت عشوہ غمزہ
ہمین تو مار ڈالا ہی انہین دو چار میل کی

بوقت ذبح ایسی لذت دیدار پائی ہے
خدا ہر روز سر دیتا تو کرتے نذر قاتل کی

کشاکش مثل آرہ ہی نفس کی آمد و شد مین
ہوئی ہین زخم ناری سینۂ مجروح چھل چھل کے

خوشی ہی نزع کی ہمکو تو واسطی اتنے
ملے گا چہرہ دم احتضار دیکھین گے

شراب پیتی ہے رنج خمار دیکھین گے
جو تیری بزم کو ای گلعذار دیکھین گے
جو دید یار مین حائل ہی زیست کا پردہ
ہم اپنا جامۂ ہستی اوتار دیکھین گے
رفو گرون گا جگر چاک چاک ہوگا ضرور
جو پیرہن کو میرے تار تار دیکھین گے
امان شکنجۂ غم سے ہے مرکی بھی دشوار
لحد مین جا کی عذاب فشار دیکھین گے
یہ رشک ہوگا کہ کہائین گی داغ سرتاپا
گلے مین اوسکی جو پھولون کا ہار دیکھین گے
تمہاری آنکھ کا سودا پھرائے گا در در
ہمیشہ گردش لیل ونہار دیکھین گے
پھرینگے دشت جنون مین جو صورت مجنون
جمال لیلے محمل سوار دیکھین گے
اون ابرون کا تصور بندہا ہی شام سے آج
یقین ہی خواب مین ہم ذوالفقار دیکھین گے
جو پہونچے یار کی کہر تک کرینگے دلمین جگہ
نہین ہین طفل کہ نقش و نگار دیکھین گے
نہین زمانہ باطل مین حق شناس کے قدر
جو حق کہین گے وہ آخر کو دار دیکھین گے
جواب گور غریبان سی کسکو ملتا ہے
یقین نہوگا تو اونکو پکار دیکھین گے

قریب طبع ہے دیوان واسطی اپنا
اوچھل پڑین گے جو اہل دیار دیکھین گے

خیال اوس شک لیلی کا یہان ہمراہ ہی دلکے
نہین مجنون کہ دوڑی جائین پیچھے ہم محمل کے
یہی حسرت دم بسمل نہ نکلے حوصلے دلکے
جو ہوتا دسترس تو چوم لیتے ہاتھ قاتل کے
نہ دیکھا تماشا رقص مین اوس ماہ کامل کے
برنگ ہالۂ مہتاب سب حاقی ہین محفل کے
صدا یہ دیتی ہین ابتک فرشتی چاہ بابل کے
بشر عاشق نہون یارب کسیسے زہرہ شمائل کے
یہ وحشت تھی تہ خنجر کہ میرا ہاتھ پڑتا تھا
کبھی اپنی گریبان پر کبھی دامان قاتل کے

قدردان سیم تنونکو جو ذرا بھی ہوتے
نقد دل کو مرے بیجا نہ تصرف کرتے

دوسرے روز ملاقات کے عرفہ ہوتا
جاکے اوس ترک سی پیدا جو تعارف کرتے

تری کوچہ مین اگر انکے رسائی ہوتی
پھر نہ پھرتے مہ و خورشید توقف کرتے

دہیان دلمین جو جہان گذران کا ہوتا
فوت مطلب پہ کبھی ہم نہ تاسف کرتے

سہل تھا راز محبت کا نہ افشا ایدل
قطع کرتا وہ زبان کو جو ذرا اف کرتے

خانۂ دلمین غم دوست جو کرتا تکلیف
ہم بھی ساماں ضیافت مین تکلف کرتے

ای پریچہرہ اگر زندہ سلیمان ہوتے
تیری فرمان سے سرمو نہ تخلف کرتے

فقر مین ہمت مردانہ خدا نے بخشے
زوال دنیا جو نظر آتے ہمین تف کرتے

عاشقون پر ستمین بیداد گر دلازم تھا
لطف و اشفاق و عنایات و تلطف کرتے

لوگ عاشق جو حسینون کا سمجھتے دم نزع
ختم یسین کی جگہ سورۂ یوسف کرتے

واسطی آپکے دلمین جو نہوتا کچھ درد
ہو کی بیتاب نہ اسطرح سی اف اف کرتے

جو خال گوشہ ابروی یار دیکھین گے
نیا ستارۂ دنبالہ دار دیکھین گے

تمام عمر رہ انتظار دیکھین گے
کبھی تو تجھکو ہم ای شہسوار دیکھین گے

تمہارے آئینہ رخ پہ خط جو نکلے گا
حلب کو دیکھکے ہم سبزہ زار دیکھین گے

کرین گے پھر نہ کبھی لالہ زار کی گلگشت
جو آپ میرا دل داغدار دیکھین گے

نگاہ کب رخ خورشید پر ٹھہرتی ہے
نظر نہ آئین گی وہ ہم ہزار دیکھین گے

تمام ہوگا کشیدن نہ وعدۂ فردا
کہان امید کہ رخسار یار دیکھین گے

چھڑک کی اشک کا پانی مٹائینگے اوسکو
ذرا جو دل مین کسیکے غبار دیکھین گے

شہید ناز کا ملجائے گا پتا اونکو
گلے مین اپنی جو تازہ مزار دیکھین گے

سفر مین سایۂ دیوار یار آئے گا یاد
کبھی اگر شجر سایہ دار دیکھین گے

محیط دہر مین کب سیر و ملکِ فنا ٹھہرے
حباب آسا کوئی ساعت جو ٹھہری بھی تو کیا ٹھہرے

مشامِ جان معطر ہو دلِ مضطر ذرا ٹھہرے
شمیمِ یار لائی ہی تو کو بادِ صبا ٹھہرے

کوئی کیا امتحانِ یار مین میری سوا ٹھہرے
جو ہو ثابت قدم اوسکا قدم روزِ وغا ٹھہرے

جو بوسہ مانگتی ہین ہم تو وہ کہتی ہین بھاگو
خدا کی شان ہی عاشق نہ ٹھہری ہم گدا ٹھہرے

تہ سر نخل کانٹی فرش ہین صحرا و دشت مین
کوئی بیٹھی تو کیا بیٹھے کوئی ٹھہری تو کیا ٹھہرے

ہماری استخوانون تک جو پہونچا ہی تو جلد کیا
سگ محبوب بھی آئی ذرا کہدو ہٹا ٹھہرے

سیہ خانین اپنی مین جو دم دیکر اونہین لایا
کہا کچھ دم اولجھتا ہی یہان میری بلا ٹھہرے

بجا ہی بیقراری سینہ پرسوز مین دل کو
سرِ مجمر بہلا سیماب آتش دیدہ کیا ٹھہرے

کہا یہ ساتھیونسی ہم جو پہونچی اوسکی کوچہ مین
ٹھہرتی ہین نہین ہمتو ٹھہری کوئی یا ٹھہرے

دلِ مردم شکستہ ہین تو در چرخ گردانسی
پسین کا ہیکو یہ دانی اگر یہ آسیا ٹھہرے

عجب دور فلک ہی واہ کیا اداسنا زمانہ ہی
ہوی بیگانی اپنی آشنا نا آشنا ٹھہرے

صفا ہی اسقدر پائی نگہ اسپر پھسلتا ہی
کسیکے آنکہ تیری چہرۂ روشن پہ کیا ٹھہرے

دلِ مردہ جلایا اوسکے آنکھون کی اشارونسے
فرنگے میری حق مین عیسی معجز نما ٹھہرے

مری کشتی کو خوف غرق ہی بحرِ محبت مین
خداوندا ہین موجین قہر کی کچھ تو ہوا ٹھہرے

عبادت بی حضورِ قلب کیا کام آئی ازاہد
بنا جسکے نہو مضبوط وہ تعمیر کیا ٹھہرے

کبھی مشک ختن کہتا نہین از زلف مشکین کو
یہی اندیشہ ہی ایسا نہو کوئی خطا ٹھہرے

ملے ارام کیونکر ساکنانِ ملکِ ہستی کو
نہین ممکن کہین عمر رواں کا قافلا ٹھہرے

سر و گردن مین جہگڑا ہو رہا ہی دیر سی قاتل
پڑی خنجر جو تیرا درمیان تو فیصلا ٹھہرے

بھی ای واسطی جو ماتمِ شبیر مین انسو
وہ موتی روز بازارِ قیامت بی بہا ٹھہری

اب وہ آنی مین جو دم بھر بھی توقف کرتی
ہاتھہ ملتی مرے ماتم مین تاسف کرتے

واسطی قائل کثرت ہین جو یہ کہتے ہین
گل وہی خار وہے نور وہی نار وہی

زاہدون کو اندنون جو دعوی توحید ہے
حال تو ظاہر ہے لیکن ظاہری تقلید ہے

سوچتا ہون گہر مین بیٹھون یا بیابان مین جاؤن
وہ تقاضا عقل کا وحشت کی یہ تاکید ہے

سخت دوران ہی لازم ہر اہل اتحاد
جس جگہہ دو حرف مدغم ہین وہان تشدید ہے

شیعہ و سنی و ہندو و مسلمان مین خلاف
ایک کو مد نظر یہان ایک کے تردید ہے

گرم جوشی سے زمانی کی ہوے ہم
سرد مہری اسکے اپنی واسطے تبرید ہے

منزل مقصود تک آخر پہونچ جائین گے ہم
رہنما اپنا اگر اللہ کے تائید ہے

شکل آئینہ سراپا چشم ہی اپنا بدن
ماہ رخسارون کا ایسا اشتیاق دید ہے

ہمکو اس عشق مجازی سی حقیقی ہے مراد
اصل مطلب وہ قصیدی کا ہی یہ تمہید ہے

ماہ نو شمشیر قاتل کا جو آیا ہے نظر
قتل کی شب شام سی قربانیو من عید ہے

واسطی اب تو گذرتی ہی تری دن رات خوب
رات دن تکبیر ہے تسبیح ہی تمہید ہے

سیر عالم جوش مستی مین کرون امید ہے
ساغر می مجھکو ساقی ساغر جمشید ہے

عرصۂ آفاق مین چشم بصیرت چاہیے
ذرہ ذرہ یسے نمایان جلوۂ خورشید ہے

ہی مگر شمشیر تیرے چشمۂ آب بقا
جو ترہ کشتہ ہے قاتل زندۂ جاوید ہے

ای فلک بزم عنا سے قید خانہ کم نہین
نالۂ زنجیر مجھکو نغمۂ ناہید ہے

پھولتا پھلتا نہین یہ آئی ہی کیسی بہار
سرو ہے اپنا درخت آرزو یا بید ہے

کچھہ اگر کہتا تو ہوتا سب پہ افشار از عجب
کوئی کیا جانی جو میری خامشی مین بہید ہے

واسطی غربال تیرو سنی ہوا اپنا بدن
ہر جگہ سوراخ ہے سر ایک جا اک چھید ہے

پنوچھہ حال غم ہجر یار مین ہمدم
مکان مین ہم ہین کہ مردہ کوئی مزار مین ہے

کہو کہ اپنے مریضون کی کچھہ تمین ہی خبر
کوئی ہی عالم عشمین کوئی بخار مین ہے

دو نیم دل ہین ہزارون خیال ابرو مین
یہ کاٹ کب کسی شمشیر آبدار مین ہے

تمہارے ہونٹونکے مسی مین پانکی مرے
زیادہ تر شفق شام سے بہار مین ہے

خیال زلف پریشان کبھی نہین جاتا
کمال خاطر شوریدہ انتشار مین ہے

نہ منع کر مجھے رونی سے دیکھہ ای ناصح
عنان گریہ کب انسان کی اختیار مین ہے

چمن چمن مین گل داغ میری سینی مین
جو اسمین ہی وہ کہان سیر لالہ زار مین ہے

ہوا ہون خاک جو الفت مین نازنینون کے
نسیم گل کے نزاکت میری غبار مین ہے

فراق یار مین الیواسطی جو زندہ ہین
سبب یہ ہی کہ نہین موت اختیار مین ہے

خط نکلنے پہ بھی ہی حسن رخ یار وہی
موسم وے مین ہی شا دابی گلزار وہی

گرچہ سو بار ہوئے دید رخ یار نصیب
اپنی آنکھون کو ہے پر حسرت دیدار وہی

لاکھہ تعلیم کرے لاکھہ کوئی سمجھائے
چال اوسکی ہی وہی خو وہی کردار وہی

اپنی مشتاق سے تو آج جو کرتا ہی سلوک
پیش آئیگا کیسدن تجھے ای یار وہی

اوس سوا غیر سے رکھنا ہے توقع بیجا
سب کا ہنگام مصیبت ہے مددگار وہی

ترک کرونگا نہین تیری جفا و نسے وفا
جو کہا منہ سے کرون گا مین گنہگار وہی

گلشن حسن حسینان کو خزانسی کیا کام
نرگس چشم وہی ہے گل رخسار وہی

مین تو انجام کو ڈرتا ہون خدا خیر کرے
دل وہی درد وہی عہد وہی یار وہی

کسطرح اوس سے کرون قطع محبت ناصح
ابتلک حسن وہی عشق وہی یار وہی

کل تلک مسجد جامع مین جو تھا پیش امام
آج ہے معتقد حضرت خمار وہی

خاک جل جل کی ہوئی واسق و مجنو نسی ترا
ابتلک عشق کی ہے گرمی بازار وہی

ملا فرے پہ فرہ خوبے مقدر سے
کبھی تو چہرے کی بوسے کبھی جبین کی لیے

مقام طعن نہین ہی کسی کی زشتی شکل
سبب ہی نام کا ردی سیہ نگین کی لیے

جو لوگ حاضر و غائب مین رہتی ہین یکسان
جزای خیر عمل ہے رقم ادہنین کی لیے

لڑاؤ ذہن کہو واسطی وہ شعر بلند
کہ آسمان کا رتبہ ہو اس زمین کی لیے

ہے کون حسین جسکی خبر ہم نہین کہتے
کس بزم مین کس گہر مین گذر ہم نہین کہتے

تشریف وہ لائین گے تو کیا نذر کرینگے
دل ہم نہین کہتے ہین جگر ہم نہین کہتے

بے پردہ رخ یار ہے ای حسرت دیدار
افسوس کہ یارائے نظر ہم نہین کہتے

تشریف نہ لائین وہ کہے پونچہ تو جائین
اتنا بہی تو نالون مین اثر ہم نہین کہتے

گھر اپنا لٹایا ہے رہ عشق مین اسپر
دل مین کسی محبوب کی گہر ہم نہین کہتے

جب تجھکو ہو منظور تن و جان کو جدا کر
ای تیغ قضا تیری سپر ہم نہین رکہتے

سو بار موی ہجر مین سو بار جیے ہم
سر گز ملک الموت کا ڈر ہم نہین کہتے

کب تیغ پڑے کب ہو لی دونو نین جدے
کچہ اپنی سر و تن کے خبر ہم نہین کہتے

پروانہ ہے محفل مین گلستان مین ہی بلبل
اک آپ کی صحبت مین گذر ہم نہین کہتے

جو داغ ہے سینے کا ضیا مین وہ قمر ہی
پروا تیرے ای رشک قمر ہم نہین کہتے

کچہ روز قیامت سی نہین کم شب فرقت
ای واسطی امید سحر ہم نہین رکہتے

وہان شتاب یہان خاطر انتشار مین ہی
جنون کا جوش مجہے موسم بہار مین ہے

تمام عشوہ تری چشم پر خمار مین ہے
مقام فتنہ تیرے زلف تابدار مین ہے

وقار کیا میری دلکا نگاہ یار مین ہے
یہ کس شمار مین ہے اور کس قطار مین ہے

اوگی ہی بعد فنا خاک گور سے نرگس
ہنوز طالب دیدار انتظار مین ہے

مر کے راحت کا آسرا تو ہے
کوئے اپنا نہین خدا تو ہے

شربت وصل سے ہوئے صحت
مرضِ عشق کے دوا تو ہے

عفو کیجے میرے خطا صاحب
آدمے مور دخطا تو ہے

سلسلہ دوستی کا قایم ہے
گر نہین ہے وفا جفا تو ہے

اسے صورت کی تھی اذیت ہجر
موت کچھ صورت آشنا تو ہے

پاس اونکے اگر نہین خنجر
قتل کو خنجر ادا تو ہے

مہربان ہجر یا رہین اپنا
اور کوئے نہین قضا تو ہے

استخوان ہونگے اپنی کیون بربادی
سگ جانان نہین ہما تو ہے

کب ہے اندوہ خانہ بربادی
گھر نہین خانہ خدا تو ہے

تخت شاہے اگر نہین تو نہو
بیٹھ رہنے کو بوریا تو ہے

واسطی کیا فشار گور کا غم
بچ رہو چل کے کربلا تو ہے

بنی ہی چین شکن زلف عنبرین کی لیے
نہ اے قمر ترے آئینہ جبین کی لیے

مریض ہجر سے وعدہ خلافیان کبتک
کوئی علاج بھی آخر ہی اس نہین کی لیے

کسی کا کام نہین ہی جہانمین بی مطلب
نماز پڑھتے ہین زاہد بھی حور عین کی لیے

گلے مین طوق پڑا بڑھ گئی یہ وحشتِ دل
اوٹھای پیچ بڑی زلف عنبرین کی لیے

ہمارے دلسے بجای گا عمر بھر غم عشق
یہی مکان مناسب ہی اس مکین کی لیے

جگہ نہ قبر کے دی اوسنی اپنی کوچہ مین
اوڑائی خاک بہت چار گز زمین کی لیے

فہیم فیض اوٹھائین گی میری دیوان سے
کیا ہی جمع یہ خرمن تو خوشہ چین کی لیے

نماز کیون نہو اہل سجود کے مقبول
جو سنگ در ہو ترا سجدہ گہ جبین کی لیے

نیا جنون ہی جو دامن کو ہمنے سلوایا
تو تار اپنے گریبان و آستین کی لیے

ای اجل آ جلد کر اس ننگ سی ہلکو ہا
بار ہے تن پر لباس مستعار زندگے

صاف آنکھین اپنی دیکھین نور خورشید فنا
درمیان سے کاش اوٹھہ جائی غبار زندگے

دم ہی دم ہی دم ہی بھی آیا یا نہ آیا کوے دم
ایک رشتہ پر فقط ٹھہرا مدار زندگے

یکہ تاز عرصۂ فقر و فنا ہو واسطی
ہاتھہ مین آئے عنان اختیار زندگے

دختر رز کے شب و روز دلا تاک رہے
پاک طینت ہون طبیعت بھی میری پاک رہے

ہاتھہ سے چھوٹ گیا ایک پری کا دامن
کیون نہ وحشت سی گریبان مرا چاک رہے

کیسے کیسے تیری رفتار سی ای حشر خرام
فتنہ برپا نہ ہو گنبد افلاک رہے

ہر گھڑے خوف خدا سی ہو جو پانی پائے
کیون نہ دریا کے طرح دامن دل پاک رہے

آنکھہ کہلتے ہی کہا دل نی جو دنیا دیکھے
گھر پرایا ہی کوئی اسمین بھلا خاک رہے

حشر مین کہتی ہین جاروب میری نالی کی
صاف میدان ہو نہ باقی خس و خاشاک رہے

حرص دنیا میری دلمین نہ کری اپنی جگہ
دور مسجد سے کہو یہ سگ ناپاک رہے

کبھی حمام مین آیا نہ پے غسل وہ مہر
منتظر ہاتھہ مین کیسے لیے دلاک رہے

دلمین ہر وقت ہی خال رخ جانان کا خیال
روز و شب کیون نہ مجھے نشۂ تریاک رہے

کیسے غنچے کا کدورت سی نہین دل خالی
باغبان تیری گلستانمین کوئی خاک رہے

شیخ مستونمین جو آیا ہی تو یکسو ہو جائے
جام و مینا رہین یا شانہ و مسواک رہے

در یہ احباب جو تابوت لیی بیٹھے ہین
اوٹھکے ہم چلتے ہین طیار کہوڈاک رہے

پیچ اک یہ بھی تری گیسوی پر پیچ کا ہے
مسکن مار نہ کیون شانہ ضحاک رہے

سیر مقتل کی مبارک تجھے ای شاہ سوار
سر ہمارا بھی مگر زینت فتراک رہے

واسطی ناصح و واعظ اگر و سکو یہ کہین
ہوش غائب ہون ابھی فہم نہ ادراک رہے

جہانمین ہی خرابی سب سے بڑھکر اہل رفعت کے
ہمیشہ معرکی مین کاٹتی ہین نسی سر پہلے

سفر کا نام کیون لیتی ہو میری سامنی صاحب
کہین ایسا نہو دنیا سے میرا ہو سفر پہلے

گلے سے یار کے جب نامہ بر مایوس پھرتا ہے
دل بیتاب میرا مجھکو دیتا ہی خبر پہلے

بہت نازک ہو ڈرتا ہون لچک جاوی نہ لنگر سی
اوٹھا قد تیغ پیچے ہاتھ مین باندہو کمر پہلے

وہ فرماتی ہین خود دیدار کی طالب جو ہوتی ہے
کرین پیدا میرے مشتاق یارای نظر پہلے

ارادہ مسجد و میخانہ دونو نین ہی جاے کا
تو دہی دوراہی مین مگر جاؤن کدہر پہلے

پہونچکر کوچۂ جانان مین تب نامہ اوسے دینا
دیے ہین جو پتی جب پونچہ لینا نامہ بر پہلے

ابہی ہین نیند مین پر منتظر ہین وہ شب وصلت
سحر کی توپ چلتی ہی کہ بجتا ہے گجر پہلے

بلاتی ہین اگر معمار کو منعم وہ کہتا ہے
بناؤن مقبرہ مین یا کرون تعمیر گھر پہلے

کہو شداد سے باغ ارم ناحق بناتا ہے
در شہر عدم پر اس سی تیرا ہی گذر پہلے

چڑہی رہتی ہے تیوری بل نہین جاتا ہی ابرو کا
یہ عادت تہی نہ تیرے ای بت بیداد گر پہلے

ہوی وہ دودہ کی مکھی کی صورت شکر ہی باہر
جو سفلے تہی بہت اوس سے خسے شیر و شکر پہلے

اوٹہائی داغ جو الفت مین لذت اوسکو حاصل ہے
ثمر ہوتی ہین پیچے پہول لاتا ہے شجر پہلے

پہونچکر واسطی اوس در پہ سجدہ کچہہ نہین آسان
نہایت دور ہے رستہ بڑا ہی دندہ پہلے

دیکھتے ہین ہم تماشاے بہار زندگے
ہین گل رعنا ہمین ہیل و نہار زندگے

سیر عالم مین ہے لطف روزگار زندگے
ہی مقرر نبض کی جنبش مدار زندگے

خاک کی پتلے کو آخر کو ہی ملنا خاک مین
چار دن کی ہی یہ دنیا مین بہار زندگے

جسقدر ہو روز کم ارام ہے مردہ کو
عمر اگر کم ہو اوٹہا سکتے ہین بار زندگے

جانتا ہے ہر بشر آخر کو مرنا ہے ضرور
پردۂ غفلت ہے آنکہون پر حصار زندگے

خضر اگر ملتے تو اتنی پوچہتی ہم اونسی بات
کیا ہی تنہا ہمین لطف نوبہار زندگے

صبح تک ہمکو شب وصل مین کٹکایہ رہا
راز افشا نہو لوگون مین نہ چرچا ہو جاے

کاٹ لی کاٹ لی سر دیر نکر اے جلاد
بوجہہ بہاری ہی ذرا تن مرا ہلکا ہو جاے

آب شمشیر نگہہ سے جو کرے وہ سیراب
پیاس بجہہ جاے کلیجا مرا ٹھنڈا ہو جاے

خوف اتنا ہے تیری عشق مین اے پردہ نشین
تو سبا دامری بدنامی سے رسوا ہو جاے

خوف ہی فرط نزاکت سی مری یار تک
بار خنجر سے ترا ہاتہہ نہ بہوٹا ہو جاے

دیکہکر مین یہ رقیبون کو دعا کرتا ہون
نظر بد سے جو دیکہے تجہے اندہا ہو جاے

نالے کرتا ہوا مین کنج لحد سی جو اڈون
ہی یقین عرصۂ محشر تہ و بالا ہو جاے

ہوکے خورشید سے بیفائدہ چہینٹے کا خیال
سات پردون مین جو تو ہو تو ہویدا ہو جاے

ہو نہین عشق کمر یار مین اک مو ضعیف
قطرۂ اشک نہ کیونکر مجہے دریا ہو جاے

محو دیدار ہون سب گرد تمہاری ہو ہجوم
تم تماشی کو جو نکلو تو تماشا ہو جاے

تری محبوب کا ہی واسطی زار غلام
مغفرت اسکی پس مرگ خدایا ہو جاے

محض اوس کا دہن توہم ہے
عقل تعریف کیا کرے گم ہے

عشق ہر آدمے کو ہے لازم
عود مین بو نہو تو ہیزم ہے

دیکہہ رونا ہمارے آنکہون کا
بحر ذخار کا تلاطم ہے

کیون نہ لذت اوٹہائین زخم دجگر
نمک افشان ترا تبسم ہے

ہم فقیرون کو خاک کوے صنم
فرش مخمل ہے فرش قاقم ہے

عشق مین واسطی کی حالت زار
آج کل قابل ترحم ہے

بنانا چاہتا ہی تو جو سب سی اپنا گہر پہلے
مناسب ہی کہ کر لی طاق کسری پر نظر پہلے

شرار دنسے دکہایا میرے نالون نے اثر پہلے
یہ وہ ہی نخل لائے پہول سی نہی جو ثمر پہلے

باعث گریہ جو عشق لب جانان ہو جاے
دامن کوہ بدخشان مرا دامان ہو جاے

پھونکی افشان اگر اوس ماہ کی پیشانی پر
ذری ذرسی خجل مہر درخشان ہو جاے

کیا عجب ہی جو نہین خال لب جانان پر
کسطرحسے حبشے شاہ بدخشان ہو جاے

روشنی دیکھون دیوالیکی اگر مین بر یار
نخل ماتم مجھے ہر سر دیجرا غان ہو جاے

یون ہی صحبت ہو حسینون کی میسر ایکرخ
کاش مدفن مرا بازیگہ طفلان ہو جاے

اک پریرو کی محبت مین ہون وہ گرم مزاج
سر پہ پتھر جو لگاؤن شرر افشان ہو جاے

عکس پڑجائی جو دانتون کا تیری دریا مین
آب خجلت سی صدف مین دُر غلطان ہو جاے

عاشق زلف کا لکھتے ہین فرشتی احوال
ڈر ہی مجھکو کہین دفتر نہ پریشان ہو جاے

زلف جانان کا تصور نہین زنجیر سے کم
کوئی تو وحشیون کا سلسلہ جنبان ہو جاے

تم نہ آؤ تو تصور ہے کو اپنے بھیجو +
کبھی آباد مرا خانۂ ویران ہو جاے

جائیگا پیک تصور تیری محفل مین ضرور
روک سکتا نہین جبریل جو دربان ہو جاے

اپنی کشتون کو جو وہ سیم بدن دفن کری
گنج پرویز ابھی گنج شہیدان ہو جاے

روشنی ہو شب غربت مین جو درکار مجھے
مشعل افروز ہر اک غول بیابان ہو جاے

الفت چاہ ذقن مین جو بہرائی میری آنکھ
الخضر اور عیان چشمۂ حیوان ہو جاے

شیخ کعبہ کو گیا پوجنے اسود کو عبث
سنگ در پوجے ترا صاحب ایمان ہو جاے

تر جو ہو اشک ندامت سی ہمارا دامن
ابر کا پنجۂ مژگان مین گریبان ہو جاے

واسطی دی جو فلک فکر کی فرصت مجھکو
جم مین میر سے بڑہ کر مرا دیوان ہو جاے

وہ دم نزع جو آجائین تماشا ہو جاے
ملک الموت مری حق مین مسیحا ہو جاے

وصف اوس چہرۂ روشن کا جو انشا ہو جاے
صفحۂ قرطاس کا رشک ید بیضا ہو جاے

خط مین وصف دہن یار جو انشا ہو جاے
کیا عجب ہے کہ کبوتر مرا عنقا ہو جاے

ہم فقیرون کو تکلف سی غرض کیا ساقیا
جام زرین کی عوض جام سفالی چاہیے

کیجئے موزون جو وصف قد جانان مین غزل
باندہنا ہر شعر مین مضمون عالے چاہیے

کیون نہین کرتا ہی سینی کو مشبک تیر آہ
خانہ تن مین ہوا آنے کو جالے چاہیے

ہے خلاف عقل خوار ائش گلزار دہر
ہر چمن کو بہر زینت کوئے مالے چاہیے

دل مین اوسکی چشم میگون کا رہی ہر دم خیال
واسطی مے سے کبھی شیشہ نہ خالی چاہیے

چمن مین لیکی جو اوس گل کی بو صبا آئے
دہن سی غنچون کے آواز مرحبا آئے

نہین ثبوت یہ کس مست کی قضا آئے
سیاہ پوش جو روتی ہوئی گھٹا آئے

جو میکدہ مین کوئی محتسب نے توڑا جام
شکست شیشۂ دل کی بھی صدا آئے

شب فراق مین مرمر کی روز جیتا ہون
چھٹا عذاب سی اچھا ہوا قضا آئے

ادہر گناہ مین جلدی ادہر عذاب مین دیر
مجھے تو شرم نہ آئی اوسے حیا آئے

کرون پسند نہ کیونکر لباس عریانی
یہی تو ٹھیک میری جسم پر قبا آئے

تھکے پکار کے ہم کشور خموشان مین
کسی مکان سی کسی کی نہ کچھ صدا آئے

بندہا خیال ہین لف و روی جانان کا
چمن مین گھر کے جو کالی کوئی گھٹا آئے

وہ ناتوان تہا کہ پایا کبھے نہ بستر پر
ہزار بار مجھے ڈہونڈھنے قضا آئے

سنی جو صحن چمن مین صدای خندۂ گل
ہمارے کان مین آواز آشنا آئے

خیال زلف مین ہمنے جو سیر دریا کے
تو موج موج سے زنجیر کے صدا آئے

مین وہ مریض ہون بگڑا مزاج اور مرا
جو میرے سامنی بنکر کبھے دوا آئے

اگر اثر نہوا اوسکے دل مین کیا حاصل
جو پایہ عرش کا ای آہ تو ہلا آئے

ادہنین تو کام ہی ہر وقت کنگے چوٹی سے
بلا سی اونکی جو سر پر میری بلا آئے

پڑی تہی کوچۂ جانان مین واسطی میری خاک
ستم کیا کہ اوڑانے اسے ہوا آئے

فغان مین شور محشر ہی فور عشق قامت سے
جو داغ دل ہی سینی مین خورشید قیامت ہے

مبارک زاہد و سجدہ تہین محراب مسجد مین
خم ابروی جانان ہمکو محراب عبادت ہے

بقدر حال ہی شاہ و گدا کو رنج دنیا مین
اوسی فکر جہان ہی اور اسی فکر معیشت ہے

دہان تنگ سی اوسکی نہین غنچہ کو کچھ نسبت
رگ گل مین بہلا موی کمر کی کب نزاکت ہے

جو شبنم سبحہ گردان ہے تو سجدہ کرتی ہی ہر نرگس
گلستان مین جسی دیکہا وہ مصروف عبادت ہے

فروغ حسن مین کیونکر مقابل ہو سکی کوئی
تیری کو جی کا جو ذرہ ہی وہ خورشید طلعت ہے

ہر اک داغ جنون ہی اشرفی ہر اشک گوہر ہی
ہماری پاس بہی آنمعود دولت سی دولت ہے

صدای صور ہی شیشے کی قلقل ہیر ساقی مین
بیاض پنبۂ مینا نہین صبح قیامت ہے

شرار آہ کے تلسے بجاے مو نکلتے ہین
لبسان سرو اشتباز ہون ایسی حرارت ہے

ہماری زخم خندان دیکہکر روے جو اشک خون
تو ہم کہتی مقرر چشم سوزن مین بصارت ہے

تمنا نعمت الوان کی منعم کو مبارک ہو
ہمین تو واسطی نان جوین بہی نان نعمت ہے

استعارے سے نہ کوئی شعر خالے چاہیے
شاعرون کی واسطے نازک خیالی چاہیے

عالم وحشت مین کسکو فرش قالے چاہیے
سایۂ اشجار کے ہمکو نہالے چاہیے

وصل کا وعدہ کسی طفل فرنگی سے ہوا
آج محفل مین شراب پرتگالی چاہیے

ای صبا دعوی کیا کرتا ہی بوی یار سے
گوش گل کو بوستان مین گوشمالی چاہیے

خانۂ مفلس ہے جسمین ایک بہی دانہ نہو
خال کی الفت سی کوئی دل نہ خالی چاہیے

کیون شب فرقت نہو ظلمات سی تاریک تر
اہل ماتم کی لیی پوشاک کالی چاہیے

کشور دلمین نہ کیونکر عشق ہو فرمان روا
بند و بست سلطنت کو کوئی والی چاہیے

بیت ابرو کی تصور مین نہین لگتا ہی جی
دل لگی کو سیر دیوان ہلالے چاہیے

نامناسب گفتگوی تلخ ہی عاشق کی ساتہ
تجہکو ای شیرین دہن شیرین مقالے چاہیے

جو سنے اپنا گریبان چاک کر ڈالی ہے
بسکہ افسانہ میری الفت کا وحشت خیز ہے

ہجر ساقی مین پر اب نکین ہین میرے مثل جام
کیا صدائے قلقلِ مینا ملال انگیز ہے

جب نہو ہمراہ وہ گلرو تو کیا باغِ ارم
وادی ایمن سے بڑھکر دشت وحشت خیز ہے

کچھ نہین ہی واسطی جام و سبو کی احتیاج
بادۂ عشق بتان سی جام دل لبریز ہے

الٰہی باغ مین کس کشتہ قامت کی تربت ہی
اوگا ہی خاک سی جو گل وہ خورشید قیامت ہے

بلاتی گر نہین وہ پاس اپنی کیا شکایت ہے
ابھی تو ہمسے اونسے دور کی صاحب سلامت ہے

طلوع صبح ہی پہلو مین وہ خورشید طلعت ہے
دکھائی شام ہجراں منھ سہن کیا اوسکی شامت ہے

لڑکپن کھیل مین گذرا جوانی بادہ خوارین مین
بس اب پیرِ مغان ہونا ہاتھہ دنیا سے عبادت ہے

برنگ کاہ ہین پر کوہ غم سر پر اوٹھاتے ہین
نقاہت مین بھی اپنی جسم لاغر مین یہ طاقت ہے

تصور مین جو اوسکی سرنگون ہین سجدہ کرتی ہین
گریبان کا ہماری دور محراب عبادت ہے

دلیل مفلسی ہی سیم و زر کی جستجو کرنا
یہ دنیا ہی یہان ترک تعلق مین فراغت ہے

جو اونکے سینی پر عکس دُر دندان کا مالا ہے
لچکتے ہی کمر اونکے نزاکت سی نزاکت ہے

تنفر سے عبث پھیری ہی منہ تو ای سگِ جانان
ہما کھائی جو میری استخوان اوسکی سعادت ہے

صدا سنکر دمِ رفتار مردے زندہ ہوتے ہین
مگر خلخال پای یار ہی صور قیامت ہے

بوقت ذبح مجھسے تیغ قاتل نے بھی منہ موڑا
کہان ایسا زمانین کوئی برگشتہ قسمت ہے

ہوا ہی ابر ہی صحنِ چمن ہی اور ساقی ہے
کرو ای سیکشو عشرت کہ یہ صحبت غنیمت ہے

کبھی آنے نہین پاتا ہی شکوہ یار کا تب تک
میری سر پر ترا احسان نہایت ای نقاہت ہے

جو آنسو ہی وہ طوفان خیز ہی ای واسطی تیرا
نہ ڈوبی کشتی گردون کہین ہکو یہ دہشت ہی

تری تلوار نے موڑا اگر منہ کیا قباحت ہے
ملین گی سیکڑون قاتل جو اپنا سر سلامت ہے

شرم عریان بدنے مرگ سی بدتر ہی مجھے
آسمان کاش زمین کا مجھے پیوند کرے

شعر سے اپنے محبت ہی بجا شاعر کو
قطع کسطرح کوئے الفت فرزند کرے

کام نامرد کا ہے خلق کو دینا آزار
ہے وہی مرد کسے دلکو جو خرسند کرے

دوست واعظ نہین ہوتا کبھی بے ترک شراب
آپ مٹ جاے تو حاسد کو رضامند کرے

چاہیے صاف طبیعت کو کہ ہر دل ہو عزیز
بزم ہستی مین بسر آئنہ مانند کرے

شعر دزدیدہ سے ہو جاتا ہے شاعر بدنام
کیون کوئے غیر کے فرزند کو فرزند کرے

اک جہان جان کا دشمن ہی جنون نین اپنا
فصد فصاد جو کھولے نہ لہو بند کرے

ارتکاب عمل رشت کو کہتے ہین جنون
کام کیون قابل الزام خردمند کرے

واسطی حاکم ظالم کے عمل مین نرمین
کون فرعون کو تحریر خداوند کرے

تیز رفتاری مین یہ وہم و گمان سی تیز ہے
تو سن عمر رواں کب طالب ہمہمز ہے

رشک کنعان ہے عزیز دسر زمین لکھنؤ
ہر گلے ہر کوچہ اس کشور کا یوسف خیز ہے

رات بھر رہتا ہے شیون ابتو ہمسایونکے گھر
شور نالون کا ہمارے بسکہ درد انگیز ہے

سرخ دینا چاہیے مجھکو کفن بھی بعد مرگ
کشتۂ دست حنائی کو یہ دست آویز ہے

سنتے ہین پیتا ہے وہ ہمراہ غیرونکی شراب
ساقیا ساغر ہماری عمر کا لبریز ہے

رنج فرقت سی زیادہ وصل کی شب مین ہی
گفتگو اوس شوخکی ابتک ملال انگیز ہے

مدحت رنگ طلائی مین رقم کرتا ہون شعر
کیا تعجب ہی زمین شعر اگر زرریز ہے

کوچۂ گیسو سے اوسکے بو کی آئی ہے مگر
دامن باد بہاری آج عنبر بیز ہے

کیون نہون سر بر ہر دونکی پاون کتھی ہی قلم
جارۂ الفت دم شمشیر سی بھی تیز ہے

دہیان ہی صبح و مسا خونریزی عشاقکا
وہ شہ خوبی بھی اپنی وقت کا چنگیز ہے

با وصر سے بڑہا رہتا ہی ہر دم دو قدم
اپنی اسپ شوق کو کب حاجت مہمیز ہے

صدقہ اوتارنے کی اجازت اگر وہ دین | پیدا کرون مین جسم مین جانین نئی نئی

سنتا ہون کوی یار مین میلا ہی واسطی
آرا ستہ ہوئی ہین دکانین نئی نئی

تیرے آگے حسین کوئی کیا ہے | حور کیا چیز ہے پری کیا ہے
ہتکڑی جان لیکے چھوڑیگی | ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے
زاہد و دیکھ لو وہ نرگس مست | پھر یہ پوچھو کہ بیخودی کیا ہے
جان جائے تو جائے الفت یار | نہ نبھے جو وہ دوستی کیا ہے
غنچہ سب اوس دہن کو کہتے ہین | شاعرو بات یہ نئی کیا ہے
عشق مین جان کو کھن کی گئی ہے | دل لگانا بھی دل لگی کیا ہے
آگے آگے مرے دکھاے گا عشق | مضطر اے دل نہوا ابھی کیا ہے
انقلاب جہان سے کیا معلوم | کہ کبھی کیا ہے اور کبھی کیا ہے
ہین خریدار اوسکے شمس و قمر | زہرہ کیا مال مشتری کیا ہے
مر گیا ہوگا کوئی عاشق زار | سچ بتاؤ کہ پھر خوشی کیا ہے
لیکے دل بوسہ بھی نہین دیتے | کچھ سمجھتے ہو واجبی کیا ہے
آگیا دل کسی حسین پہ اگر | تب یہ سمجھوگے عاشقی کیا ہے
کہہ چکا تم پہ جان دیتا ہون | پھر وہی کہتے ہو اجی کیا ہے
دوستی غیر سے جو کرتے ہو | آپ کو مجھسے دشمنی کیا ہے
حق تو یہ بات ہے کہ پیش اسیر | قدر سلمان سا وجی کیا ہے

دوڑے جاتے ہو جو اس کہان
خیر ہے آج واسطے کیا ہے

دیکھکر منہ کو جو اپنے وہ شکر خند کرے | خانۂ آئینہ کو شہر سمرقند کرے

ای واسطی سمجھانی کو سمجھاتا ہے ناصح
اتنا نہین مین واقف کہ مجھے صبر کہان ہے

ہوئے ہین پیر اجل بالائے سر ہے — ظہور صبح ہے وقت سفر ہے
عجب شیرین ادائی کا اثر ہے — چھری ہاتھون مین اوسکے نیشکر ہے
وہ اس باغ جہان مین نامور ہے — گرہ مین جسکے مثل غنچہ زر ہے
رخ روشن پہ اوسکے خط ہے پیدا — گمان ہوتا ہے ہالے مین قمر ہے
مٹے کیا صندلی رنگون کی الفت — کہ سر کے ساتھ اپنا درد سر ہے
بشکل آئینہ ہون صاف باطن — جو صورت ہے وہ منظور نظر ہے
نہین گو خانہ بربادی کا شکوہ — بحمد اللہ کہ اوسکے دل مین گھر ہے
نہ جیتا ہون نہ مرتا ہون شب ہجر — نہ اشکون مین نہ نالون مین اثر ہے
پھرے آئے چار حد مین شش جہت مین — ہوا اتنا نہ ثابت تو کدھر ہے
تن نازک ہے گل کی طرح نازک — رگ گل یار کی پتلی کمر ہے
کمر کا بندھ گیا مضمون ہم سے — عدم کی ہمکو ہستی مین خبر ہے
فریب غیر کا فر مین نہ آئے — کہ سیدھا سا مسلمان نام بر ہے

خذف ناقہم اسے سمجھے تو سمجھے
سخن اے واسطی اپنا گہر ہے

گانے مین لے رہے ہین وہ تانین نئی نئی — سیکھے ہین مطربونکی زبانین نئی نئی
فصل بہار آئی ہے شاید کہ شہر مین — رکھتے ہین میفروش دکانین نئی نئی
تکیون مین گشتے ہین جو ترے ابرونکی دھن — چڑھتی ہین تربتون پہ کمانین نئی نئی
کرتے ہو زرگری مین کبھی فرفری مین مات — آتی ہین آپ کو بھی زبانین نئی نئی
کیا کیا تڑپ رہا ہو نمین صبح شب وصال — سنکر موذنون کی اذانین نئی نئی

قاتل کو دکھاتا ہون دم ذبح کرامت — گردن پہ مری آب دم تیغ رواں ہے
کیسے یہ حسین جب نرہی جان ہی تن مین — مشہور ہے یہ بات کہ جی ہے تو جہان ہے
ہی پیش نظر جب سی اوس برو کامہ نو — ہر روز مجھے عشرت عید رمضان ہے
کہتے ہین وہ ہوتا ہون جو مین وصل کا طالب — سودائی ہی دیوانہ ہی تجھکو خفقان ہے
دیکھین گے کبھی حال وہ باتین بھی کرینگے — نرگس نہ وہ آنکھین ہین نہ غنچہ وہ دہان ہے
جو کہتے ہو مجھکو وہی کہہ بیٹھونگا مین بھی — کھولو نگا زبان کو مری منہ مین جو زبان ہے
اے واسطی اوس گل کی مگر لائی ہی نکہت — کچھ آج نسیم سحری عطرفشان ہے
اظہر ہی من الشمس کہ تو چشم جہان ہی — ہی آنکھ کا ڈورا کہ ترا موی میان ہی
روشن صفت عارض جانان مین ہیں ہے — ہی طور کا شعلہ کہ مری منہ مین زبان ہی
ظاہر ہی ہی سی مری قاتل کی رکاوٹ — رگ رگ کی جو خنجر مری گردن پہ رواں ہی
پیری مین وہ عارض نظر آتا نہین ہمکو — ہی صبح مگر مہر جہانتاب نہان ہی
کیا پوچھتے ہو مجھسے کہ کیون زرد ہی رنگت — جو بات عیان ہی نہین محتاج بیان ہی
ممکن نہین بھولے سخن سخت کسی کا — مرہم سی جو بھرتا نہین وہ زخم دہان ہی
دل ادی وحشت مین کیا کرتا ہی نالے — شاید جرس قافلہ ریگ رواں ہی
بانکا ہی جو اس عہد مین مجنون اوسی کہیے — بانا ہی نہین پاؤن مین زنجیر گران ہی
کرتا ہون جو اوس چہرہ گلرنگ کی تعریف — برگ گل شاداب مری منہ مین زبان ہی
بیجا نہین کہیے تری دربان کو جو رضوان — تو حور ہے کاشانہ ترا باغ جنان ہی
جب سی نظر آیا ہے ترا خنجر ابرو — بسمل کیطرح دل مری سینے مین طپان ہی
دل مجھکو پھنساتا ہے محبت کی بلا مین — سمجھا ہون جسے دوست وہی دشمن جان ہی
گلشن مین جو آمد نہین اوس غیرت گل کی — کیون جانب دردیدۂ نرگس نگران ہی
اس باغ مین ایسا نہین کچھ سرو کا اوٹھانا — سبزہ بھی باعث ہے جو یا مال خزان ہی

موت کا ہر روز چکھا ذائقہ ہم نے
جبتلک دنیا مین جیتے ہم رہے

داغ ہو جائے جو تن سر تا قدم
واسطی کیا خواہش مرہم رہے

نشانِ آہ لیکر فوج غم کے ساتھ ہم نکلے
اوٹھی یہ دھوم گلیون مین محرم کا علم نکلے

ہمارا نقد ایمان لیکے یہ کافر کہتے ہین
بتونکا سادہ دل سمجھے تھے کتنے ہٹ دھرم نکلے

بتونکے شوق نے پیچا نچھوڑا راہ ایمانمین
چلے کعبے بہک کر جانبِ بیت الصنم نکلے

الٰہی موت آجائے نہ افشارازِ الفت ہو
زبانسے اُف نہ نکلے پہلے ہی قالب سے دم نکلے

دوئی کا اوٹھ گیا پردہ جو اپنی دلکی آنکھونسے
جسنے ہم دیکھنے نکلے اوسے دیکھا تو ہم نکلے

ملونمین نیک و بد سے جھک کے تا دلکی کجی جائے
کساؤن دونون باگون تیغ کو شاید کہ خم نکلے

یہ حسرت ہے پسِ مردن تری کوچے مین چلنے کی
شجر کوئی ہماری خاک پر بوتین قدم نکلے

ہوئی مدِ نظر جب اوس خطِ پر نور کی مدحت
نئے مضمون طبیعت سے ہماری یکقلم نکلے

نظارے کی ہوس دل مین نہ وقتِ نزع رہجائے
الٰہی یار بالین پر مرے آئے تو دم نکلے

رہے کونین مین کوئی نہ پھر اے واسطی باقی
سرِ میدان اگر اوس ترک کی تیغ دو دم نکلے

ہر چند کہ دل مائل فریاد و فغان ہے
دل کھولکے رونے مین کہان تنگ جہان ہے

جھیلون غمِ فرقت یہ مجھے تاب کہان ہے
مین ایک پرِ کاہ ہون وہ کوہ گران ہے

صبحِ شبِ فرقت نہین ہوتی نہین ہوتی
آواز گجر کی نہ مؤذن کی اذان ہے

مجھ پر سے کہدو کہ کرے جنگ نہ گردون
تیر آہ رسا ہی قدِ خم گشتہ کمان ہے

کیا بات ہے کوہِ غمِ فرقت کا اوٹھانا
کم زور نہین مین کہ ابھی تاب و تو ان ہے

دنیا مین تجھے تشنگیِ حرص تو کیونکر
پانی کا نہین نام کہ اندوہ یہ کنوان ہے

سمجھے ہین جسے اہل زمین خیمہ گردون
کچھ روی ہوا پر مرے نالون کا دھوان ہے

منہ پھیرنا ہے یار کا ہے زندگی کی شکل
محشر ہو آفتاب اگر رخ ادہر کرے

اتنا ہجوم حشر مین ہمکو خیال ہے
میدان کہین نہ صاف وہ تیغ نظر کرے

تنگے جہان کی دیکھکے گھبرا رہا ہے دل
اس تنگنا مین کوئی کہان کا سفر کرے

اوس سنگدل کی سامنے جائی وہ عشقباز
پتھر کا آئینہ کیطرح جو جگر کرے

سینہ بشکل شانہ ہو جسکا کہ چاک چاک
کوچہین زلف کی وہ پریشان گذر کرے

کثرت ہو دشمنون کی تو انسانکو چاہیے
کانٹون مین گھر کے پھول کیطرح بسر کرے

مرتا ہون مین بندہا ہی مجھی اور ہی خیال
وہ اختلاط غیر سے دل کھولکر کرے

بیکس وہ ہون جو آی شب ہجر میری موت
ماتم مین میرے چاک گریبان سحر کرے

یاقوت ولعل جسکی نظر مین ہون سنگ و خشت
کیونکر جہان مین وہ ہوس سیم وزر کرے

قاصد تو ڈر سے جا نہین سکتی ہین واسطی
دیکھین کہ اوسکو کون ہماری خبر کرے

چاہے تیرا ہے دلمین غم رہے
جب تلک دم مین ہمارے دم رہے

فرقت جانان مین کیا کیا غم رہے
رنج وغم درد والم ہر دم رہے

چونک ای غافل گیا عہد شباب
زندگے کے دن بہت اب کم رہے

روبرو محراب تیغ یار کے
چاہیئے ہر وقت گردن خم رہے

یہہ گوارا ہے نہ ملیئے مجھسے بھے
صحبت اغیار لیکن کم رہے

وقت گریہ سامنے کون آگیا
گرتے گرتے اپنے آنسو تھم رہے

ہمرہو تمکو مبارک قطع راہ
پاؤن مین طاقت نہین اب ہم رہے

چھو لیا گیسو کو اس تقصیر پر
ہمسے ساری رات وہ برہم رہے

برف امید وصل مین بھیجین اوسے
چاہیے پہلے سے نقشہ جم رہے

تو اگر ہو مہربان کچھہ غم نہین
دشمن جان میرا اک عالم رہے

حب تک سفر وطن سنی صاحب ہنر کرے
پیدا نہ آبرو کہیے مثل کھہر کرے

کسکا ہے دل کہ معرکہ عشق سر کرے
مجھسا جو منچلا ہو تو پیدا جگر کرے

رسوا کرے خراب کرے دربدر کرے
منظور سب ہے عشق اگر دلمین گھر کرے

غربت گزین جہانسے جو قطع نظر کرے
مثل حباب چاہیے بندا پنا در کرے

نظارہ اوس دہن کا جو منظور ہو مجھے
عنقا کا کام طائر نور نظر کرے

الفت نہین ہے اوسکو مگر مصلحت یہ ہے
کہدو کہ میرے لاش پہ آکر گذر کرے

دلمین یہ بعد مرگ بھی باقی ہے دغدغہ
زندہ خدا نہ حشر مین بار دگر کرے

مین یاد چشم مست مین پانی اگر پیون
بیشک شراب ناب کا پیدا اثر کرے

صندل تو درد سر کا مقرر علاج ہے
لیکن کسے دماغ کہ یہ درد سر کرے

مانگے شب وصال مین یہ صبح تک دعا
یارب طلوع مہر بہ شکل قمر کرے

ہوتے ہین اوسکو دیکھہ کی قاصد کی ہوش گم
جو آپ بیخبر ہو وہ کسکو خبر کرے

وہ چال چل کہ آنکھین بچھین تیری زیر پا
وہ بات کر کہ دل مین کسیکے اثر کرے

پھولون کو اور کرتی ہے خندان نسیم صبح
مغموم کیا اوسے میری آہ سحر کرے

جسوقت چاہی رخسے ہٹا دی زلف کو
منظور جب ہو شام سے پیدا سحر کرے

رکھے وہ بڑھکے معرکہ عشق مین قدم
پیدا جو زخم اوٹھا بنکے قابل جگر کرے

ہو اپنی مغفرت کی جسے واسطی تلاش
وہ اتباع سنت خیر البشر کرے

اوس رخ پہ کوئی سوختہ جان کیا نظر کرے
تار نظر نہ جنبلک اشکونسے تر کرے

نخل جنون کو میرے خدا بارور کرے
داغونسے مرگ چھالونکے پیدا ثمر کرے

دیکھے اگر سیاہ رخ لیکے آئینہ
خورشد کا قبول نہ احسان قمر کرے

اس چشم اشکبار سا پھر کون ہو سخی
تقسیم صبح و شام جو گنج گہر کرے

ہم دیکھتے ہین خرمنِ مہتاب مین وہی
اوترا ہوا جو صدفہین تیرے اناج ہے

کافی ہے ہمکو فقر مین کجلول دبوریا
اے آسمان کسے ہوسِ تخت وتاج ہے

قرطاس سادہ بھیجئے مکتوب کی جگہ
سنتے ہین نامہ برکہ وہ سادہ مزاج ہے

قیمت عقیق لب کی تجھی کون دے سکے
بیعانہ سارے مُلک ہمین کا خراج ہے

ہین واقف زمانہ مآلے وحال ہم
حقّا ترا جواب نہ کل تہا نہ آج ہے

نازان ہین اہلِ کفر کہ دُنیا کی ہی رجوع
بت کی نگاہِ لطف برہمن کو راج ہے

ہی جسمین وصف اوشہ خوبی کا واسطی
دیوان کی گنجفے مین وہی صفحہ تاج ہے

دلکو وہ زلف گرہ گیر پسند آتے ہے
پیچ ہے دیوانے کو زنجیر پسند آتی ہے

دیکھتا ہون جو حسینون کی مرقع کو کبھے
سب سے بڑہکر تیرے تصویر پسند آتی ہے

ذائقہ بادیہ گردے کا ملا ہی جب سے
اگہر خوش آتا ہی نہ تعمیر پسند آتے ہے

زاہد پیر کو کیا قدر تیرے ابرو کے
نوجوانون کو یہ شمشیر پسند آتے ہے

ای کماندار جو ہین تیری کمان پر قربان
اونکو آواز پر تیر پسند آتے ہے

جوشِ وحشت مین ہی جسبھی جانا نکا خیال
روشِ کوچہ زنجیر پسند آتے ہے

بدئی نفس سے خفا شِ طبیعت ہین جو لوگ
کب اونہین مہر کے تنور پسند آتے ہے

کشتے ہین اُلفتِ خاکِ قدمِ یار کے ہم
کیمیا ہمکو نہ اکسیر پسند آتے ہے

کتنا واضح ہے ترا مصحفِ رخسار کا خط
بسط ہو جسمین وہ تفسیر پسند آتے ہے

صوت قمری سنی ہی نغمۂ بلبل سی عرض
اپنی کانون کو وہ تقریر پسند آتے ہے

نہ دوات اسکو ہی درکار نہ خامی کا ہی کام
خطِ رخسار کی تحریر پسند آتے ہے

واسطی ہم تو ہین کیا حضرت جبریل کبھی
خدمتِ شبّر و شبیر پسند آتے ہے

کنج غربت سی ہے چلنی کا مجھے مدت سی قصد
دور ہے یارب کہ اوسکی انجمن نزدیک ہے

لامکان تک تو ہوا دخلِ نگاہِ چشمِ فکر
سو جہ جاے مجھکو مضمونِ ذہن نزدیک ہے

قصرِ خسرو سے نکلکر اک نظر دکھلاے شکل
دیکھہ ای شیرین قضای کوہکن نزدیک ہے

رہتی ہے آئینہ عارض پہ زلفِ مشکفام
کیا حلب کی مُلک سی مُلکِ ختن نزدیک ہے

فاتحہ کو آکسیدن پھول ہنس ہنسکر چڑہا
مقبرہ عاشق کا اے گل پیرہن نزدیک ہے

مصر سے کنعان کی جانب آتی ہی بادِ صبا
مژدہ ای یعقوب بوی پیرہن نزدیک ہے

وہ پری رخسار آیا قبر پر دامن کشان
چاک کر ڈالون گریبانِ کفن نزدیک ہے

بہر زیب گوش اگر درکار ہے تمکو گہر
لاتی ہین آنکھونسے ہم موتی عدن نزدیک ہے

جلد حاصل ہوگا بعد مرگ حور و وصال
گوشۂ تربت سے جنت کا چمن نزدیک ہے

ہی مناسب ہند سے قصدِ زیارت واسطی
دورکب ہے روضۂ شاہِ زمن نزدیک ہے

یون میرے دل کا داغ جلتا ہے
جیسے گھر مین چراغ جلتا ہے

دل مرا ہے جلا بہنا وہ کباب
جسکے بو سے دماغ جلتا ہے

ضبط بلبل کو آفرین ورنہ
ایک نالے مین باغ جلتا ہے

سوز غم سے ہے میری دل کا یہہ حال
جیسے کوئے اجاغ جلتا ہے

مہر و مہ کیا ہین تیرے رخکے حضور
کب کسے کا چراغ جلتا ہے

واسطی غیر مجھکو کیا پوچھے
مفت بلبل سے زاغ جلتا ہے

ہرگز یہ کل نہوگا جو کچھہ رنگ آج ہے
کہنا زمانہ بھے متلون مزاج ہے

جسکے سبب سے شیر بھی روبہ مزاج ہے
بیشک وہ احتیاج ہے وہ احتیاج ہے

ممکن نہین کہ ترک کرین عاشقے کو ہم
یہ درد لادوا یہ مرض لاعلاج ہے

دل میرے سینۂ پرسوز مین ٹھہری کیونکر
کہین سیماب کو آتش پہ قرار آتا ہے

اک میرے اشک سی ہی سارے جہانکو نفرت
ورنہ ہر طفل پہ انسان کو پیار آتا ہے

لاکھہ دشمن ہو کوئی تابع فرمان ہو جاے
واسطی جن ہین شیشے مین اوتارا آتا ہے

جھکیں گے مست دور شیشہ و پیمانہ آتا ہے
دھوان دھارا برحمت جانب میخانہ آتا ہے

سواے درد ہجر یار مین لذت کہان سے
پھپولا بنکے اپنی ہاتھہ مین پیمانہ آتا ہے

چلو ای می پرستو فرض استقبال زاہد ہی
کہ مسجد سی وہ اوٹھکر جانب میخانہ آتا ہے

کری وہ شمع بزم حسن صحبت مین طلب ہمکو
خدا چاہی تو تھوڑی دیر مین پروانہ آتا ہے

اوسے منظور ہوتی ہی جو زینت مارگیسو کے
سکندر آئینہ ضحاک لیکر شانہ آتا ہے

نہین ڈرتا کہ ہو جائینگے ٹکری کان کی پردے
جو سننے کو ہمارے عشق کا افسانہ آتا ہے

وصال دخت رز سی کیون نہ مین ہو تن مین جانون
پری پر ہو کی غش کب ہو شمین دیوانہ آتا ہے

گئی وہ دن کہ گھر مین مجمع احباب تہا تہا
یگانہ اب نہ اپنی قبر پر بیگانہ آتا ہے

میرے مکتوب کی ہو خیر یارب دل دہڑکتا ہی
کہ قاصد کوچۂ جانان سے مایوسانہ آتا ہے

بگولا ہر صنوبر ہے چراغ غول ہر لالہ
فراغی یار مین گلشن نظر ویرانہ آتا ہے

ہوئی ہی راہ و رسم نامہ و پیغام بند اوس سے
ہمینون سی یہ صورت ہی کوئی جاتا نہ آتا ہے

بنا دیتی ہے قسمت نارسوان مے کو پانی سے
ہماری لب تلک جسدم لب پیمانہ آتا ہے

بتان سنگدل نے واسطی دلمین جگہ کی ہی
جو کعبہ تہا وہ اب ہمکو نظر بتخانہ آتا ہے

خانۂ صیاد سی صحن چمن نزدیک ہے
ہین تو غربت مین مگر ہمسے وطن نزدیک ہے

بی ستون تک لیگئے وحشت تو یہ دلنی کہا
چل زیارت کو کہ قبر کوہکن نزدیک ہے

آتش افروزی یہ ای کعبہ نشینون کیا ضرور
جل کی اوٹھہ جاؤنگا دیر برہمن نزدیک ہے

امید زیست ہے کسکو یہی جو رد نا ہی
کہ بحر اشک کا پانے گذر چکا سر سے

جگر کا داغ وہی ہی کردن ہزار آئین
یہ وہ چراغ ہے بجھتا نہین جو صرصر سے

گناہ گار ہین ایسے کہ اپنا دامن تر
نہ خشک ہوگا ذرا آفتاب محشر سے

ہماری قبر پہ لاکر دسے چڑہا دینا
سحر کو پھول جو اوٹھین گی اونکی بستر سے

کسیکے چاہ زنخدان کا وصف لکھا ہے
گری گا نامہ مرا چاہ مین کبوتر سے

تمام عرصۂ محشر کو کر دیا تاریک
ہمارے فرد کنہ نے نکل کے دفتر سے

نکل کے تن سے چلی ساتھہ ساتھہ بلبل روح
نکل گیا کوئے گلرو اگر برابر سے

شعار راست قدون کا جو واسطی دیکھین
کبھی نہ عشق کرین قمریان صنوبر سے

کبھی صحرا مین اگر بہر شکار آتا ہے
نکہہ دکھلا کے غزالون کو وہ مار آتا ہے

کب بٹھانے مری تربت کا غبار آتا ہے
خوب چھنیا تجھے ای ابر بہار آتا ہے

سرخ سب ہونگے جو ہین زرد خزان مین چہرے
مژدہ اے باد کہ شوا بر بہار آتا ہے

صاف ظاہر ہے خفا ہمسے ہی وہ آئینہ رو
آنکھہ ملتے نہین جب دل مین غبار آتا ہے

دیکھہ تو اوٹھکے ذرا خاک سے ای قیس حزین
گرد اوٹھی ہے کوئی ناقہ سوار آتا ہے

کوی قاتل بہی کوئی شہر خموشان ہی مگر
نظر اکر دز دہان تازہ مزار آتا ہے

روز روشن کا رخ یار پہ ہوتا ہی گمان
دیکھکر زلف خیال شب تار آتا ہے

رحم دل وہ ہین کہ چبھتی ہی جگر مین میرے
زیر پا راہ مین جسدم کوئی خار آتا ہے

جبتلک جان مین آئی نہ میری وصل سے جان
کب سماے دل مضطر کو قرار آتا ہے

یاد جسنے نہ کیا ہمکو کبھے مرگ کی بعد
فاتحہ پڑہنے وہ کب سوی مزار آتا ہے

کچھہ نہین اپنے مریضون کی بہی خبر
روز جاڑی سے غریبون کو بخار آتا ہے

رخ میرے گھر کی طرف ہی مگر اغیار مین ساتھہ
داغ دینے مجھے وہ لالہ عذار آتا ہے

بپا ہوتا ہی طوفان آنسو ونکا قطرے قطر سے
ہر ہا ہی رتبہ اپنے دیدۂ تر کا سمندر سے

تمہاری چشم سے بیجا نہین دعوای بیچشمے
نمودین کسطرح مردم سرِ بادام پستہ سے

کبھی ہوتا نہین وصفِ اضافی جوہر ذاتے
صدف کی اور دُرِ تہی ہی کوئی آب گوہر سے

اگر شامل ہوا پنی ایک اشکِ گرم کا قطرہ
تڑپ کر مچھلیان باہر نکلجائین سمندر سے

نہین کچھ میکیشون کو حادثاتِ دہر سے دہشت
گلا شیشے کا کب کوئی قلم کرتا ہی خنجر سے

ہماری سوز دل کا حال اگر کاتب کو لکھنا ہو
بنانا چاہئے پہلے قلم بالِ سمندر سے

توقع دیر سے ہی بارشِ بارانِ رحمت کے
کہ سیدن آکی ہیچو مزرعِ عمر آبِ خنجر سے

ہماری دوش پر سر تہا تو کیا کیا سرگرانی تہے
جو سر اوتر اتوا وتر آج یہ بارِ گران سر سے

وہ شاہ حسن اگر آئی تو ہم آنکھین بچھائینگے
فقیر عشق ہین کیا کام ہی مخمل کی بستر سے

ٹہرتا ہی نہین دم بھر ہماری آنکھ مین آنسو
کوئی طوفان برپا ہوگا کیا اس طفل ابر سے

دکھاکر قامت وغمزگان وابرو دست ستمگر نے
کیا مجروح ہمکو تیر سے نیر یسے خنجر سے

برنگ صورت دیوار جانے واسطی ہمکو
ہوی ہین دست و پا بجیس نکل سکتا نہین گھر سے

اوڑا نجای جہان جبرئیل کے پر سے
امید نامہ بری کیا وہان کبوتر سے

امید فیض نر کھے گدا تو نگر سے
بجھی نہ پیاس کسیکے بھی آب گوہر سے

ثبوت خاک دم حشر ہوگا دعوی قتل
ملا ہوا ہے لہو اپنا آب خنجر سے

قد دراز جو اوس بیوفا کا آے نظر
امید قطع کرین قمریان صنوبر سے

خیال چشم مین پوچھو نہ حال دل مجھسے
کہ چور چور یہ شیشہ ہوا ہے ساغر سے

یقین ہے ہوگا کبھی نخل آرزو سرسبز
کہ سینچتا ہون اسی آب دیدۂ تر سے

ہمارے دل کو غنیمت ہین سختیان غم کی
بجھا شرار نکالا قدم جو پتھر سے

تمہارا مطلع ابرو سے یار لانا نے
ہوا جواب نہ ابتک کسے سخنور سے

جو برق کی آمد کا نہ مشتاق ہو کیونکر — ایسا کوے دانہ نہین خرمن مین ہمارے
داغون کے تصور مین گرا کرتی ہین آنسو — کیا کیا درِ نایاب ہین دامن مین ہمارے
دیوان مین تحریر ہین سب تازہ مضامین — پژمردہ کوئے گل نہین گلشن مین ہمارے
جس روز سے اوس شکلِ مسیحا سے جدا ہین — مردے کیطرح جان نہین تن مین ہمارے
موسے کیطرح سے ارنی ہم بھی کہین گے — پہونچے جو قدم وادی ایمن مین ہمارے
ہے دیدۂ گریان سے جو برسات کا موسم — جگنو کے چمک ہے دلِ روشن مین ہمارے
وصلت مین بنا پیچ کیا زلف نی اوسکے — زنجیر تو ہے چھبر گردن مین ہمارے
جلاد کا کیا رعب دمِ ذبح ہے غالب — ماہی کیطرح خون نہین تن مین ہمارے
مہمان یہ ہوے جمع کہ دشوار ہی دعوت — دانون سے سوا مور ہین خرمن مین ہمارے

ایو اسطی کیونکر ہو بھلا وصل میسر
تاثیر نہین نالہ و شیون مین ہمارے

نہین دبتے سر موئے ابری خمدار خنجر سے — تمہاری موے مژگان نوک کی تیزی ہین بڑھکر سے
ہوے تر لب ہمارے کب شرابِ روح پرور سے — کبھی می اس دہانِ خشک تک پہونچی نہ ساغر سے
لبِ محبوب نازک ہین کہین برگِ گلِ تر سے — غلط تشبیہ دی ہے شاعرون نے لعلِ احمر سے
درِ منعم سے وہ ملتا نہین امیدواروں کو — ملا ہی فیض دیوانون کو جو زنجیر کے گھر سے
کوئی مجھسے نہ لیجائیگا بازی دشت گردی مین — بڑھا رہتا ہون ہر دم دو قدم مین بادِ صرصر سے
ہوئے مغرور دیکھی شکل جب اپنی حسینون نے — مجھی آئینہ سازی کی شکایت ہے سکندر سے
بڑے جھگڑے ہیں پیدا خط ہمارا دستِ جانان تک — کبوتر نے لیا قاصد ہی قاصد نی کبوتر سے
بڑے کبر آشنا ہین ساکنِ گورِ غریبان بھی — پکارا دلا کہہ باہر کچھہ صدا آئی نہ اندر سے
مناؤن کسطرح ساقی جو مجھسے دخت رز روٹھے — بن آتی کچھہ نہین جب زن بگڑ جاتی ہے شوہر سے
کسی شیرین دہن محبوب کی تعریف کرنی ہی — وضو کرنا ہے ہمکو پہلے واجب آب کوثر سے

جو سنے آنکھ سے بلیا ختہ آنسو نکلے
شعر وہ ہے کہ کوئی درد کا پہلو نکلے

قبر عاشق سے پس مرگ جو بھونکے
تیرے بس ہوئے یہ الفت گیسو نکلے

ہے یقین مجھکو کہ اب روز قیامت ہی قریب
کفش مین ٹکنے کو سکے ہوی گھنگرو نکلے

پیچ کاکل سے نہ کل جنکو خبر تھی وہ طفل
آج خم ٹھوکتے ملتے ہوے بازو نکلے

بال باندھا ہون محبت ہی کمر سے مجھکو
ابھی سر کاٹ لو گر فرق سر مو نکلے

جان بھی عشق سے نکلے تو یہی عشق رہے
یہ بھی ممکن ہے کہ اوس گل سے کبھی بو نکلے

ہو تیرے تیر کے پیکان کی جو آہنین در رنگ
دل بیتاب ابھی توڑ کے پہلو نکلے

ابر تر رونے مین کیا مجھسے مقابل ہوگا
اوسپہ چھا جاے اگر ایک بھی آنسو نکلے

آکے جنگل مین نشانہ اوسنے ناوک کا بنا
ای کماندار کہے حسرت آہو نکلے

بزم مین آے جو اوس کاکل مشکین کی ہوا
شمع کے گل سے شمیم گل شبو نکلے

عاشق سرو قد یار جو گلشن مین گئے
کبھی ہو کر نہ تہ سرو لب جو نکلے

گھر مین بے یار یہ تڑپا کہ مرا دیکھہ کی حال
دیدۂ روزن دیوار سے آنسو نکلے

شب فرقت مین یہ سمجھا جو فلک کو دیکھا
کہکشان سانپ ہی تاری نہین بچھو نکلے

صید کرنے کو وہ آئی تو وہین جنگل سے
چوکڑی بھرتے ہوے سیکڑون آہو نکلے

گنج سر بستۂ معنے ہے جو اوسکا ہے کلام
ایک بھی بات اگر کے کئی پہلو نکلے

دل ہوا آب مگر گرد کدورت ہی وہے
اس سمندر کو جو دیکھا کئی ٹاپو نکلے

رخ خورشید نظر آنے لگے مثل زحل
چھوڑ کر چہرے پہ اپنے جو وہ گیسو نکلے

تہی مجھ حضرت یوسف کی طرح ہے نہ امید
واسطی دشمن جان قوت بازو نکلے

سوزش جو پس مرگ رہی تن مین ہمارے
آے نہ ملک خوف سے مدفن مین ہمارے

اوتری ہین تو اوتری ہین ہمشیخ کی دل سے
رتبے ہین بڑے چشم برہمن مین ہمارے

چھپا چھپا کے تو پیتا ہون مے مگر ہی یہ ڈر
کہ محتسب کو کسیدن کہین خبر نہ لگے

گلے مین یار کے اوڑتا ہوا گیا قاصد
قدم زمین پہ رکھا کہان کہ پر نہ لگے

دلا جو منزل الفت مین پاؤن رکھتا ہے
سنبھل کے چل کہین ہو کر دم سفر یہ لگے

کہین جو شعر کے ای واسطی وہ فرمایش
غزل کے کہنی مین کیونکر دل اسقدر نہ لگے

سینے پہ رہا کرتے ہے تصویر کسی کے
اسدرجہ محبت ہے گلوگیر کسے کے

محنت تو بہت کے نہ ہوا وصل میسر
تقدیر سے چلتے نہین تدبیر کسے کے

آئینہ دل لاے ہین اوسنمم مین عاشق
اک روز چمک جائیگے تقدیر کسے کے

ہو عید شہیدان محبت کو نہ کیونکر
جھک جھک کی گلے ملتے ہے شمشیر کسی کے

اخفا کا ترے قیدیون کو دہیان ہے ایسا
غل کر نہین سکتے کبہے زنجیر کسے کے

سر پھوڑ کے پتھر سے موی سیکڑون عاشق
ہی تجھکو خبر اے بت بی پیر کسے کے

ہی حسکم کہ مر کر بہی کوئی آنے نپاے
اوس کوچے مین کیا قبر ہو تعمیر کسے کے

کیا اہل وطن بھول گئی مجھکو سفر مین
مدت سی جو آتی نہین تحریر کسے کے

موتے کے لڑی کیا میری آنکھو نمین سماے
کانون کو پسند آتی ہے تقریر کسے کے

یون سرمہ ندو آنکھو نمین کیا قتل کرو گے
ہو جائیگے گردن تہ شمشیر کسے کے

سینے مین تڑپ اوٹھتا ہی دل صورت سیماب
سنتا ہون جو آواز پر تیر کسے کے

سمجھا ہے غلط اسکو جو سمجھا ہے مداے
یہ منزل ہستی نہین جاگیر کسے کے

فریاد و فغان نالہ شبگیر ہے بیکار
سنتا ہی نہین وہ بت بی پیر کسے کے

یہ جرم گلے کاٹتے ہو اہل وفا کے
ثابت بہی ہو ئی تہی تمہین تقصیر کسی کے

ہین صرف دعا میرے لئے واسطی احباب
یارب ہو دعا صاحب تاثیر کسے کے

دل اپنا تو ہے موم سے بھی نرم زیادہ
دُر سے نہ کہین آتشِ فرقت سی پگھل جاے

صورت سے میری یار کو نفرت ہی الٰہی
مل جاون مین غیرون مین کہین بھیس بدل جاے

ہے شربتِ دیدار علاجِ مرضِ عشق
کیا اور دواؤن سے تپ غم کا خلل جاے

آجاے اگر بزع مین وہ رشک مسیحا
مجھکو تو یقین ہے اجل آئی ہوی ٹلجاے

ایسا ہے کہان بحرِ محبت کا شناور
اس پار سے جو پیر کے اوس پار نکل جاے

ہر مرتبہ بل کر کے یہ چلنا نہین اچھا
نازک ہی کمر دُر ہے کہین ناف نہ تل جاے

کیا تابشِ خورشیدِ رخِ یار سی ہی دُور
آئینہ اگر برف کے مانند پگھل جاے

ہر دم مجھے ایجان جلانا نہین اچھا
دیکھو نہ کہین آہ میرے مُنہ سی نکل جاے

بجلے کیطرح کوندتے ہے آہ ہمارے
گردون پہ کہین خرمنِ مہتاب نہ جل جاے

اسوا سطے جاتا ہون مین ہر صبح چمن کو
شاید دلِ وحشت زدہ پھولون مین بہل جاے

روکے سے رکے قافلہ والو نسے نہ ہرگز
وحشی ترا اے دا رجرس بن کی نکل جاے

مرنے کو تو مر جاے گا بیمارِ محبت
تم آؤ عیادت کو تو دو دن ذرا سنبھل جاے

ہو کشتِ جہان سی مجھے کچھہ خاک نہ حاصل
خرمن نہ بہی سیل سے تو برق سی جل جاے

منظور یہ ہی واسطی اس شعر و سخن سے
تا سامنی اوس بت کی کوئی میری غزل جاے

بجا ہے آنکھہ شب غم جو تا سحر نہ لگے
سیاہ دیو سے ممکن نہین جو ڈر نہ لگے

ہمارے دل کو بڑا خوف ہی یہ محفل مین
کہ آئینہ کو تیرے حسن کے نظر نہ لگے

چھپائے رکھتے ہین وہ گیسوؤن کے بالون مین
عجب نہین ہے اگر ماتھہ وہ کمر نہ لگے

شبِ فراق تقاضاے اضطراب یہ ہے
تڑپ کے رات کہی آنکھہ تا سحر نہ لگے

ہزار آہ کرون ہجر مین اثر معلوم
یہ وہ ہے نخل کہ جسمین کبھی ثمر نہ لگے

شتاب کوچۂ جانان سی جا کے پھر آنا
رہے خیال ذرا دیر نامہ بر نہ لگے

تلاشِ یار مین دیر و حرم کو چھان چکا
کہ دون مین کیا جو ٹھکانا ادہر اودہر نہ لگے

اگر حجاب سے ظاہر مین آ نہین سکتے
وہ شکل خواب مین بھی کیا دکھا نہین سکتے

یہی ہی رشک تو خط لکھکے بھیجنا کیسا
کسے کو نام بھے اوسکا بتا نہین سکتے

حرارت تپ فرقت کا اب یہ عالم ہے
بدنکو ہاتھہ اطبا لگا نہین سکتے

قریب ہمسے ہین وہ ہم قریب ہین اوسسے
پہر اسپہ ڈہونڈہے تھے پہر تی ہین پا نہین سکتے

اوٹہائین کوہ الم کیا یہ ضعف طاری ہے
کہ سخت بات کسی کے اوٹہا نہین سکتے

ہوا ہو نمین لب جانبخش کی تمنا مین
مسیح بھی مرا مردہ جلا نہین سکتے

ہزار بار سرافیل صور اگر پھونکین
لحد مین خواب سے ہمکو جگا نہین سکتے

پس فنا یہ گرانے ہے بار عصیان سے
کہ لوگ میرا جنازہ اوٹہا نہین سکتے

بتون کا جذب محبت ہے سنگ راہ ایسا
کہ اوٹہکے دیر سے کعبے کو جا نہین سکتے

خوشی ہے باغ مین یہ کسکے آمد آمد کے
کہ پھول جامے مین پھولے سما نہین سکتے

خیال ہے کہ نہ جل جائین آکے پروانے
چراغ گہر مین ہم اپنے جلا نہین سکتے

ابھی ہین طفل وہ ڈر ہی کہین نہ ڈر جائین
جگر کے داغ ہم اونکو دکھا نہین سکتے

بلا کا توڑ ہے تیر نگاہ قاتل مین
دل و جگر کسے پہلو بچا نہین سکتے

نگاہ لطف سے دیکھا ہے یار نے ہمکو
رقیب آکے اب آنکھین دکھا نہین سکتے

بتا دو بار جفا کسطرح اوٹہائے اوسنے
جو لوگ ناز تمہارے اوٹہا نہین سکتے

ضرور کیا ہے کہ ساقی مخل صحبت ہو
قدح حضور کو کیا ہم پلا نہین سکتے

عدم کی راہ کا کیا واسطی کہے احوال
گئی جہان سے جو پھر کر وہ آ نہین سکتے

یارب یہ بلا ہجر کے سر سے کہین ٹلجائے
کہرا کے یہ دم پیکر خاکی سے نکل جائے

وہ شوخ کہے سامنے آکر جو نکل جائے
انسان تو کیا بلکہ فرشتی کو بھی چل جائے

اک ایک گہڑی ہجر مین ہے روز قیامت
اللہ شب گور سے یہ روز بدل جائے

لکھا خط یار کو مینے دیا قاصد نے غیر ونکو
مقدر مین جو لکھی ہو وہ آفت آہی جاتی ہی

ڈرے زلف سیاہ یار سے کیونکر نہ دل میرا
بلا انسانکو گھیرے تو ہیبت آہی جاتی ہی

نہین سن خنہ محبت مین کی ہین ہ تو رکنے دو
کبھی بخشش بھی ہوتی ہی کدورت آہی جاتی ہی

گر سنہ لقمۂ غم کھاہی لین گی خوان نعمت سے
نظر آسودگی کی کوئی صورت آہی جاتی ہی

عبادت کر اگر ای واسطی ہر شوق جنت کا
کرے محنت جو انسان ہاتھ اجرت آہی جاتی ہی

ہمارے قتل کا غصہ سبب ہے
غضب اونکو نہین آتا غضب ہے

وہ رخ ہے شعلۂ برق تجلی
زیادہ کیا کہین ترک ادب ہے

نہین جمشید کو کچھ اس سے نسبت
بڑا پیر مغان عالی نسب ہے

جو بوسہ دو مرض جاے ہمارا
مداوا شربت عناب لب ہے

بیاض حسن سے ہمنے خوب دیکھی
تمھاری بیت ابرو منتخب ہے

بیان عشق و اظہار محبت ہاے
یہی عشاق کا حسن طلب ہے

بدن مین ہے وہی غم کی حرارت
افاقہ مجھکو کچھ تب تھا نہ اب ہے

رخ انور پہ ہین گیسوے شبگون
تماشا اجتماع روز و شب ہے

جگر مجروح ہے بیخواب آنکھین
کسی سے دلکا لگ جانا غضب ہے

پلادے شربت دیدار آکر ہاے
ترا بیمار الفت جان بلب ہے

سوا جنت سے ہے میخانہ ساقی
زیادہ حور سے بنت العنب ہے

وہی ہے قبر شیدای لب یار
سرہانے جسکے اک نخل طرب ہے

نظر آتے ہین لاکھون آینہ رو
مگر یہ لکھنؤ شہر حلب ہے

تنفر ہند سے ہے واسطی کو
ہوا سے روضۂ شاہ عرب ہے

بچے دل لاکھ یاد زلف و قامت آہی جاتی ہے
محبت بد بلا ہی ایسمین آفت آہی جاتی ہے

نظر کوئی نہ کوئی اچھی صورت آہی جاتی ہے
جوانی مین حسینون پر طبیعت آہی جاتی ہے

کرینگے گرمیان وہ بھی اگر اب سرد مہری ہے
بدن مین بعد ارزے کے حرارت آہی جاتی ہے

کرین حور و نکی تعریف جنج واعظ کون سنتا ہے
ہمیشہ بحث اونسے تیری بابت آہی جاتی ہے

چھپاتا ہون مین درد دل نہایت سامنے اوسکے
مگر آنسو ٹپک پڑتے ہین رقت آہی جاتی ہے

سلامت کوچہ گیسو سے کب ہر روز گذرتی ہین
وہان دو چار کی ہر روز شامت آہی جاتی ہے

وہ ہنستے بولتے ہین غیر سے مجھکو یہ رونا ہے
بگڑ جاتا ہی دل تاثیر صحبت آہی جاتی ہے

طریقہ ہی مرا تسلیم لیکن ظلم یہ سے
زبان پر دوستانہ کچھ شکایت آہی جاتی ہے

کیا مانند زر الفت نی زرد آخر مرا چہرہ
مقدر چاہیے گھر بیٹھے دولت آہی جاتی ہے

حسین محبوب ہو کیا عیب ہے سادہ مزاجی کا
ادا و ناز و شوخی و شرارت آہی جاتی ہے

مثل سچ ہی کہ ذکر عیش نصف عیش ہوتا ہے
زبان پر ذکر بوسہ سے حلاوت آہی جاتی ہے

بتونکا عشق کچھ خالی طریقت سے نہین زاہد
پرستش کرتے کرتے طرز طاعت آہی جاتی ہے

لکھا کرتا ہے جو حسن ملیح یار کے مضمون
سخن مین واسطی اوسکی حلاوت آہی جاتی ہے

حسینونسے جو ملتا ہی طبیعت آہی جاتی ہے
نہین قابو مین دل رہتا محبت آہی جاتی ہے

زوال کفر ہو راہ شریعت آہی جاتی ہے
مرض باقی نہین رہتا تو طاقت آہی جاتی ہے

بہت تھا سخت قاتل پر پلایا تیغ کا پانی
دل انسان ہے آخر کو مروت آہی جاتی ہے

نہین پوشیدہ کچھ ہاروت اور ماروت کا قصہ
فرشتونکی بھی انسان پر طبیعت آہی جاتی ہے

جلا پروانہ دیکھا شمع کو روشن جو محفل مین
ملے معشوق غیر ونسے تو غیرت آہی جاتی ہے

جہان بجتے تھے نقارے وہین آواز تیسون ہے
دگرگون حال عالم ہے یہ نوبت آہی جاتی ہے

نہین ہے بی جہت غفلت تمھاری دار دنیا مین
کہ سولی پر بھی نیند اے اہل غفلت آہی جاتی ہے

شراب سرخ پیکر سرخ ہو کیونکر نہ وہ چہرہ
بدن مین قرب آتش سے حرارت آہی جاتی ہے

دام سے کب مجھے صیاد رہا کرتا ہے
کہ پھنسایا ہی بڑی فکر بڑی گھاتون سے

قاضی شہر کی اوقات بسر ہو کیونکر
زر تحصیل نہ آئی جو خراباتون سے

گل و مل باغ و خم و ساغر و مینا و سبو
ساقیا ربط ہے ہمکو تو انہین باتون سے

اپنی ہی کہتے ہین میری نہین سنتا کوئی
واسطی تنگ ہون یارونکی ملاقاتون سے

خدا کی بڑی مجھپہ رحمت ہوئی
کہ اک بت سے صاحب سلامت ہوئی

مجھے اک پری سے جو الفت ہوئی
زیادہ سلیمان سے شوکت ہوئی

تصور بندھا کس قد و زلف کا
بلا سر پہ آئی قیامت ہوئی

کھلی کشتہ عشق کی مر کے قدر
زیارت گہ خلق تربت ہوئی

ہوا قتل جب اونسے اوسی نہ تیغ
مرے حق مین قاتل نزاکت ہوئی

ترے پنجے نے کیا نیمجان
رہی نصف جان نصف حسرت ہوئی

بلا عاشقی مین مزہ اور کیا
اذیت ہوئی یا مصیبت ہوئی

اوٹھاتا ہون کوہ الم ہو کی کاہ
مجھے ضعف مین زور طاقت ہوئی

ہوا زرد رخسار مانند زر
یہ حالت تمھاری بدولت ہوئی

جو ہے نام منظور ہو گوشہ گیر
کہ عزلت سے عنقا کی شہرت ہوئی

ترے لب کا مضمون جو اوسمین بندھا
رہائی مری چار شربت ہوئی

کیا ہمنے نالہ اوڑے آسمان
پھکا صور برپا قیامت ہوئی

جدا ہو کے اونسے مین جیتا رہا
بڑی اسکی مجھکو ندامت ہوئی

کہان ضعف پیری مین زور جنون
گئے ولولے سلب طاقت ہوئی

مین رکھتا ہون دو دو پہر آنکھ بند
تصور مین اوسکے یہ صورت ہوئی

حسینون کی تعریف مین واسطی
رقم ہر غزل خوبصورت ہوئی

پسیجانہ دل یار کا واسطے
مری آہ کیا بے اثر ہوگئی

شب وصل کم اسقدر ہوگئی — پلک مارتے بس سحر ہوگئی
وہ گھبرا کے بولا نہ چھیڑو مجھے — نہین لطف رنجش اگر ہوگئی
بلا توڑ ہے ناوک آہ مین — مشبک فلک کی سپر ہوگئی
ہوئی سر کٹا کر سبکدوش ہم — مہم عشقبازی کی سر ہوگئی
غضب نیند آئی جو آنکی شب — نہ جاگے نہ جاگے سحر ہوگئی
اوٹھاتے ہی طوفان جو تو ہر گھڑی — بلا کیا تجھے چشم تر ہوگئی
نہ پوچھو جوانی کا پیری مین حال — ہوئی شمع گل جب سحر ہوگئی
رقم کیا ہو مضمون سیب ذقن — کہ شاخ قلم بے ثمر ہوگئی
کسی سے نہ بار محبت اوٹھا — فلک کی بھی دوہری کمر ہوگئی
رہی فکر صندل پے درد سر — دوا باعث درد سر ہوگئی

غم ہجر جانان رہا واسطی
مصیبت مین اپنی بسر ہوگئی

روک ای مرغ قفس اپنی زبان باتونسے — دیکھ سویا نہین صیاد کئی راتون سے
خوش رہین آپ جو ملتے ہین بداوقاتون سے — دست کش ہم بھی ہین ایسونکی ملاقاتونسے
وصل کا نام لیا ہمنے تو جھنجلا کے کہا — دیکھو دیکھو ہمین نفرت ہی نہین باتون سے
فتنہ گر بانی بیداد جو ہین ہفت فلک — سابقہ ہمکو ہی دن رات نہین سہاتون سے
روک اکدم تو زبان بہر خدا ای واعظ — مغز ہوتا ہی پریشان تری باتون سے
سچ بتا کیا ہوئے وہ بادہ پرست الساقی — کہ نہین بانکمین نظر آتے برساتون سے
شب معراج شب قدر شب کیسوی یار — فیض انسان نے پایا تو انہین راتون سے

بڑھی امید کہ ہونگے غریق رحمت ہم
ہو آب تیغ پہونچ جاے تا گلو تیرے

نکل کے خانۂ زنجیر سی کہان جاؤن
لپٹتے ہے مجھے زلف مشکبو تیرے

نسیم آئی ہے تو کسکے کوئی گیسو سے
جنون بڑھاتی ہے سودائیون کا بو تیرے

سواے چاک کہان التیام کی صورت
کتان ہی دل مرا ہمتاب آرزو تیرے

ادہر بہی تو ہی اودہر بہی تیرا ہی جلوہ ہے
شبیہ ہی ورق دل پہ پشت و رو تیرے

خدا کے خوف سے رو وقت طاعت اے زاہد
نماز ہوگے نہ مقبول بے وضو تیرے

فراق یار مین ہی لذت وصال نصیب
ہمیشہ رہتی ہے تصویر رو بہ رو تیرے

خدا کی ذات ہی تنہا لبس الصنم بی عیب
بدن ہی آئینہ اوسمین کمر ہے مو تیرے

سما گئی ہے جو اسمین خدا کی قدرت ہی
سبو ہے دل مرا دریا ہے آرزو تیرے

یقین ہے گل بہی سنبل واسطی لگا کر کان
اوڑای بلبل اگر طرز گفتگو تیرے

شب وصل کیا مختصر ہو گئے
ذرا آنکہ جہپکے سحر ہو گئے

وہان ہنستے ہنستے ہوا دن تمام
یہان روتے روتے سحر ہو گئے

خیال اونکو آنے لگا غیر کا
ادہر تھے طبیعت ادہر ہو گئے

گرے اپنی آنکھون سے گر چار اشک
زمین ہفت کشور کے تر ہو گئے

نہ پہونچے ہم اوس محمر تک ضعف سے
چلے دو قدم دو پھر ہو گئے

یہ نظارہ لطف جانان کیا
پریشان ہمارے نظر ہو گئے

کہان کوئے تجسا ہے شیرین دہن
کہ ہونٹون کے مسے شکر ہو گئے

ہوئے اوسکے چشم عنایت اگر
زمانے کے سید ہے نظر ہو گئے

الٰہی ہو محشر اوٹہین گور سے
کہ مردون کے تختہ کمر ہو گئے

بچے گا نہ بیمار الفت کبھی
دو کیا دعا بے اثر ہو گئے

قدا وسکا ایک آفت ہے بلا سے ہے — بلا دُہرے وہ گیسوے رسا سے ہے
برنگ دانہ دل کو پیستا ہے — مگر گردون گردان آسیا سے ہے
مقدر نے کیا ہے پیچ مجھ سے — تیرے زلفون کا سودا ہوگیا ہے
خلط ہے چشم الفت اوس سے ای دل — وہ کسکا دوست کسکا آشنا ہے
تمہارے زلف مشکین کے مقابل — ختن کا نام لینا بھی خطا ہے
مین توڑون سلسلہ زلفون کا کیون کر — کہ اوس زنجیر کا لوہا کڑا ہے
کہین سینے سے دل چورے بجائے — وہ دزدیدہ نظر سے دیکھتا ہے
بنا ہے کوے قاتل مین تماشا — کوئی مرتا ہے کوئے لوٹتا ہے
نباہ اوس بیوفا سی ہے مشکل — یہ میرا دل یہ میرا حوصلا ہے
کہلے ہین بال کسکے آج یارب — معطر دامن باد صبا ہے
سعادت ہے جھکائین سر جو قاتل — کہ تیرے تیغ بھی بال ہما ہے
فلک پر مہر روشن طور پر برق — تیرے عارض کا جلوہ جا بجا ہے

خدا کے واسطے مل واسطی سے
تیرا عاشق ہے تیرا مبتلا ہے +

خضر کو راہ بتاتی ہے جستجو تیرے — کنوئین جھکاتی ہے یوسف کو آرزو تیرے
بھری ہے دلمین یہانتک تو آرزو تیرے — کہ غنچے غنچے سے آتی ہے مہکو بو تیرے
عزیز جان ہے جسکو بہت وہ کیا جانے — میری نظر مین ہے اے تیغ آبرو تیرے
نہ بہاک قید سے ای دل کہ صورت قمری — برائے طوق ہے پیدائش گلو تیرے
جو ہمکلام ہو تو گنگ سے تو گویا ہو — کلید قفل خموشے ہے گفتگو تیرے
کدہر سے دیکھیے ہوتا ہی جلوہ یوسف — نگاہ دیکھتے ہی راہ چار سو تیرے
نکال دینگے نہ آیا جو بزم مین وہ مست — ہمارا ہاتھ ہے اور گردن ای سبو تیرے

ہون وہ مے نوش کہ آنکھونسی بجالایا مین
جو کیا حضرت خمار نے ارشاد مجھے

جبتک اوس بت کا تصور نہین آتا یارب
کعبۂ دل نظر آتا نہین آباد مجھے

جوش وحشت نی یہ کانٹونہن گسیٹا ہو کہ اب
ہی ہر اک موی بدن لشتر فصاد مجھے

واسطی گر گیا ہاتھون سی میری دل افسوس
کوچۂ عشق کے بھولے گے نہ افتاد مجھے

رنج و محن اوٹھائیے ایذا اوٹھائیے
لیکن نہ ہاتھ عشق سے اصلا اوٹھائیے

مین بھی نہ آؤن گا سب مجھے اچھا اوٹھائیے
غیرون کی دوستی کا نتیجا اوٹھائیے

دریا کی سیر روز صنم بے سبب نہین
کہتا نتا ہون آپ جو گنگا اوٹھائیے

کیون کر فرشتے لیگئے جنت مین بے رشک
ممکن نہین کہ خاک سے دریا اوٹھائیے

دیتا ہون نقد دل مین تمہین اختیار ہے
رکھیے عزیز یا اسے بیجا اوٹھائیے

بسمل جو سر و ہو گئے اونکی تو یہ کہا
بس ہو چکا تمام تماشا اوٹھائیے

باقی ہے نقد جان اسی لے کہ موت لے
کس کس کا مفلسے مین تقاضا اوٹھائیے

کوہ غم فراق کا اوٹھنا محال ہے
طاقت سی ہو جو بڑہ کی اوسی کیا اوٹھائیے

تحریک ابرو و غمزہ کافی ہے قتل کو
تلوار کھینچیے نہ تپنچا اوٹھائیے

صاحب شب وصال مین یہ شرم ہی عبث
لیدا اپنے منہ سے دوپٹا اوٹھائیے

ممکن نہین کبھی مرض عشق سے شفا
کیون سر پہ بار منت عیسے اوٹھائیے

آئی بہار صحبت ساقی کی تاک ہے
مسجد سے قصد ہے کہ مصلا اوٹھائیے

طاقت نہین ہے ناز اوٹھانیکی بھی ہمین
کسطرح بار شکوۂ بیجا اوٹھائیے

عقبے کی فکر چاہیے انسان کو واسطی
کسواسطے عبث غم دنیا اوٹھائیے

اگر عاشق کا خون کرنا روا ہے
تو خنجر لائیے پھر دیر کیا ہے

آنکھون کو کیون پسند نہو چودھوین کا چاند — تصویر ٹھیک ٹھیک کسی مہ لقا کے ہے
کہتی ہین جسکو صور سرافیل اہل شرع — جھنکار اسے جنون میری زنجیر پا کے ہے
سینے کا درد دل کو جو دیتا ہی لذتین — اسمین بھی کیا چمک تیری تیغ ادا کی ہے
کنج قفس مین سیر چمن کے کہان نصیب — لائی جو بوی گل تو عنایت صبا کی ہے
چہرہ چمک رہا ہے جو ہر گل کا مثل برق — شوخی یہ باغ مین تیری رنگ حنا کی ہے
کافی ہے اپنے تن کو لباس برہنگی — جوش جنون مین کیا ہمین حاجت قبا کی ہے
دنیا مین خوب و زشت کی کیونکر تمیز ہو — صورت جو رند کی ہی وہی پارسا کے ہے

ہی واسطی کو عشق مین کیا کیا خیال خام
امید بیوفاؤن سے مہر و وفا کے ہے

عتاب غصے کی کہان اے ستم ایجاد مجھے — لال لال آنکھین نظر آتی ہین جلاد مجھے
کسی گلرو کے نہین بھولتی ہی یاد مجھے — کیا گلستان کا سبق دیتی ہین اوستاد مجھے
وہ خوش اوقات ہون ہر دم ہی ی یاد مجھے — ہی شب و روز وظائف یہی اوراد مجھے
پھر نیا ظلم دکھا اے ستم ایجاد مجھے — ہون مین غم دوست نہین شکوہ بیداد مجھے
اسقدر خانۂ صیاد مین مدت گذرے — نرہی وضع گل و طرز چمن یاد مجھے
کشتہ جسوقت ہوا زندۂ جاوید ہوا — ہوگیا آج مسیحا مرا جلاد مجھے
پیر و مرشد مین سمجھتا ہون تو اپنے دلکو — وہی کرتا ہون جو کرتا ہی وہ ارشاد مجھے
میری خاموشی کا باعث ہی کہان صبر و شکیب — ناتوانی سے نہین طاقت فریاد مجھے
ہی خزان باغ سے صیاد گئی فصل بہار — ہای کب قید سے تونے کیا آزاد مجھے
مصرع قامت دلدار مین سمجھا اوسکو — نظر آیا جو کبھی باغ مین شمشاد مجھے
کوہ غم مینے اوٹھایا تو یہ اجرت پائے — لب شیرین سے کہا یار نے فرہاد مجھے
مر گیا مین جو کیا وعدہ فراموش اوسنے — غفلت یار ہوئے خنجر جلاد مجھے

بچنا محال ہے تیرے بیمار عشق کا
کیون دوستونکو فکر دوا و دعا کی ہے

مضمون گریہ اسمین لکھے ہین جو بیشتر
دیوان نہین ہے جلد یہ بحر البکا کی ہے

جو راہرو چلے لگے سونا اوچھالتے
دشوار راہ یار کے دولت سرا کی ہے

تیرے شہید زندۂ جاوید کیون نہون
تلوار موج چشمۂ آب بقا کے ہے

شاید کہ خون تیرے شہیدون کا ہو شریک
شوخی یہ بی سبب نہین رنگ حنا کی ہے

وحشی وہ ہون کہ عشق مرا قید خانہ ہے
زنجیر میرے پاؤن مین زلف رسا کی ہے

فیض کلیم فقر سے مین بادشاہ ہون
خاصیت اسمین سایۂ بال ہما کے ہے

ہوتے ہین سیکڑون کو دم فکر دل لہو
گویا زمین شعر زمین کربلا کے ہے

کچھہ تو مہر خدا کے لیے ای نسیم صبح
بو تیرے پیرہن مین کسی آشنا کے ہے

دانا کوئی بچے گا نہ پستی سی زیر چرخ
گردش جو راتدن یہی اس آسیا کی ہے

آسان ہوتی جاتی ہین جتنی ہین مشکلین
تائید واسطی مجھے مشکلکشا کے ہے

تاثیر میرے جذب کی ہی یا دعا کے ہے
بت آئین میری گہر مین یہ قدرت خدا کی ہے

صورت کچھہ اور کشتۂ ناز و ادا کے ہے
جاوید زندگی صفت اپنی قضا کی ہے

کیا کیا نہ ہم علاج اطبا سے مر مٹے
آئین وہ دیکھنے کو یہ صورت شفا کی ہے

کیونکر لکھون نہ وحشت دل اپنے موبمو
ہون مبتلاے زلف طبیعت بلا کی ہے

دل ہی نے کر دیا ہمین بیگانہ خلق سے
یہ دشمنی ہمارے اسی آشنا کے ہے

اکسیر ہاتھہ آئے مس قلب ہو طلا
اسوا سطے تلاش تیری ہی خاکپا کی ہے

مین مبتلاے زلف بتان بے سبب نہین
ہی اسمین کوئی راز یہ مرضی خدا کی ہے

پہونچے نہ بوے پیرہن یار مجھہ تلک
شکوہ نسیم کا نہ شکایت صبا کے ہے

پہلے جنون ہوا بھی پھر غم مین مر گیا
وہ بات ابتدا کی ہی یہ انتہا کے ہے

فکر سے حاصل ہوا گنج سخن ۔ مل گیا قسمت سے سرمایا مجھے
دادے وحشت سے مین جاتا کہان ۔ جھاڑیون نے کب نہ اوبھایا مجھے

تھک گئے اہل نصیحت واسطی
مین نہ سمجھا لاکھ سمجھایا مجھے ۔

ہجر مین کیا کیا نہ پیش آیا مجھے ۔ موت نے آآ کے دھکایا مجھے
آدمے آیا کہ آئے ہے قضا ۔ جسنے بھیجا اوسنے بلوایا مجھے
جب گئے ہوش و خرد تب عشق نے ۔ جو نہ سمجھا تھا وہ سمجھایا مجھے
دیکھکر اوسکو مین ایسا کھو گیا ۔ دل نے بھے ڈھونڈھا نہ پھر پایا مجھے
مین کہان رہتا تھا کس عالم مین تھا ۔ شوق اوسکا اسطرف لایا مجھے
مہر عالم تاب وہ ذرہ ہون مین ۔ جلوۂ جانان نے چمکایا مجھے
پیشوا ہے پیر ہے مرشد ہے دل ۔ وہ کیا جو اوسنے سمجھایا مجھے
مین کہان یہ عالم ہستے کہان ۔ خود مین آیا یا کوئے لایا مجھے
خود نمائے مایع اخفا ہوئے ۔ آپ اوسنے جلوہ دکھلایا مجھے
کعبۂ و بتخانہ و گلزار و دشت ۔ ہر جگہہ تو ہے نظر آیا مجھے
ہے نفخت فیہ من روحے دلیل ۔ مل گیا وحدت کا پیرایا مجھے

واسطی غفلت مین تھا گمراہ مین
راستہ مرشد نے بتلایا مجھے ۔

کیا خوب شکل اوسنے بت کافرادا کی ہے ۔ ہندو بھی کہ رہے ہین کہ قدرت خدا کی ہے
جلتے ہی اپنی شمع لحد آپ بجھ گئے ۔ بدعت نسیم کی نہ عداوت صبا کی ہے
کیا کیا بلند بند ہتے ہین مضمون لف یار ۔ آفت کا اپنا ذہن طبیعت بلا کی ہے
جسپر کرم ہو عشق کا وہ بادشاہ ہو ۔ خاصیت اسمین سایۂ بال ہما کی ہے

کیا ہے مست جو ہمکو نگاہِ ساقے نے
ہوائے بادۂ وجام و سبو نہین کرتے

یقین ہے خلد مین پائین نہ وہ شرابِ طہور
جو آکے بیعتِ دستِ سبو نہین کرتے

کسی کے تیرِ نگہ کا ہے یادگار یہ زخم
اسی سے چاک جگر کو رفو نہین کرتے

بجھائین دل کی لگے کیا جو ظاہر ہین دو دست
جگر کا چاک رفوگر رفو نہین کرتے

بجا ہی بکر ہے جو آجتک یہ زالِ جہان
کہ مرد اسکے کبھے آرزو نہین کرتے

سپہر و شمس و قمر جن و انس حور و ملک
وہ کون ہین جو تیرے جستجو نہین کرتے

ہوئی ہے دلکو یہ مطلب کی نام سی نفرت
کہ آرزو کی بھے ہم آرزو نہین کرتے

کسیکے گیسوے عنبر فشان کو سونگھا ہے
خطا سمجھ کے کبھی مشک بو نہین کرتے

پسند ہے یہ اسیرے کہ صورتِ قمرے
کبھی شکایتِ طوقِ گلو نہین کرتے

عجب بلا مین پھنسایا ہی دیدۂ و دل نے
جو دوست کرتے ہین ہمسے عدو نہین کرتے

ابھی تو سر مین ہے سودائے عشق پوشیدہ
بیانِ وحشتِ دل مو بمو نہین کرتے

ستم شعار ہین بے رحم ہین جفا جو ہین
وفا کے عہد کبھے خوبرو نہین کرتے

حسین بہت ہین وہان واسطی کا دل ہی ایک
اسی سی قصد سوے لکھنؤ نہین کرتے

کس پری کا ہو گیا سایا مجھے
منزلون وحشت نے دوڑایا مجھے

کچھہ نہ کچھہ وہ کرکے حیلہ اوٹھہ گیا
جب کسی نے لاکے ٹھہلایا مجھے

سایۂ بال ہما سے کم نہین
یار کے دیوار کا سایا مجھے

کیا نہ تم سمجھے تھے وحشتے ناصحو
کیا سمجھکر تمنے سمجھایا مجھے

کس کے تیغِ نازِ عریان ہو گئے
نیم بسمل کرکے تڑپایا مجھے

روتے روتے ہو گئین آنکھین سفید
دن شب غم نے یہ دکھلایا مجھے

بے تمیزون سے ہوئی حاصل تمیز
راستہ غولون نے بتلایا مجھے

اجازت آہ و فغان کی جو وہ ہمکو عطا کرتے
تماشا دیکھتے ہم روز اک محشر بپا کرتے

جو خوش ہوتے وفا کرتے خفا ہوتی جفا کرتے
مگر ترک تعلق یون نہ تم اے دلربا کرتے

میسر وصل اگر ہوتا تو کہتا حالِ دل اپنا
وہ خوش ہوتے تو کیا کرتے خفا ہوتے تو کیا کرتے

بوقت قصہ خوانے دوستونکو یہ مناسب تھا
میری دیوانگی کا اوس پر یسی تذکرا کرتے

دکھانا تھا اونہین آئینہ دل جاے آئینہ
اسی صورت سی صورت آشنا کو آشنا کرتے

کیا کرتے ہین عالم مین جو دعوای مسیحائی
مریضِ عشق ہونمین کیون نہین میری دوا کرتے

ہمین عاشق بنایا اور تمہین معشوق خالق نے
وگرنہ ہم بھی ایسے تھی کسی سے التجا کرتے

صنم خانے سے اوٹھکر قصد مین کرتا جو کعبی کا
معاذ اللہ مری حق مین یہ بت کیا جانے کیا کرتے

ازل سے عشق مین اور حسن مین اک ربط قایم ہے
ندیتی دل حسینونکو تو پھر ہم اور کیا کرتے

دکھایا جلوۂ دیدار تو بیخود کیا ہمکو
یہ حسرت رہ گئی بات کہ عرضِ مدعا کرتے

ٹھہرنا نامناسب تھا ادہر آتی اودہر جاتے
سمجھتے ہم تو سیر اس باغ کی مثلِ صبا کرتے

سعادت مجھکو بھی ہوتی ریاضِ ہر مین حاصل
وہ میری طائرِ دل کو جو صدقی مین رہا کرتے

کلان قودی سے تھی منطور ہمکو خاک بردارے
در سلطان اگر ملتا گدایانہ صدا کرتے

ریا و مکر سے محفوظ رکھا ہمکو قسمت نے
وگرنہ پردۂ تقوی مین ہم کیا جانے کیا کرتے

ہمین عشق بتان سی واسطی فرصت ملی کسکو
کہ جاتے زاہد و نمین بیٹھکر ذکر خدا کرتے

یہ ہے حجاب کہ منہ روبرو نہین کرتے
وہ کہل کے ہمسے کبھی گفتگو نہین کرتے

صنم کدی مین حرم مین چمن مین صحرا مین
کہان کہان تیری ہم جستجو نہین کرتے

حرام مس ہے اونہین تیری مصحفِ رخ کا
جو آب چشم سے پہلے وضو نہین کرتے

خیال ہے جو ہمین اونکی بی دہانے کا
خموش بیٹھے ہین کچھ گفتگو نہین کرتے

وہ دیکھکر میرے اشکونکو ناز سے بولے
یہ جھوٹے موتی ہین ہم آبرو نہین کرتے

پہونچین گے بام یار تک آہنشین ضرور
جب ہم کمند آہِ رسا کو بنائین گے

سو بار دے چکا ہے یہہ الفت مین جان کو
کیا واسطی کو آپ بھلا آزمائین گے

تجھکو قرار کیون نہین ای آسمان کبھے
کیا دیکھلے ہی گردشِ چشمِ بتان کبھے

مجھپر وہ گل خفا ہے کبھی مہربان کبھے
آتی ہی فصل گل کبھی فصلِ خزان کبھے

ملتا نہین بتون کی دہن کا نشان کبھے
کھلتا نہین ہے عقدۂ رازِ نہان کبھے

برباد ہو نہ بعد میرے دودِ دل مرا
یارب سر مزار بنے سائبان کبھے

سنگ جفا سے شیشۂ دل چور چور ہو
تو بھی یقین ہی منہ سہی نہ نکلے فغان کبھے

اوس کو چمین رسائی قاصد ہو کسطرح
فکر رسا بھی جاے نہ اپنی جہان کبھے

ظلم و ستم ہین اہلِ زمین پر ہزار ہا
آتا ہے رحم تجھکو بھی ای آسمان کبھے

ہے شغل آہ و نالہ فقط بے کمالِ عشق
بھڑکے گی جب یہ آگ نہ ہوگا دھوان کبھے

وحشت مین گردشون کو میری دیکھہ دیکھہ کر
چکرائے گا یقین ہے یہ آسمان کبھے

ای رشک مہر و ماہ پھرے تم جہان مین
روشن کیا نہ آکے ہمارا مکان کبھے

یارب زمین کوچۂ جانان ہو اور ہم
ہمسے کسیطرح نہ پھرے آسمان کبھے

تنہا اگر وہ مل بھی گئے محو عشق کو
منہ بند ہو گیا نہ ہوا کچھہ بیان کبھے

بھولین گے لوگ قصۂ فرہاد و قیس کو
چھاپے مین چھپ گئی جو میری داستان کبھے

جانبازے رقیب کی جوہر کھلین گی صاف
قاتل کی سامنے جو ہوا امتحان کبھے

بلبل خزان مین کہتی ہے گلشن کو دیکھکر
رہتا تھا اس چمن مین مرا آشیان کبھے

کیا جلد صبح وصل کی شب تو نے کی عیان
بھولا نہ اپنی چال کو اے آسمان کبھے

پریان فریفتہ ہون تو حورین ہون شیفتہ
صورت اگر دکھاؤ تم ایجان جان کبھے

برسون اسیر زلف بتان واسطی رہے
پابند عشق کی نہ کٹین بیڑیان کبھے

یہ کس بیداد گر بیرحم کی کشتے کی تربت ہی
سرہانی جسکے حسرت خود کفِ افسوس ملتی ہی

خدا کی واسطے ای عیسی دوران عیادت کر
قضا آئی ہوئی بیشک تری آنیسی ٹلتی ہے

تمنا جیسی ہے نظارۂ دستِ نگارین کے
نگاہ شوق مرگان سی کف افسوس ملتی ہے

ڈبویا نام ہمچشموں مین اپنا میری آنکھون نے
نہین بجھتی ہے اونسی آگ جو سینی مین جلتی ہے

پھنسا زلفون مین دل آخر بہت ایوا سطی رو کر
بلا جو آنی والی ہے وہ کب ٹالی سی ٹلتی ہے

چہرے خوشی سے تیری تپنچی کی کھائین گے
لوہی کی بہی چنی جو ملین گے چبائین گے

آنی سے جنکو ننگ ہی اونکو بلائین گے
ای جذب شوق آج تجھے آزمائین گے

لگ جا گلے سے پہر نہ گلے سے لگائین گے
جاتے ہین وان جہان سی کبہی پہر نہ آئین گے

سنتی ہین آج گہر مین ہمارے وہ آئین گے
دل دی چکی ہین نذر اونہین کیا دکہائین گے

ساقی نگاہ مہر سے دیکہے کا جب ہمین
بیخوف محتسب کو ہم آنکہین دکہائین گے

پروانہ کسدن آئیگا خط کی جواب مین
دیکہین یہ شمع رو ہمین کبتک بلائین گے

بیوجہ شعلہ رو نہین دیتی ہین دلکو داغ
مطلب یہ ہے کہ سرو چراغان بنائین گے

دیکہا ہے جبسے مصحفِ رخ ای صنم ترا
کہتی ہین برہمن کہ ہم ایمان لائین گے

مضمون شاعرون سی بندہی گا کرکا کیا
ہستی سے جب تلک عدم کو نہ جائین گے

پوچہو نہ راہ ملک عدم کسقدر ہے دور
زندے کر ینگے قصد تو مر مر کی جائین گے

ہم عاشقون کو بوسۂ ابرو مراد ہے
درگاہ مین کمان کے چلے چڑہائین گے

گوشہ ہی ہمکو محفلِ جانان سے خوب ہے
مر جائین گے نہ منت دربان اوٹہائین گے

رکہتے ہین کب سبیل وہ پیاسونکی واسطے
شمشیر آبدار کا پانے پلائین گے

پازیب بی سبب نہین ہوتی ہی زیب پا
سوتے ہو دنکو خواب عدم سے جگائین گے

جس روز دل مین آئیگا اک آہ کھینچ کر
قلابے آسمان و زمین کے ملائین گے

جلا کرتا ہے سوز رشک سی مریخ گردون بھی
عجب حاصل تیری تیغ نگہ کو تیز دستی ہے

عجب کیا دشت وحشت مین جو میرے قبل تھا مجنون
کہ مین حاکم ہون اُسکے اور سکو حاصل یہ شیدستی ہے

حسین سب ہو گئی جامہ سی تجھکو دیکھکر باہر
اکھاڑا تھا جو پریون کا وہ دیوانونکی بستی ہے

تصور ہے بتون کا واسطی ہر دم میرے دلمین
خدا کی شان ہی کبھی مین شغل بت پرستی ہر

نگہ جب گوشۂ چشم ستمگر سی نکلتے ہے
سر عشاق پر تیغ قضا کی طرح چلتے ہے

نہین معلوم اپنے دلمین کیسی آگ جلتی ہر
کہ مثل شمع ہر دم آہ سینی سے نکلتے ہے

تیری تیغ نگہ جب قتل عاشق پر مچلتی ہے
سنبھالی سی کسیکے معرکی مین کب سنبھلتے ہے

وصال یار کا جب روز آیا اپنی موت آئی
کہین تقدیر کی آگے کوئی تدبیر چلتے ہے

تڑپ جاتی ہین زخمی ہوتی ہی زخمونکو اور ایذا
ہوا تیغ کا کل مشکین اگر مقتل مین چلتی ہے

ہماری مرگ سی سامان غم ہی بزم جانا مین
حنا ململ کے مشاطہ کف افسوس ملتی ہے

بپا ہوتا ہے قاتل طرفہ ہنگامہ قیامت کا
سر میدان جو تیری چال پر تلوار چلتی ہے

جگر مین دلمین سینی مین تپ فرقت کی سوزش ہے
یہ عالم ہی جدہر دیکھو اودہر اک آگ جلتی ہے

بجای آہ اوسکی عارض گلگون کی الفت مین
صدای خندۂ گل میری سینے سے نکلتی ہے

خیال یار سے کرتی ہین باتین ہم تصور مین
طبیعت کنج تنہائی مین یون اپنی بہلتی ہے

وہ مہ سینہ پہیر کر سوتا ہی شب بہر میرے جانب سی
بہلا یہ قسمت خوابیدہ کب کروٹ بدلتی ہے

جڑاؤ بالیان یاقوت کی یون گیسو مین
شب تاریک مین جسطرح ناگن مین اُڑ گلتی ہے

یہ دلمین ہے جلا دون کاٹ کر شاخ تمنا کو
ہوئی ہی خشک ایسی پھولتی ہی پھر نہ پہلتی ہے

گذر جاتا ہے دنیا سے تمہاری خالکا عاشق
مسافر کی کب اس مہمان سرا مین دال گلتی ہے

عدم کے جانیوالو ہمکو بھی ہمراہ لے لینا
مسافر ہو جو تنہا اوسکو راہ دور کھلتی ہے

دل مضطر کی بیتابی کریگی راز کو افشا
سنبھالی سی طبیعت جوش غم مین کب سنبھلتے ہے

ناخدا مستون کا تو ہی کشتی می کر روان
کیا گھٹا اوٹھی ہی آ ساقی لب جیحون سیاہ

لعل میگون آپکے دیکھے تو ماری رشک کے
بادۂ گلگون ہو جلکر صورت افیون سیاہ

ہے جو عشق گیسوی شبگون کا رگ رگ مین اثر
فصد کھلواؤن جو مین اپنی تو نکلے خون سیاہ

ہجر ساقی مین یہ اوٹھا دلسے اپنی دود آہ
ہو گیا بوتل کی صورت شیشۂ گردون سیاہ

کیا نظر مین اپنے ٹھہرے مال دنیای دنے
ہی یہ سیم قلب مانند دل قارون سیاہ

ہون یہ ہیجو دالفت لعل مسے آلود مین
لال کو پوچھے کوئی مجھسے تو بتلاؤن سیاہ

کیا کرون مین بات یارون سی کہ ہر ہر بات مین
نالہ سینے سے نکلتا ہے دل محزون سی آہ

ہجر جانا نہین کچھ آنکھون کو نظر آتا نہین
مثل شب رکھتا ہے دنکو طالع وارؤن سیاہ

فرقت جانان مین او کبھی م نہ کیون اے واسطی
گور تیرہ سے ہے کاشانہ مرا افزون سیاہ

بہار آئی ہے ایسا ساقی شراب عشق مستی ہے
پیین گے نقد جان دیکر کہ ذوق می پرستی ہے

جسے کہتے ہین عالم اک خراب آباد بستی ہے
کہ ہستی نیستی ہی نیستی دنیا کی ہستی ہے

جہان کہتے ہین جسکو ہم وہ اک ویران بستی ہے
کہ جسکے ہر در و دیوار سی وحشت برستی ہے

عداوت سی نہین خالی ہے جبکنا اہل دولت کا
زیادہ کاٹ کرتی ہے بہت جو تیغ کستی ہے

نہ بولو کچھ اگر گذرو کبھی گور غریبان پر
جواب انسے نہین ملتا ہی خاموشونکی بستی ہے

ہوئی مسدود میخانے کہ پھر ماہ صیام آیا
گئی مستی کی دن سے اسیکشواب فاقہ مستی ہے

نہ ہو مغرور اس عز و شرف پر اپنی اے منعم
فلک کو دیکھ لے تو اوج کی ہمراہ پستی ہے

نہ نکلے نغمہ منصور کیونکر ہر رگ و پے سے
کہ شرب بادۂ وحدت سے مجھکو جوش مستی ہے

مین ہون اک نقش پای پوتراب راہ گذر دنیا کی
تجمل خاکسار ہے بلندی میری پستی ہے

ہنسا کیون اشک چشم عندلیب خندۂ گل پر
مری رونی پہ اب فرقت مین ساری خلق ہنستی ہے

نہین معبود جب کوئی سوا اللہ کے ثابت
حقیقت مین ہمین عشق بتان بھی حق پرستی ہے

فصل گل آئی ہے گل ہوئے ہین آتا ہی ڈگل
زمزمے کرتے ہین مرغانِ چمن میری ساتھہ

کیون نہ گلشن مین شگفتہ ہو مرا غنچۂ دل
سیر کو آئے جو وہ غنچہ دہن میرے ساتھہ

مانگتا ہون مین جو بوسہ تو وہ کیا کہتے ہین
دل لگی کرتے ہو ای مشفق من میرے ساتھہ

خواب مین دولت بیدار یقین ہی کہ ملے
سونے آیا ہی کوئی سیم بدن میرے ساتھہ

گور تک ہمرہ تابوت ہے سارا عالم
دیکھو آئے نہ کوئی دزد کفن میرے ساتھہ

واسطی مر کے کسی خوف ہی تنہائی کا
گور مین ہین میرے اعمال حسن میری ساتھہ

ہوا قصہ شب فرقت کا کوتاہ
سحر پیدا ہوئے الحمد للہ

جدا معشوق سے عاشق کا ہونا
حقیقت مین بڑا صدمہ ہے جانکاہ

میرے الفت سے اونکو بھی ہے انس
مثل سچ ہے کہ دل سے دل کو ہے راہ

صبا کرتے ہے بوئے گل پریشان
جہان مین کون کسکا ہے ہوا خواہ

جنازہ دیکھکر میرا وہ بولے
برات ساتھہ ہین جاتا ہے نوشاہ

غنے ہو نہین میرے نزدیک ہی ایک
فقیرون کی منڈے ہے شاہون کی درگاہ

ہوا کس روز کم اپنا غم دل
وہے آنسو وہے نالے وہے آہ

ترے سمجھانے سے اے واعظ شہر
کرون مین ترک عشق استغفر اللہ

لیا نام علے مشکل ہوئے حل
عجب یہہ نام ہے اللہ اللہ

بڑہا ہے واسطی اتنا تواب ربط
میرے گر آتے ہین وہ گاہ بے گاہ

جبسے دیکھی ہمنے میری کاکل مشکین سیاہ
سنبل آسا ہے رگ جانمین ہمارے خون سیاہ

حسن رخ جانان ہا نکلا خط شبگون سیاہ
ماتم لیلی مین ہے پیراہن مجنون سیاہ

میری اشک سرخ سی ہی سرخ سب فرش زمین
میری دود آہ سی ہے خیمہ گردون سیاہ

دعا ہے روز یہی واسطی کہ روز جزا
مدد رسول کریں حشر ہو امام کی ساتھ

بوالہوس کو دید روی یار سے کیا فائدہ
کور کو نظارۂ گلزار سے کیا فائدہ

اے طبیبو خود دوا کرنی سی نفرت ہی مجھی
اسقدر اغماض مجھ بیمار سے کیا فائدہ

چہرہ دکھلاؤ کہ ہین دیدار کے مشتاق ہم
لن ترانے ہو چکے تکرار سے کیا فائدہ

جانتا ہون دل سے تمکو وصل کا اقرار ہے
یہہ تو کہیے ظاہر ے انکار سی کیا فائدہ

کہدو واعظ سے نہ بک بک کر کری خالی دماغ
سننے والا جب نہو گفتار سی کیا فائدہ

ہے حضور چشم دل ہر وقت جلوہ آپ کا
منہ چھپانا طالب دیدار سے کیا فائدہ

لوث عصیان سی نہین ہی دامن دل پاک اگر
شیخ صاحب جبہ و دستار سی کیا فائدہ

ہر قدم اوڑتی ہی خاک اونکی جو ہین زیر زمین
رہرو واسطی تیز ے رفتار سی کیا فائدہ

پاؤن پر جھک کر نہ اوس گلکی اگر آنکھین ملے
باغبان پھر نرگس بیمار سے کیا فائدہ

کوچہ گردون سی ہمین نفرت ہی خود کہتے ہو تم
جھانکنا پھر روزن دیوار سے کیا فائدہ

بوسہ اوس گل سی مکر رجب طلب کرتا ہون مین
ہنسکے کہتا ہے کہ اس تکرار سی کیا فائدہ

فیض ناممکن سے ہے دولت لاکہہ جمسک کو ملے
دل اگر نامرد ہے تلوار سے کیا فائدہ

واسطی کیون ہر سحر جاتی ہو اوس کوچہ مین تم
مفت بگڑے گی وہان دوچار سے کیا فائدہ

ہر جگہہ ہین یہ میرے داغ بدن میرے ساتھہ
سیر صحرا مین بھی رہتا ہی چمن میری ساتھہ

نوجوانی پہ ہے پیرون کو عنایت لازم
کیون عداوت ہی تجھی چرخ کہن تیرے ساتھہ

جیتے جی یار تھے جتنے وہ لباسی تھی تمام
بعد مرگ ایک نی پہنا نہ کفن میری ساتھہ

کیا عنایت ہی وطن سی جو سفر کو مین چلا
دور تک آئے میری اہل وطن میری ساتھہ

رشک لیلی تیری آنکھون کا سمجھکر مجنون
شوخیان کرتی ہین آہوی ختن میری ساتھہ

کرے نالہ اگر کچھہ ہو ہمارے پاؤنکو جنبش
پسند آیا ہمارا قید رہنا کیا سلاسل کو

کرے اک وار جس بسمل پہ تن اوسکا ہو دو ٹکڑے
خدا یا زور کر ایسا عطا بازوئے قاتل کو

عجب کیا وصل اوسکا ہو ہمکو واسطی حاصل
خدا آسان کر دیتا ہے ہر مشکل کو

گذر گئی شب وصلت بس اک کلام کے ساتھہ
نماز صبح ادا کی نماز شام کے ساتھہ

بسان ساکن کشتی محیط عالم مین
وہ راہرو ہون مرا کوچ ہے مقام کی ساتھہ

جبین یار پہ ٹیکا ہے اور افشان بہی
چمک رہے ہین ستارے مہ تمام کی ساتھہ

وہ دوڑے آئے تماشا سمجھہ کی دہوکی مین
اوٹھا جنازۂ عاشق جو اژدحام کی ساتھہ

عجب نہین ہے جو تقلید دل کرین اعضا
کہ سجدہ کرتے ہین سب معتقد امام کے ساتھہ

ہر نگ شیشہ وہ اس بزم مین ہون جو نین دل
کہ میرے منہ سے ٹپکتا ہے خون کلام کی ساتھہ

زبان غیر سے ہو شرح آرزو کیونکر
چلون مین آپ ہی اوسشوخ نکتہ پیام کی ساتھہ

ہوئی ہے قید جو اتنا سقدر تڑپ بلبل
کہ ٹوٹین تار نفس رشتہ ہای دام کے ساتھہ

تمیز اسفل و اعلے کہان ہی الفت مین
کمال عشق تہا محمود کو غلام کے ساتھہ

اوٹھانہ دست ستم محتسب خدا کی لئے
شکستہ شیشۂ دل ہو نہ کوئی جام کے ساتھہ

جیا ہی آگئے جب سامنا ہوا میرا
اوٹھا جو ہاتھہ وہ آنکہین جہکین سلام کے ساتھہ

جو نکلون خانۂ صیاد سے تو مر جاؤن
قفس تلک ہی میری زیست دم ہی دام کے ساتھہ

یقین ہے گرد کے مانند پیچھے رہجائے
صبا چلے جو ترے اسپ خوشخرام کے ساتھہ

نہ کہنے پائے دم نزع حال دل اوسسے
وہ دیکہنے بہی جو آئے تو اژدحام کی ساتھہ

بجا ہے سرو چراغان ہی تن جو داغو نسی
ہوا ہے عشق کسی سرو لالہ فام کے ساتھہ

کرون مین نفس کشی کیون نہ دلکی کہنچ سے
جہاد راہ خدا فرض ہے امام کے ساتھہ

میان صفحہ ہستی وہ ناقبول ہو نہین
نگین ہے جبین جبین میری نقش نام کی ساتھہ

اوس مسیحا سے جدا ہوتی ہی بیمار ہوئے
ایک ہی دن مین تپ آئی کئی بار ہمکو

اے فلک دوش احبا پہ جنازہ ہی روان
بعد مرنے کے ملی آج سوارے ہمکو

حال غیرون کا ہو معلوم بہت مشکل ہے
جب حقیقت نہین کہلتے ہے ہماری ہمکو

لیچلے تھے طرف نار فرشتے لیکن
لیگئے سوے جنان رحمت باری ہمکو

قتل کو کانپے ہے جنبش ژہ وابرو کے
آپ تلوار لگائین نہ کٹارے ہمکو

ساتھہ ہی پھر گئی آنکھون کی تلی قیس کے شکل
نظر آئی جو کبھی کوئے عمارے ہمکو

تب یقین ہوگا ہوا خاتمہ بالخیر اپنا
مرتے مرتے جو رہی یاد تمہارے ہمکو

دوست سمجھاتے ہین ہستی ہین عدو وحشت ہے
کیسے کیسے نہ ہوئی ذلت وخواری ہمکو

اوسنے پچھلے پہ اپنے جو بلایا سمجھے
آج قسمت نے کیا پنجہ ارے ہمکو

واسطی سمجھے جو آنکھین ہوئین روے سفید
بزم الفت مین ملے آئینہ داری ہمکو

ان آنکھون سے مین کیونکر دیکھہ سکتا ہون دلکو
کہ چشم نقش پا نی خوابمین دیکھا نہ منزل کو

چہری غم کی چلے حد سے سوا صدمہ ہوا دلکو
طپان دیکھا جو ہمنے خاک وخونمین مرغ بسمل کو

جو بیٹھے صحبت جاہل مین کیا ہو نفع عاقل کو
جگائی خواب غفلت سے کبھی غافل نہ غافل کو

نہین رکھتا زمین پر پاؤن خط مجھسے جو پاتا ہی
ہوا کیطرح سے طے نامہ بر کرتا ہی منزل کو

ہوا کوئی نہ آکر غرق ہونی مین شریک اپنا
دبوای انفعال عافیت یارانِ ساحل کو

لگا کر زخم کہرے کیا مصیبت سی چرائے گا
تماشا رقص بسمل کا پسند آتا ہے قاتل کو

در دولت سرائے مصطفے کیا باب رحمت ہے
کہ نقد دوجہان یان بی طلب ملتا ہی سائل کو

جو صحرائی ہین اونکو شہریون سی کیا علاقہ ہے
چراغ لالہ کب آکر کرے پر نور محفل کو

فروغ اللہ نے جنکو دیا ممدوح عالم ہین
کوئی ناقص نہین کہتا جہا نہین ماہ کامل کو

ہجوم عاشقان ہے نوبہار حسن جانان تک
خزان مین باغسے مطلب نہین رہتا عنادلکو

موے ہم ابتداے عمر مین جیف
نہ پہونچے جور گردون انتہا کو

شب فرقت مین دکھلاتے نہین منہ
اے لے کیا قضا آئے قضا کو

سگ محبوب کی دعوت مین لیجاؤ
بتا دو استخوان میرے ہما کو

لگائین سرمہ آنکھون مین جو پائین
مہ وخورشید اوسکے خاک پا کو

خوشی مٹھی ہے در پر میکدے کے
چلو اے میکشو اندوہ ربا کو

برب کعبہ کچھ پروا ے شاہی
نہین ہے تیرے کوچے کے گدا کو

شہیدون کی زیارت بھی ہے لازم
چلو اے واسطی اب کربلا کو

دل عالم کو نہ کرتے ہوئے پامال چلو
فتنہ جس چال سے برپا ہو نہ وہ چال چلو

اے فرشتو نہین کہنے کا وہ کچھ ہے غفار
جا ہو جب لے کے مرا نامۂ اعمال چلو

جنس دل بیچنے آیا سر بازار یہ کون
لینے والون کو صدا دیتے ہین دلال چلو

اب وہ دیندار بنے شوق ہواج کا کمال
ہم پہ تاکید ہے کعبہ کو اسے سال چلو

چھپ کے چلنا ہے جو تمکو کسی عاشق کے حریف
جھا گلین دور کرو پہنک کے خلخال چلو

غیر اوس کوچے مین کثرت سے ہین اے حضرت دل
دیکھو موقع یہ اودھر جانے کا نہین مال چلو

نہ بہت سوچکے عشاق سے کہیلو شطرنج
جیت ہی جیت ہے منظور ہو جو چال چلو

ہفت اقلیم کے سلطان ہین تمہارے مشتاق
لیچلے تمکو جدھر رہبر اقبال چلو

واسطی بادیہ گردی تو بہت کی تمنے
کوہ کے سیر ہو منظور تو نیپال چلو

نظر آجاے جدھر اونکی سواری ہمکو
کھینچ لیجاے کشش کیون نہ ہماری ہمکو

عشق کے آتی ہی غالب ہوئی یہ بیخبری
غیر کیا نر ہے یاد ہمارے ہمکو

منتظر بیٹھے ہین جب سے ہین گرفتار قفس
بوئے گل چاہیے اے باد بہار ہمکو

رہے گی یار کی آزردگے نہ پوشیدہ
کرے گی چین جبین خاش راپنہان کو

بتون کی کعبۂ ابرو کا عشق ہے جسسے
اوٹھاکے طاق پہ رکھا ہی ہمنے ایمان کو

نہین ہے مہر سے کم داغ میری سینے کا
عیان ہو صبح کرون چاک اگر گریبان کو

سزا کا خوف کسے واسطی ہی روز جزا
خدا رحیم ہے بخشے گا جرم وعصیان کو

شب فرقت مین حور وتا ہون مجہہ رونے دو
داغ اندوہ جو دلمین ہین اونہین ہونے دو

دوستو نزع کی حالت مین وصیت کیسے
نیند آتی ہے مجہے غل نہ کرو سونے دو

روز ہنگامی قیامت کی کرینگے برپا
ہین ابہی طفل ذرا اونکو جوان ہونے دو

کنج عزلت ہے یہان بعد فنا کنج لحد
خواب آرام کی بیشک ہین یہی کونے دو

لب شیرین کے کرو مجکو عنایت بوسے
بس دراندازجو بوتے ہین اونہین بونے دو

قبر مین آکے ستاؤنہ فرشتو مجکو
کتنی راتون کا مین جاگا ہون مجہہ سونے دو

سخت کہڑیالیون نے مجکو ستا رکہا ہی
دیکہہ لون گا شب وصلت کی سحر ہونے دو

ناصحو اوس پہ مین مرتا ہون نصیحت تا کی
دل ہے قابو مین نہین جان مجہہ کہونے دو

کیون عداوت ہی تمہین میری غمخوارون سے
شمع روتی ہے سر قبر اگر رونے دو

واسطی یار سے کرلون گا مین قصہ فصیل
سامنا تو کسے محفل مین کبہی ہونے دو

ندوا یذا اسیران بلا کو ہرگز
پکارا وٹہین نہ یہ بندے خدا کو

نہین ہے ضعف سے جنبش کی طاقت
اوٹہائین ہاتہہ ہم کیونکر دعا کو

نہین مین آپ کے چلّے کا سارق
پکڑ لیئے باندہے ہین زردی حنا کو

دل مردہ اوسے سے ہو گا زندہ
بلا لو عیسے معجز نما کو

نکالے دل مرا چاہ ذقن سے
اجازت دیجئے زلف دوتا کو

تھا عجب عہد کہ یوسف کی خریدار تھی خلق
مفت لیتا نہین اب کوئی ہمارے دلکو

کوی الفت مین ہے کیا غیر گرفتاری قتل
دوڑا جاتا ہے کہان کوئی پکارے دلکو

اب وہ معشوق وفادار کرین گے پیدا
سر چڑہا کر جو نظر سے نہ اوتارے دل کو

خاک مین جان ہے تنہا نہ ملائے میری
تیری دوری نے کیا گور کنارے دلکو

کبھی ہم پر کبھی اغیار پہ ہے چشم کرم
نہین بہاتے یہ دو طرفہ کے اشارے دلکو

اور تو راہ محبت مین نہین کچھ حاصل
حاصل اتنا ہے کہ کہو بیٹھا مین پیارے دلکو

کیمیا دولت دین کی ہوا وسیکو حاصل
واسطی صورت سیماب جو ماری دلکو

ذرا جو دیکھہ کی خندان ہو رخ جانان کو
ملونگین پاؤنکے نیچے گل گلستان کو

اگر دکھاے وہ خوش چشم موے مژگان کو
تو سامنا ابھے نشتر سے ہو رگ جان کو

سنا ہے شہرہ جو بازار حشر کا ہمنے
گرہ مین باندہ کے رکھا ہے نقد ایمان کو

لگی ہے خانۂ دل مین تپ فراق سی آگ
خبر نہین ہے مگر میرے چشم گریان کو

جو مرتے ہین لب جانبخش کی تمنا مین
وہ لوگ خاک سمجھتے ہین آب حیوان کو

کرینگے سینے کو میدان حشر فرقت مین
ہم آفتاب بنا لینگے داغ سوزان کو

کسینے زلف کو سنبل سی دی اگر تشبیہ
تو جل کے پھونکدیا مینے سنبلستان کو

سنا ہے حال براہیم ابن ادہم کا
گدا کا رتبہ میسر کہان ہے سلطان کو

بشر کو چاہئے گذرے نہ خاکساری سی
کیا ہے خاک سے پیدا خدا نے انسان کو

خیال مصحف رخسار یار ہے جو یہے
کرون گا یاد بہت جلد اب مین قرآن کو

عرق عرق ہو خجالت سے ابر کی صورت
دکھاؤن کان کی بجلے جو برق تابان کو

نمک چھڑکتا ہے زخمون پہ خندۂ قاتل
کچھہ احتیاج نہین پھینک دو نمکدان کو

بندہی ہے ہندو گیسو کی ہر نی یہ محرر
نجات لوٹ سے کیا ہو کسی مسلمان کو

بزم حال و قال مین آیا جو دیوانہ ترا
حال والے جتنے تھے دوڑی وہ استقبال کو

دیکھتا ہون کاسۂ زانو مین مین وہ صورتین
جو نظر آتے ہین شکلین قمر مین مال کو

وقت رخصت پاؤن پر سر رکھکے رویا اسقدر
کر دیا گرداب دریا یار کے خلخال کو

عالم پیری مین شادی ہمکو ہوتی ہی تو یون
جیسے آجاتی ہے سونمین ہنسی اطفال کو

رنج اوٹھانے سے نکلجاتا ہی انسان کا غرور
سرکشی سے کام کیا ہے سبزۂ پامال کو

شکر ہے آزردگی مین ہی ابھی کچھ کچھ خیال
پوچھ لیتے ہین وہ اور دنسی ہمارے حال کو

بہر سیر باغ جب جاتا ہی وہ نازک دماغ
نکہت گل دور تک آتی ہے استقبال کو

خال عارض کا تجھے بوسہ کیا تمنے عطا
حق رکھے تابان تمہاری کوکب اقبال کو

کاتب اعمال سے بھی اب پڑھا جاتا نہین
ہمنے یہ رو رو کے دھویا نامۂ اعمال کو

لکھتے لکھتے نامہ پشتارہ ہوا ہے واسطی
بدلے قاصد کے بلانا چاہئے حال کو

کیا غضب تمنے کیا کر کے اشارے دلکو
لیگئے کھینچکے سینے سے ہمارے دل کو

اپنے مطلب سے ہے مطلب اونہین پروا نہین کچھ
جان قربان کرے یا کوئی وارے دل کو

کھیلنے بیٹھے جو شطرنج محبت عاشق
اول داؤ مین اوس شوخ سے ہارے دل کو

ہمہ تن چشم ہے داغون سے میرے پہلو مین
ہوے منظور نظر کسکے نظارے دل کو

ضعف پیری تو نمایان ہین ولیکن ابتک
دست و بازو دیئے جاتے ہین سہارے دلکو

کرے ان چاند سے مکھڑے سے محبت پیدا
تو رلانے ہون اگر عرش کے تارے دلکو

عاشقو نسے جو چلو ناز و ادا کے تم چال
کیا سنبھالین یہ غم و درد کے مارے دلکو

ڈالیان پھولونکے اغیار کو تحفے بھیجین
داغ سے داغ دیئے تمنے ہمارے دلکو

بوسۂ آئینۂ رخ کا طلبگار ہے کون
دیکھنا تھا ہمین منظور تمہارے دل کو

نالہ وہ گرم ہمارا ہے جو منہ سے نکلے
موم کر دے ابھی پتھر سے تمہارے دلکو

صدمے اوٹھائے منزل ہستی مین واسطی
کب ہی یہان سے جا کی پھر آنے کی آرزو

دل بہت آج ہے اداس آؤ — آؤ آؤ ہمارے پاس آؤ
کوئے ہمدم نہین ہے فرقت مین — اے غم و اضطرار و یاس آؤ
اب جو آئے تو پھر جیا کیسے — دور بیٹھو نہ میرے پاس آؤ
کیون نہ باہر ہون جامہ سے عاشق — تم بدل کر اگر لباس آؤ
ہین تمہارا زمانہ آپ کا ہے — قتل کو میرے بے ہراس آؤ
اے رقیبو مجھے نہین کچھ خوف — تم اگر مل کے سو پچاس آؤ
دور رہنا ہے دور الفت سے — پاس میرا ہو کچھ تو پاس آؤ
درد ہجر بتان سے مرتا ہون — اے طبیبانِ حق شناس آؤ
ہین وہ بے پردہ آج اے مہ و مہر — چرخ سے بھر اقتباس آؤ
تم نہ آئے تو مر رہے جاؤن گا — ہین کدہر آپ کے حواس آؤ

واسطی آتے ہو بتون کی جو پاس
سیم و زر لے کے بیقیاس آؤ

ہی یہ رغبت جوش وحشت مین تری پامال کو — ہتکڑی پھینی جو پائے حلقۂ خلخال کو
ہون وہ دیوانہ چلا زندانسی جسدم سوی دشت — آئے اوٹھا اوٹھکر بگولے میرے استقبال کو
کل جو آنا تھا تو آج آتی قضا کیون دیر کے — گور کن بہو کا رہا فاقہ ہو اغسال کو
بسملون نے مرتی دم آنسو بہائی اسقدر — موتیون سے بھر دیا اوس تیغ کی رومال کو
صاف سمجھے ہم کہ ہر کاری ہین یہ اخبار کے — قبر مین آئے ملک جب پرسش اعمال کو
پیشتر ازین صیاد کو تھی فکر میری قید کے — اب یہ سنتا ہون قفس توڑا جلایا جال کو
جامہ سے باہر یہ خوش پوشاک ہون میرے طرح — ساتھہ اپنے کیون لئے پھرتی ہین اس جنجال کو

تیر مژگان لگاؤگے کسکو ۔ تم نشانہ بناؤگے کسکو
گر گیا ہون نظر سے صورتِ اشک ۔ خاک سے اب اوٹھاؤگے کسکو
ہون کا بیجان تمہارے آنے تک ۔ آؤگے بجے تو پاؤگے کسکو
ارنے کیسے وقت نظارہ ۔ لن ترانے سناؤگے کسکو
ایک دو کیا کرور ظلم سہے ۔ صبر مین آزماؤگے کسکو
کرم شب تاب ماہتاب نہین ۔ چٹکیون مین اوڑاؤگے کسکو
میرے آنکھون سے ہی جو تمکو حجاب ۔ پھر یہ جلوہ دکھاؤگے کسکو
ہو چکا خاک جل کے دل میرا ۔ ہجر مین اب جلاؤگے کسکو

واسطی ہوشیار ہے وہ شوخ
دام مین اپنے لاؤگے کسکو

دولت کی سلطنت کی خزانے کے آرزو ۔ دلمین بھری ہی ساری زمانے کی آرزو
دولت کی آرزو نہ خزانے کے آرزو ۔ دل سے مٹی ہے ساری زمانے کی آرزو
صیاد تیرے دام مین پھنسکر ہین سیر ہم ۔ پانی کی آرزو ہے نہ دانے کی آرزو
جلاد میرے قتل کو ہوتا ہی کیون طلب ۔ ہے زخم تیرے ہاتھہ سے کھانے کی آرزو
کوچے مین اوسکے دفن کی جا مل چکی دلا ۔ کہتا ہی کیا نہین یہ ٹھکانے کے آرزو
چہرہ دکھائیے یہ ہے آئینہ کے ہوس ۔ زلفین سنوارنے یہ ہے شانے کی آرزو
پستانِ یار تک تو ہوا اپنا دسترس ۔ باقی رہی گلے سے لگانے کے آرزو
اے ترک گھر سے زخم لگا تن پہ چار پانچ ۔ بسمل کو ہے لہو مین نہانے کے آرزو
موت آگئی قفس مین ہماری ہزار حیف ۔ نکلی نہ دل سے باغ مین جانے کی آرزو
اوس سیم تن کے وصل کی یون دل کو ہی ہوس ۔ مفلس کو جسطرح ہو خزانے کی آرزو
اے دل کدھر خیال ہی کچھہ جانکی ہے خیر ۔ اوس جنگ جو سے آنکھ لڑانے کی آرزو

محو حیرت کیون نہو چشم سکندر دیکھکر
کیا بنایا ہے تیرے آئینۂ رخسار کو

اشکباری پر جب آتی ہی ہماری چشم تر
سیکڑون دیتی ہی غوطے ابر دریابار کو

مرد بے جوہر ہے دور آسمان سے بیخبر
سان پر چڑھتے نہین دیکھا گلے تلوار کو

تیرا وسکا کم نہین ہے شاخ گل سے واسطی
غنچہ پیکان کو تو گل سمجھے ہین ہم سوفار کو

شاد گلشن مین کرے جاکر کسی بیخوار کو
دے خداوندا یہ فرمان ابر دریابار کو

خواہش دنیا ہے یون ہر ایک دنیادار کو
دوڑتے ہین جیسے کتے دیکھکر مردار کو

گھر مین یون دریانہ اشکون کا بہاتی چشم تر
موجین اوٹھہ اوٹھہ کر ٹہائی دیتی ہین دیوار کو

قدرتی جو چیز ہے دشمن سے بھی ٹلتے نہین
خوف پانی سے نہین کچھہ آتش رخسار کو

صورت طاؤس پابند گلستان کچھہ نہین
ساتھہ داغ عشق لیے پھرتی ہین ہم گلزار کو

وہ پری آئے تو دیوانہ یہ اوسپر ہو چین
گل نکل جائین گریبان پھاڑ کر بازار کو

ہون وہ محزون غم مرا افزون ہو دیکی جگہ
اور رونے مین جو دیکھون قہقہۂ دیوار کو

نیک و بد وقت نزول قہر ہو جاتی ہین ایک
خار و گل دونون جلا تے ہین ہین یکسان نار کو

عشق ہی چونکا دی جو آواز شکست رنگ خ
کیا گوارا اغل طبیبون کا ہو مجھہ بیمار کو

ہجر کے شب میرا کاشانہ یہ ہیبت ناک ہی
دور سے چڑھہ آتی ہے تپ ہر صورت دیوار کو

بغض دشمن بھر نگین طبع ہی وجہ فروغ
اور بھڑکاتا ہے پانی آتش گلزار کو

ایسے افسردہ ہوے مردم جو دہ یوسف پھرا
لوٹ کر گویا کہ کوئی لے گیا بازار کو

ہجر مین غمناک ہین ہم کون جائے سوے باغ
خانۂ شادی سے کیا مطلب ہی ماتم دار کو

شیخ صاحب آکی ہم مستون مین بیٹھے ہو اگر
تم بھی کہل کر لیلو اوتار و سبحہ و دستار کو

واسطی ایسی اب اس رنگین بیانی کی ہو دھوم
بلبلین پڑھتی ہین گلشن مین میری اشعار کو

کہان اب قمری و بلبل خزان آئی گلستان مین
نظر آتی ہے ہر جا کثرت زاغ و زغن ہمکو

نشان عریان تنی کا بعد مردن بہی رہے باقی
نہین حاجت کفن کی دفن کرنا بی کفن ہمکو

نہین ہے غم جواب ناقدردان ہین لوگ دنیا کی
کرینگے یاد بعد مرگ یہ اہل وطن ہمکو

کفن کی کچہ نہین حاجت شہیدان محبت کو
کہ اپنے چادر خون سی میسر ہے کفن ہمکو

حصول خمسۂ اسلام سی ہین خوب واقف ہم
کہ ہے روز ولادت سی ولائے پنجتن ہمکو

تمہارے ابروے پرخم کی ہم ہین دیکہنے والے
دکہاتا ہے مہ نو کیا سمجہہ کر بانکپن ہمکو

ہوئے ہین واسطی اب ضعف سی اسدرجہ ہم لاغر
جو دیکہا غور سے بستر قضا سمجہے شکن ہمکو

مے کے پینے سے ہے رونق اور جوش یار کو
ہوگیا روغن یہ پانے آتش رخسار کو

آنہین سکتا کبہے میرا چلن اغیار کو
زاغ پائے کس روش طاؤس کی رفتار کو

کیا دل حیران کرونگین نذر چشم یار کو
رسم ہے آئینہ دکہلاتے نہین بیمار کو

کون ہو سر کوب اوسکا ہو جو موذی سربلند
خوف پاماے نہین خار سر دیوار کو

ہون تو مجنون پر نہین مجکو میری دشمن بہی عزیز
آبلے کیونکر نہ آنکہون پر جگہہ دین خار کو

تیر کہا کہا کر جو اپنے زخم تن خندان ہوے
ساتہہ ہے اونکی ہنسے آئی لب سوفار کو

ہجر مین اوس سیم تن کی ایسی قسمت پہر گئی
خواب مین ہمنے ندیکہا دولت بیدار کو

کاسۂ دریوزہ ہون گوش فصیحان جہان
کیجئے تقسیم اگر شیرینئ گفتار کو

عجز اسفل کو تو اعلے کو ہی لازم سرکشی
صحن کو پستی بلندی چاہیے دیوار کو

دقفہ دے دیکر ستاتا ہی مجہے یون اشتیاق
جسطرح باری کی تپ آوے کسی بیمار کو

کیا کرون درد سخن سی مین نہان اپنا سخن
راہزن پہچانتے ہین رہرو زردار کو +

ایسا ترک الفت ابرو سے بچاتا ہی دل
جیسے نادم ہو سپاہی بیچ کر تلوار کو

ہے یہ بدمستی نہین اپنی ضرر کا کچہہ خیال
محتسب سی پوچہتا ہون خانۂ خمار کو

ہون ناتوان کفن بھی مجھے چاہیے سبک
ململ کا یا کریپ کا یا بک کا تھان لو

وحشت شروع عشق ہے انجام مرگ ہے
ای واسطی یہ دل مین ذرا خوب ٹھان لو

قفس مین ہے ہوای نغمہ سنجان چمن ہمکو
بہت یاد آتی ہین غربت مین یاران وطن ہمکو

اگر تو رشک لیلی ہے تو مجنون ہی لقب اپنا
تجھے کہتا ہے شیرین اور عالم کوہکن ہمکو

سراب دشت کو لب تشنہ سمجھی جسطرح دریا
کنوئین کیا کیا جھکاتا ہے تیرا چاہ ذقن ہمکو

جہان سے تنگ ہین مشتاق ہین شہر خموشان کے
نیا عالم دکھا اے گردش چرخ کہن ہمکو

نہ بتخانے مین دخل اپنا نہ کعبے مین جگہہ اپنی
کہ ہندو شیخ سمجھا ہے مسلمان برہمن ہمکو

بگولا سرو نرگس دیدۂ غول بیابان ہے
نظر آتا ہے ہجر یار مین جنگل چمن ہمکو

تجسس مین گئے ملک عدم تک بے نشان ہو کر
بڑی مدت سے ہاتھہ آیا ہے مضمون دہن ہمکو

کہان ہے تیرے دست جنون ٹکڑے کرے اسکو
نہایت تنگ کرتا ہے ہمارا پیرہن ہمکو

ضعیف ایسے ہین ہونگے مور کر دز نمین فعین ہم
نہین بعد فنا کچھہ احتیاج گور کن ہمکو

تیری آنکھون کے سودائی ہین کب پروا ہے غمزون کے
دکھاتی ہین عبث شوخی یہ آہوی ختن ہمکو

اگر زنجیر دامان ہے تو طوق اپنا گریبان ہے
نہین کم قید خانے سے ہمارا پیرہن ہمکو

ہوئے ہین واسطی اوس کے غم مین ہم لاغر
نظر آتا نہین ہے دھوپ مین ظل بدن ہمکو

نظر آتا ہے مثل نے تہی اپنا دہن ہمکو
کہین اہمین صدا اپنی تو ہو جائے سخن ہمکو

ہوا ہے اندنون جو عشق زلف پرشکن ہمکو
تو تحفہ بھیجتے ہین مشک شاہان ختن ہمکو

عدم سے سیر کو آئے ہین اس اقلیم ہستی مین
خدا کب خیر سی دیکھین کہاتا ہے وطن ہمکو

عدم سے مدتون کے بعد پہونچے ملک ہستی مین
تماشا ہے یہان بھی ملتے ہین اہل وطن ہمکو

جو گذرے خانمان سے ہم تو گلشن کو گلخن کیا
جہان بستر لگائین گے وہی ہوگا وطن ہمکو

ہے دہوان خط کا جو اوس آتشِ عارض سے بلند
ملگیا اشک بہانے کا بہانا مجکو

تیری الفت مین ملامت سے کوئی ڈرتا ہون
ایک مانون نہین کہے لاکھ زمانا مجکو

بات کب غیر کی مجھ زار سے اوٹھہ سکتی ہے
ہین گران یار کے بھی ناز اوٹھانا مجکو

گر پڑون بام سے یا چاہ سے کچھہ خوف نہین
نظر خلق سے یارب نہ گرانا مجکو

ہے مناسب جو ہندو لی سے اسی نسبت دون
تہ و بالا نظر آتا ہے زمانا مجکو

سامنے میرے نہ آئے سحر حشر رقیب
شکل منحوس خدایا نہ دکھانا مجکو

اکل و شرب اور نہین غیر کباب و می ناب
یہی پینا ہے دو وقتہ یہی کھانا مجکو

چاہتا ہون کہ میرے خاک بگولا بن جائے
مرگ کے بعد بھی ہے خاک اڑانا مجکو

اے فلک ہوگا کمالون سے زمانا خالی
دوسرا مجھا کوئی ہو تو مٹانا مجکو

آسیا اسکو نہ سمجھون تو بھلا کیا سمجھون
پیستا ہے یہہ فلک جان کی دانا مجکو

مجرم عشق ہون قربان سے مجھ الفت ہے
شوق سے کیجیے تیرون کا نشانا مجکو

واسطی شاہ خراسان کی زیارت کا ہے شوق
طوس کو ہند سے ہونا ہے روانا مجکو

آؤ خفا نہو میرے کہنے کو مان لو
دے دون گا ورنہ جان یہ تم خوب جان لو

زہرہ زمین پر اتر آئے سپہر سے
گانیمین میرے جان کوئی ایسی تان لو

کیارہ کے ایک شہر مین رہتے ہو دور دور
پاس آ رہو کرایہ کا ہمسے مکان لو

تیرون سے تنمے سینے کو چھلنی کیا مگر
مجکو وہی ہے عشق اسی خوب جان لو

آؤ غریب خانے مین بیخوف اے بتو
کھٹکا ہو کچھہ تمہین تو خدا درمیان لو

ہو خود فروشیون پہ جو یونہین تلے ہوئے
اونچی سے کوئی چوک مین جاکر دکان لو

جو کہ چکا ہون منہ سے بنا ہون گا مین اوسے
کچھہ عذر کی جگہ نہین دل لو کہ جان لو

سونے کا باغ مین جو شب ماہ قصد ہے
دیکھے نہ کوئی منہ پہ دوپٹے کو تان لو

غضب کی جا ہے کہ آنا تہین خیال نہو — دکھائین چہرہ کو ئے بے چھری حلال نہو
کرو وہ بات کہ جو باعث ملال نہو — چلو وہ چال کو ئے جس سے پائمال نہو
دوائین لاکھہ دعائین ہزار ہون تو کیا — ترا مریض محبت کبہے بحال نہو
لہو سپید ہوا ہے یہہ اہل دنیا کا — کہ ہون یہہ قتل تو قاتل کی تیغ لال نہو
نہین گناہ جو لعبد گناہ ہو مخجلت — گنہ وہ ہے جو گنہ کر کے انفعال نہو
کمال تنگ ہون ہاتہون سے شوخ چشمون کے — وہان چلون مین کہ جہان دشت مین غزال نہو
قفس کو توڑ کے جاؤن ابہی چمن کو مگر — خیال یہہ ہے کہ صیاد کو ملال نہو
وہ سر نہین ہے کہ جسمین نہین ترا سودا — وہ دل نہین ہے کہ جسمین ترا خیال نہو
ہمیشہ دل مین رہے داغ عشق کا جلوہ — اس آفتاب کو یارب کبہے زوال نہو
کریم کیہے اوسے بے طلب کرے جو عطا — گدا وہ ہے کہ جسے عادت سوال نہو
بجا ہے مست جو میخانہ مین کرین ہو حق — وہ مدرسہ نہین جسمین کہ قیل و قال نہو
کمال الفت گیسو مین دل مشوش ہے — خدا کرے کہ پریشان کسے کا حال نہو
مین اونسے عالم حیرت کا حال کیہہ پوچہون — زبان مردم تصویر کے جو لال نہو
نہین ہے صاحب نعت کو کام زینت سے — حنا سے لال کبہے ناخن ہلال نہو
خراب کرتا ہے انسان کو تلون طبع — کہان ہے صحت جسمے جو اعتدال نہو
کرو غمین رد کے کسیدن جو اپنا دل خالی — تو مذہب حکما مین خلا محال نہو

خدا سے ہے یہہ دعا واسطی کہ محشر تک
عیان ستارۂ صبح شب وصال نہو

ہر سحر کوچۂ محبوب مین جانا مجکو — آنکہہ دیوار کے روزن سے ملانا مجکو
کوے جانان سے کہین اب نہین جانا مجکو — اس سے بہتر نہین ملنے کا ٹہکانا مجکو
ہون وہ میخوار کہ الغام مین دون ساقی کو — ہاتہہ جمشید کا آئے جو خزانا مجکو

خواہشِ باغ عبث رکھتے ہین مرغانِ قفس
باغ سے کم نہین صیاد کا گھر دیکھین تو

چھپ کے تنہائی مین کرتی ہین جو اعمالِ قبیح
سخت غافل ہین ادہر اور ادہر دیکھین تو

جن حسینون کو بہت حسن پہ اپنے ہے غرور
آنکھہ آہو کے وہ چیتے کے کمر دیکھین تو

آئینہ آٹھہ پہر دیکھہ رہی ہین جو حسین
میرے حیرت میرے حسرت کی نظر دیکھین تو

واسطی ہے یہہ یقین رحم ہی آجائے گا
آکے وہ حال مرا نو عمد گر دیکھین تو

سمجھے ہین نخل ثمر دار مقرر مجکو
طفل لالا کی لگاتے ہین جو پتھر مجکو

خوب نظارۂ قاتل تہہ خنجر کرلون
مہلت ای پیکِ اجل اور بہی دم بھر مجکو

ہوگیا خاک جو تن خاک سے بہی چاک بنا
مرگ کے بعد دیئے چرخ نے چکر مجکو

نامہ اوڑجائے گا خود یار تلک کیا پروا
قاصدی کو نہین ملتا جو کبوتر مجکو

سوزشِ ہجر مین جیتا ہون عجب کا ہی مقام
آگ مین موت نہین مثل سمندر مجکو

ساقیا بہسازمانی مین نہین کوئی سخے
خیر خم کی ہو پلا دی کوئی ساغر مجکو

نظم کیا کیا ہوی مضمون تری دانتونکے
ہاتہہ آئے عجب اس بحر سے گوہر مجکو

کیا بلا کاسۂ سائل مجہے سمجہا ہے مگر
دربدریون جو پہراتا ہے مقدر مجکو

پٹی آنکہون پہ بندہے گی رخ قاتل کی دید
شوق دیدار نے مارا تہہ خنجر مجکو

فردِ باطل مجہے کیا منشیِ قدرت سمجہا
دیکہتے ہی جو کیا خارج دفتر مجکو

کبہی دولت کو سمجہتا نہین دولت مین فقیر
آہن و زر نظر آتے ہین برابر مجکو

میکشی ہجر مین کیا خاک کرون اے ساقی
آب انگور ہے آبِ دم خنجر مجکو

اپنی کوچے مین جگہہ اوسنے جو دی سمجہا مین
جیتے جی خلد مین رہنے کو ملا گہر مجکو

واسطی خوف گناہون کا نہین محشر مین
ساتہہ لیجائین گے جنت مین پیمبر مجکو

کیون نہ محفل تیرے آنے سے معطر ہو جائے
مشک نافے سے کہین بڑہ کی ہی خوشبو گیسو

مر گئے ہین جو گرفتار تیرے گیسو کے
اونکے مرقد سے صدا آتی ہے گیسو گیسو

کچھہ میرے حال پریشان سے جو واقف ہو جائے
کنگھیان کر کے سنوارے نہ کہے تو گیسو

کسی مذہب مین ہوا انسان تجھہ کہتا ہی عزیز
چہرہ ہے جان مسلمان دل ہندو گیسو

مین یہ سمجھا کہ ہوا کعبے مین ہندو کا گذر
آرہا اوڑہے اگر جانب ابرو گیسو +

دونون کیون مل کے نہ رین سبزہ و سنبل کو شکشت
خط شبرنگ کا ہے قوت بازو گیسو

عہد پیرے نہین کچھہ دور سپیدی ہی قریب
ہوگا سنبل سے کسی دن گل شبو گیسو

سحر سازی مین جو کامل ہین وہ یہہ کہتی ہین
سحر کا سانپ ہے یا اژدہے جادو گیسو

واسطی سانپ نظر آنے لگے پانی مین
جس گھڑی کھول کے بیٹھے وہ لب جو گیسو

آہ کیونکر نہین کرتے ہے اثر دیکھین تو
کب تلک وہ نہین لیتے ہین خبر دیکھین تو

کہدو اونسے کہ عیادت کو ہماری آئین
حال پرسے نہ کرین ایک نظر دیکھین تو

جنکو دعوے ہے کہ ہم دیکھتی ہین عالم غیب
کسطرح دیکھتے ہین اوسکی کمر دیکھین تو +

مین جو آیا تو مجھے دیکھہ کے منہ پھیر لیا
حال دل کس سے کہون اب ادہر دیکھین تو

گلشن دل مین ہے کیا نخل محبت سرسبز
کب تلک یہہ نہین لاتا ہے ثمر دیکھین تو

کسطرح جاتا ہے تو اوسکی صف مژگان کی جھپو
اے دل زار ذرا برا جگر دیکھین تو

ہم ہین اور طول شب ہجر ہے اے دور فلک
آج کب تک نہین دیکھین گے سحر دیکھین تو

گلہ درد جگر ہمسے سنا تو یہہ کہا +
کسطرح آئے یقین درد جگر دیکھین تو

اوسکے تلوے کے برابر نہین چہرہ انکے
چشم انصاف سے خورشید و قمر دیکھین تو

قابل تنگے آفاق ہین جو گوشہ نشین
کوہ و صحرا کو ذرا کر کے سفر دیکھین تو

عمر جاوید نہین ہوتے ہے کیونکر حاصل
بوالہوس ہین لب جان بخش پہ مر دیکھین تو

کوچے مین حسینون کے جو برباد ہے کیسے
غالب ہی وہی واسطی خستہ جگر ہو

کیونکر دل مشتاق کو امید سخن ہو
وہ شوخ کرے بات کسی سے جو دہن ہو

بیخوف پس مرگ ہون عریان بدنی سے
کھٹکا ہو مجھے در دکفن کا جو کفن ہو

آئینہ کا سا ہے خاصہ اوس طفل کے تن مین
کیلے کہ مٹی مین تو صاف اور بدن ہو

رو دون تو میرے داغ جگر اور بھی چمکین
ہو بارش باران تو شگفتہ یہ چمن ہو

غربت مین سنی ہے ملک الموت کی آمد
اللہ کرے قاصد یاران وطن ہو

معدوم سمجھتا ہے جو عنقا کو زمانہ
غالب ہے کہ اوس شوخ کا مضمون سخن ہو

کیا ذکر رہا دے غربت مین وطن کا
بیہون من جہان تہک کی نقاہت سے وطن ہو

دل لیکے ہمارا نہین دیتے نہین بوسہ
کیا قول تمہارا سچ ہے کہ بڑے عہد شکن ہو

ہوتا نہین کم زر کوئے چاہ سے خالی
چہ یوسف قرین کیون نہ ترا چاہ ذقن ہو

وہ آنکھین جو یاد آئین تو غربت مین یہ رو دون
سر سبز ہر اک شاخ غزالان ختن ہو

موقوف جوانی پہ ہے چہرے کا چمکنا
جب تک نہ بہار آوے شگفتہ نہ چمن ہو

مشکل ہے میرے پاس بہت زر کا ٹھہرنا
سکہ بھی کہے ہاتھ مین آوے تو جلن ہو

اصلاح کرے وہ خط رخسار کی یارب
موقوف کسطرح سے یہ چاند گہن ہو

دل لے کے جو بوسہ نہین دیتے تو نہ دو تم
موقوف بجہ جھگڑا کہین اے مشفق من ہو

کرتے ہو عبث حلقہ گیسو سے مقابل
مئے نہ کہین نافہ آہوے ختن ہو

ایوا سطی جاہل کو میرے شعر کی کیا قدر
سمجھے وہ سخن کو جو شناسائے سخن ہو

کم نہین قد سے درازی مین سر مو گیسو
فی الحقیقت ہے جواب قد دلجو گیسو

کردئین لیلے کہا کرتا ہون گیسو گیسو
بولتا ہے نہین شب بھر کسی پہلو گیسو

غنچے جو چٹکتے ہین تو آتی ہے یہہ آواز — گل پھولتے جاتے ہین عنادل کو بلا لو
جو مشورہ دیتے ہین وہ ہوتا نہین منظور — دیوانے سبھی ہم کسی عاقل کو بلا لو
اتنی تہین توفیق خدا دی میرے حق مین — زندان سے گرفتار سلاسل کو بلا لو
فرقت مین کسیطرح سے جینا نہین منظور — سر بار ہے تن پر کسے قاتل کو بلا لو

ایوا سطی آتا ہے جو خلوت مین میرا ذکر — ۱
کہتے ہین کہ اوس مرشد کامل کو بلا لو

وہ نالہ کر اے دل کہ عیان جس سے اثر ہو — کس کام کا وہ نخل ہے جسمین نہ ثمر ہو
مر مر کے جیے لاکھ کوئی رنج کی تاہون — ممکن ہی نہین ہے کہ سب ہجر بسر ہو
سن سنکے بیان ہی کوئی شدر کوئی حیران — کیا گذرے زمانے پہ جو وہ پیش نظر ہو
کاہے کو وہ احسان رفوگر کا اوٹھائی — صد چاک گریبان سے سوا جسکا جگر ہو
اک سورۂ الحمد سے محروم نہ رکھنا — جس روز تمہارا میرے تربت پہ گذر ہو
اللہ سے اپنی یہہ سب وصل دعا ہے — اس رات کے تا روز قیامت نہ سحر ہو
آئینہ سے ہر وقت چھپاتے ہین وہ چہرہ — ڈرتے ہین کہ عاشق کا نہ دیدہ تر ہو
روتے ہین جو عاشق یہہ بناوٹ کی ہین باتین — پانی دل محبوب ہو کچھ بے جو اثر ہو +
منتظر ہمین ہے ابھی تک میری ہڈی — اللہ کرے یہان سگ جانان کا گذر ہو
دیکھی نہین جاتے شب فرقت کی سیاہی — اے انجم و مہتاب کہو آج کدھر ہو +
روتا ہے لوا بتو مرے لاش پہ قاتل — سر جاے تو کیونکر نہ مہم عشق کی سر ہو +
طاقت ہے کہ روکے مجھے دربان دربار — ٹکراؤن سر ایسا مین کہ دیوار مین در ہو
لیتے ہو مرے سامنے کیا نام سفر کا — ایسا نہو پہلے مرا دنیا سے سفر ہو
کہدو کہ رفوگر نہ سیے چاک گریبان — شیدای جنون ہون مرا ٹکڑے نہ جگر ہو
ہمتو نہ کہین گے ارنی حضرت موسے — بسم اللہ اگر آپ کو یارا ے نظر ہو

اوسنے لکھا ہے کہ اپنا حال لکھکر بھیجدو
دوستو قاصد کوئی بھیجو پیمبر بھیجدو

ننگ اگر تمکو عیادت ہی مریض عشق کے
آدمی کوئی خبر کو بندہ پرور بھیجدو

تم نہین آتے تو کہو اگر شبیہ اپنی ضرور
بہر تسکین دل بیتاب و مضطر بھیجدو

واہ کیا انصاف ہے دعوت ہماری پہ کہو
کشتیان اغیار کو باہر سے باہر بھیجدو

خاک در پر آپکی شب بھر پڑی رہتی ہین ہم
تمسے اتنا بھی نہین ہوتا کہ بستر بھیجدو

امتحان صبر و تحمل کا اگر منظور ہے
ساری دنیا کے بلاؤن کو میرے گھر بھیجدو

ہے گمان تمکو کہ اس ہی گل نکھائی جائین گے
ہاتھہ کا چھلا تو اے رشک گل تر بھیجدو

منہ سے جب نکلا تمہارے کہ نہ آئینگے کبھی
پھر نہ آوینگے مرا دل کیا جو لشکر بھیجدو

صورت گل کسطرح جامے سے باہر مین نہون
اوسنے لکھا ہے مجھے پھولون کا زیور بھیجدو

سنگ ہون جیسے سے رنج ہجر اوٹھہ سکتا نہین
کاٹ ڈالون خود گلا اپنا جو خنجر بھیجدو

بیش قیمت ہین ہمارے اشک کیا کرتے ہو شک
جوہری کے پاس جب چاہو یہ گوہر بھیجدو

تشنۂ دیدار ہین فرط عطش سے بیقرار
یا علی جلت سے کوئی جام کوثر بھیجدو

اذن دو شانہ ہو زلف نہ مین دل صد چاک کا
بال بیکا ہو تو زندان مین برابر بھیجدو

واہ کیا انصاف ہی خط کا نہ لکھو تم جواب
اوسکے بدلے نامہ بر کا کاٹ کے سر بھیجدو

اوسنے گر فرمائش اشعار کی ہی واسطی
ایک دو غزلین نہین دفتر کا دفتر بھیجدو

ہے کوچۂ قاتل مین رواں دلکو بلا لو
وہ راہ سے پھر آئے تو قاتل کو بلا لو

مجنون کو غش آیا ہے بیابان مین غزالو
دوڑو تو ذرا صاحب محمل کو بلا لو

موت آئی ہے رستے مین پڑا ہے مرا مردہ
ہو کچھہ تو ٹھکانا سگ منزل کو بلا لو

محفل تو ہے جوبن پہ مگر جے نہین لگتا
بلجائے تو اوس رونق محفل کو بلا لو

منظور ہے دینی جو اوہنین حسن کی خیرات
خود کہتے ہین در پر میرے سائل کو بلا لو

ہون وہ لاغر جو کسی رفتہ بہر آئی مرے آنکھ
غرق کر دے گا میرا ایک ہی آنسو مجھکو

سر جھکایا جو دم فکر تو کی سیر جہان
ساغر جم ہے مرا کاسۂ زانو مجھکو

فاتحے کی تہی توقع سو وہ آئے نہ کہے
ناسزاوار ہوا گور کا پہلو مجھکو

واسطی اوس بت خوش چشم کا دیوانہ ہون
آنکھین دکھلاتی ہین کیا جانکے آہو مجھکو

بسکہ ہے عشق رخ والفت گیسو مجھکو
کوئی کہتا ہے مسلمان کوئی ہندو مجھکو

بیخطر دیتا ہے صد مے وہ جفا جو مجھکو
جانتا ہے کہ شکایت کی نہین خو مجھکو

سر خروئی ہو شہیدون مین میسر دم حشر
ہاتھ سے اپنے کرے ذبح اگر تو مجھکو

موجوا وس بت خوخکے باریک کمر کو باندھا
ناف اوسکی نظر آئی گرہ مو مجھکو

ہون وہ مدہوش کہ ساقی ہی مجھے بادصبا
مے پلاتی ہے سنگھا کر تیری خوشبو مجھکو

فخر سے مین اوسی سر مطلع دیوان کرتا
ہاتھ آتا جو تیرا مطلع ابرو مجھکو

ہون وہ دیوانہ ٹھہر نیکا نہین ایک جگہ
لاکھ باتون مین لگائی وہ پریرو مجھکو

اوسکے جانے سے یہ شب بزم مین ظلمت چھائے
شمع کا گل نظر آیا گل شبو مجھکو

ہنس کے فرمایا جو رستی مین کیا مینے سلام
کبھی دیکھا تھا جو پہچان گیا تو مجھکو

تیرے آگے نہین حسن اور حسینون کا پسند
سیب داغی نظر آتے ہین یہ مہرو مجھکو

پہلے تاریخ مرے حق مین ہی جو ہی تاریخ
ماہ نو زرد دکھاتا ہے وہ ابرو مجھکو

بیخود عشق کو ہے شام و سحر سے کیا کام
صبح روشن ہی وہ رخ شام وہ گیسو مجھکو

فرش ہی زیر قدم تو کف پا کا چھالا
داغ پہلو ہے مرا تکیۂ زانو مجھکو

جسقدر اُسنے ستایا ہی ستاؤن مین بھی
کیا کرون چہرخ پہ ملتا نہین قابو مجھکو

بڑھ گئی اور بھی پیراہن تن کے زینت
خوب خمون سے کیا یار نے اُتو مجھکو

واسطی شب کو جو وہ ماہ نہ آیا میرے گھر
شعلہ بن بنکے جلانے لگی جلنو مجھکو

لڑ گئے کیا میرے قسمت دم نزع
روبرو قاتل پہ نظر کرتا ہون

تیغ مژگان وہ لگائین تو سہے
ابھی سینہ مین سپر کرتا ہون

روز کہتا ہے یہہ دربان دم باز
ٹھہرو اونکو مین خبر کرتا ہون

آتش عشق سے بنکر مین شرر
دل مین تیر کے گذر کرتا ہون

مین کہان دید رخ یار کہان
شکر احسان نظر کرتا ہون

نظر آجاے مجھے وہ رخ زلف
یہ دعا شام و سحر کرتا ہون

ہفت افلاک کا حافظ ہے خدا
واسطی نالہ مین سر کرتا ہون

نیند کیا ہجر مین آئی کسی پہلو مجھکو
یاد آتا ہے تیرا تکیۂ زانو مجھکو

قہر ہی الفت مژگان پریرو مجھکو
ڈنک ہر وقت لگاتا ہے یہ بچھو مجھکو

الفت چشم مین جاتا ہون اگر صحرا کو
اپنی آنکھون پہ بٹہا لیتے ہین آہو مجھکو

جتنے حاجی ہین چلے جاتی ہین کعبے کیطرف
پھیل ایدل طرف کعبۂ ابرو مجھکو

قتل کرتا ہے تیرا تیر مژہ اے قاتل
ذبح کرتا ہے تیرا خنجر ابرو مجھکو

تو بھی دے نالہ کشی مین میرا ساتھہ اے بلبل
مرثیہ پڑھنے کو درکار ہے بازو مجھکو

پڑتی ہی چشم طمع جب سوی گنجینۂ حسن
سانپ بن بنکے ڈراتا ہی وہ گیسو مجھکو

قامت دلجاہ زنخدان نے کیا ہے مجھے قتل
دفن کرنا تو تہ سرو لب جو مجھکو

وقت گریہ شرر آہ نہین جلوہ نما
نظر آتے ہین یہ برسات مین جگنو مجھکو

کرون مین شام سے تا صبح بدلتا ہون مین
چین فرقت مین نہین ہی کسی پہلو مجھکو

آنکھین کسطرح نہ سنبل سی ملون گلشن مین
کچھہ کچھہ آتی ہی تیری نکہت گیسو مجھکو

سبز مینا نہین سلتے یہ قریب ساغر
سبزہ آتا ہے نظر صاف لب جو مجھکو

ایجنون یار کی آنکھون کا مین دیوانہ ہون
بھاگتے پھرتی ہین کیون دیکھہ کے آہو مجھکو

جادۂ صحرا پہ جب آئے نظر مردم گیاہ
آگئی کیا یاد ہمکو رہروِ کوے وطن +

اہل غربت نے وہ کی الفت لیا مٹی مین مل
دیکھیے کب واسطی جاناہو اب سوے وطن

قفس کو اوڑکے ہم صحن چمن سے جانیوالے ہین
سفر کا شوق ہے دلمین وطن سے جانیوالے ہین

فقط شب بھر کا وقفہ ہے کہان پھر شمع پروانہ
سحر ہوتی ہی یہ سب انجمن سے جانیوالے ہین

بتو کچھ منہ سے بولو کس لیے آزردہ ہو ہمسی
کہ ہم کعبے کو دیر برہمن سے جانی والے ہین

وہ کشتہ ہون کہ تربت مین بھی میرے زخم آلی ہین
بھلا کب خونکی دہشی کفن سے جانیوالے ہین

چٹکتا ہے جو غنچہ رنگ کی آواز دیتا ہے
گلون کی قافلے شاید چمن سے جانیوالے ہین

زبان اپنی رہے گی تیز یونہین ضعف پیری مین
ابھی جائین اگر دندان دہنسی جانیوالے ہین

پڑینگی لب ہی روے یار پر پاے نگاہ اپنی
حلب کو ایکدم مین ہم یمن سے جانیوالی ہین

چھپاتے ہو عبث زلفون مین اپنی شوخ آنکھونکو
یہ آہو چوکڑی بھر کر ختن سے جانیوالی ہین

عبث ہی فکر شانے کو پریکا خود کشاکش مین
کہان پیچ اوسکے زلف پرشکن سے جانیوالی ہین

تری بیپردگی نے فاش پردہ کردیا اپنا
چھپاکر منہ کو ہم اہل وطن سے جانیوالے ہین

ٹھہرنا چار دن بھی باغ ہستی مین ہوا مشکل
برنگ بوی گل اب ہم چمن سے جانیوالے ہین

تمہارے پاس جانیکو کوئی کیا ہمکو روکے گا
نکل کر ہم مثال جان بدن سے جانیوالے ہین

ڈراتا ہے جہنم سے ہمین کیا واعظ واسطی
جہان مین ہم طفیل ہیچتن سے جانیوالے ہین

تیر مژگان پہ نظر کرتا ہون +
پھر نظر سوے جگر کرتا ہون

ہون وہ بیخود نہین معلوم مجھے
کسکو سجدہ مین کدر کرتا ہون +

بت پکڑ لیتے ہین دامن میرا
قصد کعبے کا اگر کرتا ہون +

رات کٹتی ہے مرے رو رو کر
شمع سان جل کے سحر کرتا ہون

علیؑ کی دستگیری کی ہوس ہے | محمدؐ کے شفاعت چاہتا ہون

کہان تک واسطی یہ ظلمتِ بخت
حبیبِ ماہ طلعت چاہتا ہون

ہماری عمر کی دن اس تفکر مین گذرتی ہین | کہ دنیا چھوڑتی ہی یا ہم اوسکو ترک کرتی ہین
عجب کیا ہے ملا دی گر فلک اوس سرو قامت سے | نہالون مین قلم کو باغبان پیوند کرتی ہین
بلندی ہوگی حاصل ایکدن گو برزبستی سے | لگاتی ہین جو غوطی آب مین آخر ابھرتی ہین
کسی کا حال نیک و بد خدا سی کیا رہی پنہان | ملک ہر کارے ہین ہر کار مین پرچے گذرتی ہین
یہ ایذا الفت قد سے اوٹھائی ہی کہ گلشن مین | قدم رکھتی ہوے ہم سرو کے سایہ مین ڈرتی ہین
کبھی رستا نہین ہے بند اپنی کوچۂ دل کا | غمون کی آمد و شد روز ہی صدمی گذرتی ہین
تیرا چاہِ ذقن اے حور طلعت ہے وہ سر چشمہ | بہشتی بنکی جس چشمے پہ پانی خضر بھرتی ہین
پھنسایا ہے جو دل کو زلف مین و خال کا بوسہ | کہ دانہ دیتی ہین صیاد جسکو قید کرتے ہین
لگا اک ہاتھ اے قاتل کہ بیڑا پار ہوا نکا | ادھر مین تیری بسمل ہین نہ جیتی ہین نہ مرتی ہین
تیرے دیوانون کو سودے مین کیا امید صحت کی | کہین بگڑی ہوے ایسی بھی بنا مین سنورتی ہین
بڑے مغرور ہین مفتم فلک پر ہی دماغ اونکا | زمین پر کب قدم ارباب غرور جاہ دھرتی ہین
شراب عیش سے خالی پڑی ہین ساغر دنیا | ترے میخوار ساقی زندگی کی روز بھرتی ہین
گڑے گا گور مین مردہ اگر تکیہ مین آیا ہے | مسافر جب پہونچ جاتی ہین منزل پر اوترتی ہین
اثر مرنے پہ بھی باقی ہے اون آنکھون کی الفت کا | کہ آہو سبزہ میری گور پر آ آکے چرتے ہین

بہت اے واسطی دل تنگ ہی خانہ نشینی سے
وہ بھولی ہین ہمین کس روز دکھین یاد کرتی ہین

اسقدر آنکھون کو زشت آیا نظر روی وطن | خواب مین بھی سنہ نہین کرتی ہین ہم سوی وطن
رنگ ہو جس دوست کا جو نامہ بر اسکو بیان | تیری باتون سی مجھی آتی ہے بکیہ بوی وطن

خدا کی شان تن زار اور اشک کا تار
در از رشتہ یہ گویا پڑا ہے سوزن مین

صفا جو دل مین ہو پیدا تو وسوسہ کیا
کہ در د آنہین سکتا مکان روشن مین

مزاج پھولون کی نازک ہین رنگ رخ نہ اور ے
چلے نسیم کا جھونکا سمجھ کے گلشن مین

دل اپنا موسم پیری مین کیا شگفتہ ہو
خزان کے روز ہین خار اور رہے ہین گلشن مین

گئے ہین اوڑ کے گل و سرو اوسکے کو چہ مین
نہ فاختہ ہے نہ اب عندلیب گلشن مین

تمہارے رقص کو طاؤس خاک پھونچیگا
یہ شوخیان ہین کہان اوس بلند گردن مین

سُنی ہے کیا تیرے وحشی کی ای پری آمد
مہری ہوئی ہے ہر اک کوہ سنگ دامن مین

کرے گی تیغ قضا ایک روز دو ٹکرے
زرہ سے ہو تن رستم حصار آہن مین

ابھی تو خندہ گل واسطی بنے گریہ
ذرا بھی ہو جو اثر بلبلون کے نیشون مین

نہ مین دولت نہ حشمت چاہتا ہون
الٰہی تیری رحمت چاہتا ہون

خدا چاہے تو وہ بھی مجھکو چاہے
مین جس بت کو قیامت چاہتا ہون

یہ میرا دل یہ میرا حوصلہ ہے
تجھے اے بیمروت چاہتا ہون

نہ صحبت سے نہ وصلت سے ہی مطلب
فقط صاحب سلامت چاہتا ہون

تمنا ہے تو ہے قرب خدا کی
نہ مین کوثر نہ جنت چاہتا ہون

بلا آب دم شمشیر قاتل
بہت پیاسا ہون شربت چاہتا ہون

زمین ہے تیرے کوچے کی بہت خوب
یہین مرکر مین تربت چاہتا ہون

ملے قاتل وبال دوش ہے سر
خداوندا شہادت چاہتا ہون

نہ کیونکر گوشۂ غربت مین بیٹھون
حوادث سے فراغت چاہتا ہون

نہ حوروں سے نہ پریوں سے ہے مطلب
تجھے اے مہر طلعت چاہتا ہون

کسی صورت سے فردائے قیامت
مین چھٹکارے کی صورت چاہتا ہون

مین نہ کہتا تہا دلا کوچۂ گیسو مین نہ جا
آج تو دام بلا مین ہے گرفتار کہ مین

دیکہنا وقت سحر حال ہوا خواہے گل
پہلے ہوتی ہے صبا داخل گلزار کہ مین

دیکہے آئینہ جو وہ بحث نئی ہو پیدا
عکس چہرہ سے کہے تو ہی طرحدار کہ مین

واسطی زہد کے جامی مین جو پیتے ہین شراب
پوچہے جائین گے قیامت مین وہ مکار کہ مین

ربط اوس سرو قد سے کیل نہین
منڈہے چڑہ جاسکے یہ وہ بیل نہین

بوسہ اوس خال کا کہے نہ ملا
یہ وہ تل ہے کہ جسمین تیل نہین

دل مرا خون ہو کے لپٹا ہے
اوسکے دامن مین سرخ بیل نہین

آتے ہی آتے آئے گا قاصد
تار برقی نہین ہے ریل نہین

واسطی اوس سے کیا کلام کرون
کچہہ طبیعت کو جس سے میل نہین

بہار لائی ہے دولت کو ساتہہ گلشن مین
بہرے ہین گوہر شبنم گلو ملی دامن مین

خیال زلف مین جہائی کچہہ ایسے تاریکے
پڑہی نماز عشا ہمنے روز روشن مین

جو زیر تیغ کرون آہ گرم مین بسمل
کباب ماہے جو ہر ہو آب آہن مین

وہ میرا زخم جگر ہے جو بخیہ گر آئے
بہر آئین اشک یقین ہے کہ چشم سوزن مین

ہمارے ہاتہہ تلک کیونکر آئی اے ساقی
کہ طشت سی ہے صراحی کا پاؤن دامن مین

جو وا عدار ہے دل اوسکو خوف آفت کیا
چراغ لالہ ہے روشن ہوا سے گلشن مین

ازل سے قمری شمشاد قد یار ہین ہم
پڑا ہے طوق اطاعت ہماری گردن مین

مکان دل کی جو وسعت کبہی دکہادون مین
سماے قصر فریدون نہ چشم روزن مین

اوٹہاے میری طرح عشق یار کا لنگر
بہلا یہ زور کہان بازو تہمتن مین

آگئی زلف جو رخ پر ہوا عالم تاریک | ہے وہ اندھا جو کہے چاند گہن کچھ بھی نہین

واسطی اس سے نہ دنیا ہے نہ عقبی حاصل
شاعری کہتے ہین سب جسکو وہ فن کچھ بھی نہین

سر قتل عاشق باوفا تمہین کب نہتا کہ جواب نہین | یہی آرزو یہی مدعا تمہین کب نہتا کہ جواب نہین
کبھی پاس آکے نہ بیٹھنا کبھی آنکھ اوٹھا کے نہ دیکھنا | یہ غرور حسن شباب کا تمہین کب نہتا کہ جواب نہین
کبھی میری سمت نہ دیکھنا کبھی بات میرے نہ پوچھنا | یہ جفا و جور کا حوصلا تمہین کب نہتا کہ جواب نہین
جو نگاہ تھی وہ نگاہ ہے جو مزاج تھا وہ مزاج ہے | کہو پاس خاطر آشنا تمہین کب نہتا کہ جواب نہین
کبھی زخم دل پہ جو کی نظر ہوئی ہنسکے اور نمک فشان | میرے چہیرے کا بھلا مرہم تمہین کب نہتا کہ جواب نہین
جو کہا یہ ہمنے شکایتا رہین اشک و آہ یہ کب تلک | تو دیا جواب یہ مشغلا تمہین کب نہتا کہ جواب نہین
شب ہجر کا بھی نہین گلا جو نصیب وصل ہوا تو کیا | یہ بہانا شرم و حجاب کا تمہین کب نہتا کہ جواب نہین
رہے آئینہ کبھی طرف نظر کہ نہ خط ہو چہرے پہ جلوہ گر | خط عدو ہی محب نما تمہین کب نہتا کہ جواب نہین
جو برنگ شیشہ تھا دل میرا وہی ٹکڑے کرکے تلف کیا | بڑے سنگ دل ہو ستمگر جفا تمہین کب نہتا کہ جواب نہین
کبھی داغ غم سے نجات تھی دل غم سرشت کو واسطی | یہ تصور رخ مہ لقا تمہین کب نہتا کہ جواب نہین

ہے وہ گلچین بہار گل رخسار کہ مین | آئینہ آپ کا ہے طالب دیدار کہ مین
بڑھ کے کہتا ہی وہ قاتل تیری تلوار کہ مین | غیر ہے جنس شہادت کا خریدار کہ مین
دیکھنا دور نہین وہ بھی زمانہ ہو قریب | خط نکلنے پہ چلے جاتے ہین اغیار کہ مین
طرہ بل کر کے ترا کرتا ہے سنبل سی یہ بحث | تو ہے اس گلشن آفاق مین طرار کہ مین
پاسبان رات کو تو مین ہون محافظ دن رات | اے سگ یار برا تو ہے وفادار کہ مین
میرے اعضا جو میرا حال کہین گے دم حشر | مین بھی کہدون گا یہ مفسد ہین گنہگار کہ مین
زاہدو آؤ چلو حاکم محشر کے حضور | دیکھون تم ہوتے ہو رحمت کی سزاوار کہ مین
گھر مین آنے کا دیا یار نے فرمان سبکو | پس دیوار رہا سایۂ دیوار کہ مین

کبھی ہون حیران کبھی پریشان کبھی ہون گریان کبھی ہون نالان
یہ رنج فرقت کا ای میر جان غضب ہے کبتک سہا کرون مین

کہان اسنے مجھے پہرایا کہان اسنی مجھے پہنایا
پس از خرابی خیال آیا کہ ایسی دل کو جدا کرون مین

ہزار سر پر ہو میری آفت ہزار ہو ای صنم مصیبت
او ہٹاؤ مین لاکہ رنج فرقت مجال کیا کچھ گلا کرون مین

یہ تجھکو رغبت ہی ابتدا سی کہ میری عاشق اوہا مین صدے
جو صلح غیر و نسی تو کرکہی تو کیون ہمیشہ لڑا کرون مین

مٹاؤ دلسے میری کدورت بلاؤ لاکر شراب الفت
یہ زہر آلودہ جام حسرت بتاؤ کب تک پیا کرون مین

ہوا ہون پہر مین کیسا شیدا ایسا ہی ہوش و خرد نی رستا
بڑہا ہی حد سی زیادہ سودا جنون مین صبر اون کیا کرون مین

صفائی لازم ہی ایسی مجھسی کہ پہر جدا ہون پری نہ مجھسے
یہ آرزو ہی کہ ساتھہ تیری برنگ سایہ پہرا کرون مین

یہی تمنا ہے واسطی کی مجھی ہو توفیق یا الٰہے
جو میرے حق مین کری برائی اوسیکی حق مین بہلا کرون مین

فہم انکا تہین ہے اہل سخن کچھہ بھی نہین
وہ کمر کچھہ بھی نہین ہے وہ دہن کچھہ بھی نہین

جنکی نازک ہے طبیعت وہ سمجھتے ہین یہ بات
روبرو اوس گل عارض کی چمن کچھہ بھی نہین

غیر کے کان مین کہتے ہین جہک کر کچھہ بات
مینے پوچھا تو کہا مشفق من کچھہ بھی نہین

پوچھو ہستی مین نیاران وطن کا احوال
ہون سفر مین خبر اہل وطن کچھہ بھی نہین

چاہتے ہین جو سخن اوس سی وہ دیوانے ہین
بے دہن ہے وہ پری اہین سخن کچھہ بھی نہین

عمر بہر خاک بدن پر رہی مجھہ عریان کے
مرکے بھی حاجت کافور و کفن کچھہ بھی نہین

خوش خرامی اسے کہتے ہین کہ تیرے آگے
کبک و طاؤس کا دیکھا تو چلن کچھہ بھی نہین

باندہ فتراک مین نچیر کیا ہے جو مجھے
رحم دل مین تیری اے تیر فگن کچھہ بھی نہین

آشنا ہے جو تیری نکہت کاکل سے دماغ
اوسکو ای گل طلب مشک ختن کچھہ بھی نہین

تختہ سر کا جو کسے گور کا دیکھا ہمنے
زلف و خط عضو بدن تار کفن کچھہ بھی نہین

قصد ہے ملک عدم کا مگر اتنا ہی خیال
پاس زاد سفر ای اہل وطن کچھہ بھی نہین

کیا سمجھکر ترے گیسو سی اوسی نسبت دون
زلف سنبل مین خم و پیچ و شکن کچھہ بھی نہین

اوسکے نظارہ سے کچھ محروم میرا دل نہین
دولت دیدار آئینے کو بھی حاصل نہین

ہے بجا گر یاد عارض مین قرار دل نہین
ہے سبب ظاہر کہ اس قرآن مین منزل نہین

ساقیا اس میکدہ مین اب مین رہ کر کیا کرون
دخت رز کیا صاف شیشے کا بھی مجھسے دل نہین

برق سکھلائے ہوی ہے اوسکی نگاہ تیز کی
ورنہ کچھ میرے جلانی سے اوسی حاصل نہین

عشق کے میخانے سے باہر نکلنا ہی محال
کون ہی وہ مست مثل خم جو پا در گل نہین

ڈھونڈتا پھرتا ہے ناحق قیس صحرا مین خراب
منزلون ناقہ نہین لیلی نہین محمل نہین

خط جو میرا اوسکو پہونچاتا ہی میرا نامہ بر
کہتے ہین پڑھنے کے قابل یہ خط باطل نہین

نقد جان حاضر ہے قاتل کو اگر منظور ہو
دست ہمت ہے کشادہ تنگ میرا دل نہین

وادی وحشت عجب صحرای وحشت ناک ہی
خضر کیسا ذکر رہزن سیکڑون منزل نہین

کیا ہوا روشن ہین سرجانب جو شمعین سیکڑون
تو نہین محفل مین جبتک رونق محفل نہین

بہر روزی کسلیے در در پھراتا ہے مجھے
ای فلک مین آدمی ہون کاسۂ سائل نہین

ہے یہ کیا مضمون نکلتے ہین جو خون آلود حرف
ہے قلم میرا گلوے طائر بسمل نہین

فقر کی خواہش مین ترک سلطنت دشوار ہے
ہر گدا کو تربہ ابراہیم کا حاصل نہین

حادثات دہر سے بیخوف ہین اہل صفا
سنگ راہ سیل صحرا سخت منزل نہین

ابر ہے فیاض لیکن جابجا ممسک بھی ہی
چشم دریا بار کے مانند دریا دل نہین

ایکدن دل کی کرہ کھل جائیگی ای واسطی
حل نہو کوئی تو ایسا عقدہ مشکل نہین

بتون کی الفت مین دل ہی شیدا ہمچون تو یاد خدا کرو ہو نہین
مثل ہی یکسر ہزار سودا جنون کی تدبیر کیا کرو ہو نہین

یہ شرط الفت ہی ای ستمگر جفا کرے تو وفا کرو نہین
ہزار سر ہون اگر میسر خوشی سی تجھپر فدا کرو نہین

دکھا کے چتون چھپا منہ کو نہ اپنے عاشق کو رنج تم دو
اجازت ای مہروش اگر ہو نقاب رخصتی ادا کرو نہین

گناہ گارو نہین ہون سراسر جو بہر قتل آئے وہ ستمگر
جھکا کے محراب تیغ مین سر قضای عمری ادا کرو نہین

فلک کو کب ہی یہ دست قدرت زمین کو کب یہ تاب و طاقت
ہمین اوٹھائینگے بار الفت کہ ناز تیرے اوٹھا چکے ہین

بس اب خرابی ہی دل کی نہین ہے جستجو ہین ذرہ بھر کچھ بھی
لگا کی دانتو ہین اپنی مسی وہ لب لالی جما چکے ہین

یقین ہی آتی ہو اب ہماری ضرور لینگے خبر ہماری
عبث ہی آنکھون سے خون جاری وہ مہندی لگا چکے ہین

جو مین یہ کہتا ہون اونسی یکھو عبث ہے دو داغ میرے دل کو
تو کہتے ہین وہ چراغ ہمتو خدا کے گھر مین جلا چکے ہین

نہین ہے بیوجہہ عشقبازی رسا ہی تقدیر واسطی کے
جو سب سے کہتے ہین لن ترانی وہ اوسکو صورت دکھا چکے ہین

بے خیال یار زیب خانہ باغ دل نہین
بزم مین دولہہ نہین تور و نق محفل نہین

دل وہ ہم رکھتے ہین جس سے کہکو کچھہ حاصل نہین
چاہیے کہنا کہ پہلو مین ہمارے دل نہین

ہو کے بے پردہ نہ بیٹھین آپ زیر آسمان
دیدۂ شمس و قمر دیدار کے قابل نہین

عقل حیران ہے ہماری بزم حال و قال مین
سیکڑون بسمل ہین پر انکا کوئی قاتل نہین

برق آسا سیر ہستی اس دل مضطر نی کے
استراحت جسمین ہو ایسی کوئی منزل نہین

پار ہو کسطرح یہ ابسملون کا وقت ذبح
منزلون دریاے تیغ یار کا ساحل نہین

خوف ہے اتنا نہ اوسکو خون کی تہمت لگے
ورنہ دینا جان کا الفت مین کچھہ مشکل نہین

ہو گیا یکجان دو قالب مٹ گیا حرف دوئی
مجھہ مین اونمین ابتو پردہ ایک بھی حائل نہین

دیکھتا ہون بیشتر مردونکو زندہ خواب مین
غافلون کو زندہ سمجھون اسقدر غافل نہین

عکس ہے میرے سویدای دل پر داغ کا
جلوہ گر اے لالہ رو عارض پہ تیرے تل نہین

طالبان نطق سے کرتا ہی ایما وہ دہن
نقطہ سو ہو م ہون تقسیم کے قابل نہین

آپ سے جاتا نہین کو چہ مین اوسکے بار بار
کیا کرون مجبور ہون قابو مین میرے دل نہین

جوہر فرد اس سراے دہر مین ہون مین غریب
سب مین شامل ہون مگر مجھہ مین کوئی شامل نہین

ہے کمی باتون سی تیری شیشۂ دل چور چور
کوئی کیا واقف کہ آواز شکست دل نہین

شوق لیجائیگا مجھکو کعبۂ مقصود تک
واسطی کچھہ احتیاج رہبر منزل نہین

سحر ہوتی نہین ہی کون شب اس زلف فانی مین
خیال انسان کو پیری کا لازم ہی جوانی مین

جو عالی رتبہ ہین در کار کیا امداد غیر اونکو
فتیلہ ہی نہ روغن ہے چراغ آسمانے مین

تمہاری نالہ کش ہیطاقتی مین رکھتی ہین طاقت
فلک سر پر اوٹھا لیتے ہین زور ناتوانی مین

بجا ہی زاہدان خشک اگر می سی گریزان ہون
کہ کاغذ پیہگ کر بیکار ہو جاتا ہے پانی مین

لب شیرین کی دونون کھینچی بیٹھے ہین تصویرین
نمکدان بھی نہ ہو جاوے کہین بہزاد و مانی مین

جو گل جو لالہ ہے اسمین ہمیشہ ہی بہار اوسکے
خزان کا دخل ہو کیونکر میری باغ معانی مین

تمہارے شعلۂ عارض ہین آئینہ کا عالم ہے
گمان یہ سبکو ہوتا ہی لگی ہے آگ پانی مین

شب فرقت نہین آتی تو تاریکی سی ڈرتی ہی
وگرنہ شک نہین کوئی اجل کی مہربانی مین

نہین معشوق کا انکار بھی کچھ لطف سی خالی
مزہ موسی کو تھا کیا صدائے لن ترانی مین

مقابل ہمسے کیون ہوتی ہین یہ اغیار سی کہدو
ہماری آہ سوزان برق ہی آتش فشانی مین

جو پہنچین گے تو اوس کوچے مین عاشق مر کے پہنچین گے
ہوا ہی داخل جنت کوئی کب زندگانی مین

جو سرکش ہین احبا ہی ہین اونکی دشمن جانے
بجھے آتش اگر پڑ جاے آب زندگانی مین

نہین ہی بہت وصف تیغ ابرو سی کوئی خالی
تفاوت کیا میرے دیوان مین اور شمشیر خانی مین

پیری سمجھے جو دخت رز کو ہم معذور رکھہ واعظ
نہین کچھہ سوجھتا انسان کو ایام جوانی مین

خضر نے آبحیوان مین نہایا ہوگا اے ساقی
ملا جو ذائقہ ہمکو شراب ارغوانی مین

جو سنتا ہے ہمارا درد دل آتشفتہ ہوتا ہے
اثر افسون کا ہے اے واسطی اپنی کہانی مین

کسی سی دل لگا چکی ہین ہم اپنی ہستی مٹا چکی ہین
سزا محبت کی پا چکی ہین غضب کی صدمے اوٹھا چکی ہین

کہو یہ حور و نسی جائین باہر جو لیکے آئی ہین جام کوثر
نہین ہین پیاسا کہ آب خنجر ابھی وہ مجھکو پلا چکی ہین

کسی نی اوسکا پتا نہ پایا گیا جو کوئی وہ پہنچ آیا
کوئی کچھہ اوسکی خبر نہ لایا ہزار قاصد تو جا چکی ہین

پہن کے آئی لباس زرین کیا ہی سامان بہتر ین
کہ کمری کمری مین جای قالین ہم اپنی آنکھین بچھا چکی ہین

کمر وہ بال جسے دیکھنے کی تاب نہین — دہن وہ نقطہ کہ جسکا کہین جواب نہین
ہوئے ہین پیر بغل مین وہ بیحجاب نہین — عیان سحر تو ہوئی ہے پر آفتاب نہین
تمہارے حسن کے دیوان کا بھی جواب نہین — وہ کون شعر ہے اسمین جو انتخاب نہین
سمجھہ کے نرگس میگون کے بوسے لیتا ہون — حرام شرع مین جو ہے یہ وہ شراب نہین
کسی لحد مین نکیرین کا ہے اندیشہ — سوال لاکھہ کرین وہ یہان جواب نہین
بنے ہین پھول سیہ مستے بہار سے جام — وہ کون سرو ہے جو شیشۂ شراب نہین
کمر سے یہہ دہن یار کا اشارہ ہے — تیرا نظیر نہین ہے مرا جواب نہین
گلون کو خشک کیا یہہ تمہارے چہرے نے — کہ اب کی سال کہین شہر مین گلاب نہین
امام سبحہ کہین کیون نہ شیخ شہر کو ہم — بزرگ تو ہے مگر داخل حساب نہین
تڑپ رہا ہون کہین نام کو نہین آنسو — طلسم تازہ ہے یہ برق ہے سحاب نہین
ہمیشہ دل مین تصور ہے اوسکی عارض کا — بغل مین ذری کے کس ذر آفتاب نہین
ہزارون ہونگے سوار مین اونکی شہرہ پیدا — یہ خیر خواہ اگر ہمرہ رکاب نہین
مجال کسکی ہے یارب کرے جو شکر ادا — کہ نعمتین تیری بیحد ہین کچھہ حساب نہین
وہ بادہ کش ہون کہ باران سے شاد ہوتا ہون — ہلال عید ہے مجھکو رگ سحاب نہین
شراب کو تیری فرقت مین جانتا ہون لہو — نظر مین آبلہ ہے شیشۂ شراب نہین
کرے جو غیر تیرے رخ کی یاد کیا حاصل — جو گبر حافظ قرآن ہو کچھہ ثواب نہین
حیات پیر مغان کی دراز ہو یارب — جہان مین کون ہے اس سے جو کامیاب نہین
ہزار نالہ و زون کرے ہزار تو کیا — وہ نغمہ سنج ہون وہ کچھہ میرے حساب نہین
رہا نہ زہد مین باقی وہ خشک و ترکا فرہ — قدح مین بادہ نہین سیخ پر کباب نہین

شب فراق مین بھی واسطی ہے سخت عذاب
تمام رات ہوئی چشم تر مین خواب نہین

وطن سی دور حاصل یہی جو دولت ہو تو کیا حاصل
تماشا کون دیکھے ہو جو رقصان مور جنگل مین

دیار عشق مین دستور ہین چار ایک سلطانے
تفوق ہی مجھی فرہاد و قیس و واثق و نل مین

میرے ویرانے مین وہ خسرو خوبی جو آجائے
ابھی عشرت کی ساماں ہون ابھی منگل ہو جنگل مین

گلستان مین جو وصف عارض گلرنگ مین لکھون
ورق ہون صرف آٹھون جنتو نکی باب اول مین

یہی کہہ کہہ کے دلکو واسطی تسکین دیتا ہون
بلایا ہی اونہین آجائین گی وہ آج ہی کل مین

ہون وہ دیوانہ کہ ندان مین جو کہتا ہون
بیڑیان توڑ کے جنگل کو نکل جاتا ہون

تم جو ہوتے نہین پہلو مین تو ہوتا نہین ہوش
تم جو آتے ہو تو مین آپ مین آجاتا ہون

تیرے سمجھانے کی حاجت نہین کچھ ایسا ناصح
مانتا کب ہے بہت دلکو مین سمجھاتا ہون

شوق رہتا ہے مجھے کسکی ہم آغوشی کا
ہاتھہ پھیلا کے جو ہر بار مین رہجاتا ہون

صبر کر صبر وہ آج آئینگے کل آئینگے
دل مضطر کو یہہ کہہ کہکے مین بہلاتا ہون

روش ناز مین اتنا بھی نہین اونکو خیال
کسکا سر ہے مین جسے پاؤن سی ٹھکراتا ہون

طاقت دل ہوئی زائل بھی غم فرقت سے
اب جو نازا ونکے اوٹھاتا ہون دبا جاتا ہون

زاہد و کفر نہین عشق کسے ملت مین ÷
لو مین ایمان محبت کی قسم کھاتا ہون ÷

نہین کرتا ہے کوئی مجھکو ہدف تیر افگن
لاکھہ گوشون مین کمانون کی مین چلاتا ہون

عمر گذری کہ ہون ایذائے مرض سی دلتنگ
نہ اجل آتی ہی مجھکو نہ شفا پاتا ہون

اے پری کون ٹھکانا ہے میرے وحشت کا
بیٹھے بیٹھے تیرے کوچہ سی بھی اوٹھہ جاتا ہون

تمہین انصاف کرو دلمین تم اپنے سوچو
حرف شکوے کا زبان پر مین نہین لاتا ہون

عمل زشت کی پہونچی ہے یہانتک نوبت
ابتو العفو بھی کہتے ہوے شرماتا ہون

دل تو دینے کو دیا سوچ کے لیکن انجام
ہاتھہ ملتا ہون مخجل ہوتا ہون پچھتاتا ہون

واسطی بیخبری سے نہین اتنی بے خبر
کون ہون مین کدہر آتا ہون کدہر جاتا ہون

آخر شب وصل مین وہ آچکے تھے راہ پر
کے قیامت بول اوٹھا مرغ سحر کو کیا کہون

یار کو لکھا جو خط جاکر دیا وہ غیر کو
یہ بھی قسمت کا لکھا اب نامہ بر کو کیا کہون

تہا دہن بعد دم سوا وسکو عدم سے دی مثال
سوچتا ہون اس سے بڑہ کر اب کمر کو کیا کہون

اوسکے تیغ ابرو و تیر مژہ کو دیکہہ کر
دل تو دل تڑپا ہی جاتا ہی جگر کو کیا کہون

ہو چکے تکرار پردہ رخ سے اوٹہا یار نے
کی کمی کسوقت مین اپنی نظر کو کیا کہون

کہل گئی اوسپر محبت فاش پردہ ہوگیا
ایک دم رو کی نہ آنسو چشم تر کو کیا کہون

بی پڑے ہے خط یار نے ٹکڑے کیا کیا جواب
نامہ بر کہتا ہے جاکر اس خبر کو کیا کہون

واسطی ناصح نصیحت کر کے ٹہرا بے شعور
خود گرائی آبرو اس بدگہر کو کیا کہون

نہ خوش ہون سیر گلشن سے نہ جی لگتا ہی جنگل مین
تمنا ہی کوئی قاتل بلائی مجہکو مقتل مین

اوڑائی خاک شہر و بن کبہی جا جا کے جنگل مین
وہ مجنون ہون کہ سیکہا کام سب صد مفصل مین

سنون دشنام مین جب اوسکے لب لعل شکر خا سے
نہ کیونکر شہد کا اوٹہی مزہ اس تلخ حنظل مین

مری کرتا ہی صوفی بزم مین طاؤس گلشن مین
تماشا رقص بسمل کا ہی قاتل تیری مقتل مین

بہار حسن اوس گل کی بڑہی کی خط نکلنے سے
شکوفہ پہولنا باقی ابہی ہی سبز کوپل مین

ضیا خورشید تابان کی عیان ہے چار پرد و سے
چہپاتی ہو عبث تم چہرہ روشن کو آنچل مین

یقین ہی ناف آہو بسملون کی زخم ہو جاوین
شمیم گیسوی مشکین صبا لائی ہی مقتل مین

نہین میخانہ کوئی گلشن شاداب ساقے
سیہ بدلی مین بجلی یا می گلگون ہی بوتل مین

یہ کسکی آمد آمد ہے یہ کیا ہنگامہ برپا ہے
ذرا ڈہونڈہو میرا دل کہو گیا ہی آج ہلچل مین

عجب کیا ایک ہی چہٹی مین سو طوفان جوش برپا ہو
ہوا اپنی آنکہہ کا پردہ اگر پیوند با دل مین

ہوا ہون پر لیکن دل نہین خالی ہی گرمی سے
بہت پوشیدہ اخگر زیر خاکستر ہی منقل مین

اندہیری کوٹہری مین کچہہ نظر آتا نہین زاہد
خدا جانی کہ می ہی یا مہر ابہی شیشہ بوتل مین

کس سے علاج ہو سکے تیری مریض کا
روے زمین پہ عیسے گردون نشین نہین

خالی ہے جسم دل سے مرا پاس یار کے
یہ بھی عجب مکان ہے کہ جسمین مکین نہین

نفرت سہی جہانمین رفعت سے عمر بھر
ہون وہ گدا مکان مین میری شہ نشین نہین

وہ زار تھا جو آئے میری قبر پر ملک
سمجھے کہ اس مکان مین کوئی مکین نہین

ہو چشم معرفت تو زمانہ ہو آئینہ
ظاہر کہان جمال جہان آفرین نہین

وہ کون میکدہ ہے جو ساقی نہین ہی خلد
موجود دخت رز ہے اگر حور عین نہین

کلمہ تمہارے نام کا پڑھتا ہون آج تک
یٰسین کی احتیاج دم واپسین نہین

پڑھیے تو میرے نامہ کو مضمون کہلے گا صاف
لکھا قلم کا ہے کوئی خط جبین نہین

دیکھون گا اوسکو دور سے نزدیک واسطی
دل تو ہے میرے پاس اگر دور مین نہین

اول تو مین اوس کو جہین جاؤن کہ نجاؤن
پھر سوچ یہ ہے جا کے پھر آؤن کہ نہ آؤن

یہ مسئلہ بتلائیے اے مجتہد العصر
اک بت ہے اوسی دیکھنی جاؤن کہ نجاؤن

دو گام مجھے شوق نکلنے نہین دیتا
پھر چھپاؤنے اوس کو جہین چھپاؤن کہ نچھاؤن

ہون دید کا بھوکا تمہین انصاف سے کہدو
جب وہ نہ ملے رنج مین کھاؤن کہ نکھاؤن

دیدار دکھا جلد اولٹ چہرے سے پردہ
ہے آمد غش ہوشمین آؤن کہ نہ آؤن

ایدل تک و دو شرط ہے آئندہ مقدر
سرگشتہ تجسس مین ہون پاؤن کہ نہ پاؤن

کہٹراگ ہے یہ راگ تیرا ہجر مین مطرب
اپنی سی مین وحشت زدہ گاؤن کہ نہ گاؤن

انگیا کی جو چڑیا پہ پڑا ہاتھ نہ تنگ
طائر ہے اسی دام مین لاؤن کہ نہ لاؤن

اے واسطی آتے ہین وہ دل توڑنے لیکن
ہے سوچ حرم ہے اسے ڈہاؤن کہ نہ ڈہاؤن

مین تو کہتا تھا کہ اس درد جگر کو کیا کہون
کچھہ سنا جا کر کہا کچھہ نامہ بر کو کیا کہون

جوش وحشت مین نہین ملتی جو لڑکے راہ مین
پھوڑتا ہون خود سر اپنا لیکے پتھر ہاتھہ مین

دولت نظارۂ معشوق پا سکتا ہے کب
منہ تو دیکھے آئینہ لیکر سکندر ہاتھہ مین

ہی نہایت شعلہ ور وہ آتش رنگ حنا
مچھلیان کیونکر نہ بنجائین سمندر ہاتھہ مین

اے پری زیورنی تیرے مجھکو دیوانہ کیا
ہتکڑی پہنے جو دیکھے حلقۂ زر ہاتھہ مین

ہجر جانان مین ملون ایسی کف افسوس مین
محو ہون جتنی لکیرین ہین برابر ہاتھہ مین

بسملون کے استخوان کتنی ہین قاتل مثل موم
تیز ہے کتنی چھرے اللہ اکبر ہاتھہ مین

دیکھکے پھولون کو ہم سمجھے کہ اس گلزار مین
اونکو آتی ہے ہنسی رکھتی ہین جو زر ہاتھہ مین

ہجر ساقی مین می گلگون لہو سے کم نہین
ہے ہتیلی کا پھپولا مے کا ساغر ہاتھہ مین

قتلگاہ سوز الفت مین ہین ہم مانند شمع
رکھتے ہین ہر وقت کتنی کی لیئے سر ہاتھہ مین

جسم مین اپنے تپ غم سے حرارت ہی کہان
وقت گلبازی نہ کیونکر گل ہو اخگر ہاتھہ مین

رقص مین جب ہاتھہ اوٹھاتی ہین مین مجھا تا ہون قتل
نیچون کا کاٹ رکھتے ہین ستمگر ہاتھہ مین

چاہیے صورت کوئی تسکین خاطر کی لیئے
ہو تصور دلمین یا تصویر دلبر ہاتھہ مین

کل تلک تھا تاج دولت جنکی سر پر واسطی
آج وہ کاسہ لیے پھرتی ہین در در ہاتھہ مین

ثابت ہوا کہ تجسا جہان مین حسین نہین
جو چیر لکھنؤ مین نہین ہے کہین نہین

بیوجہ آپ سے میری چین جبین نہین
ہان ہان نہین پسند تمہارے نہین نہین

جس دل مین نقش نام ترا ای حسین نہین
انگشتری تو ہے مگر اوسمین نگین نہین

قاصد سے ہو قصور جو کوئی تو کیا عجب
سب ہین بشر یہان کوئی روح الامین نہین

بنتا ہے کسلیے دل صد چاک پر میرے
بے چاک دیکھلے کہ تیرے آستین نہین

جاتا کہان حوادث عالم سے بھاگ کر
کس جا یہ آسمان نہین یہ زمین نہین

کیونکر پھرین جہان مین نہ مردے ترے پرے
کرنیکو میرے روئی سی کر بہر زمین نہین

ایک نالہ بہی جو فرقت مین کرون لسی بلند
گر پڑے پھٹ کر یقین ہی آسمان پر آسمان

ماہ نو دیکہا جو ہجر یار مین ثابت ہوا
قتل کرنے کے لیی لایا ہے خنجر آسمان

واسطی کس مہروش کو صید ماہی کا ہی شوق
ہین ستارے مچھلیان دریای اخضر آسمان

بات کب بے سر و پا کہتے ہین
ہم تو زلفون کو بلا کہتے ہین

مین تو کہتا ہون کہ مین عاشق ہون
اونسے پوچہو تو وہ کیا کہتے ہین

دم نکل جاے غم الفت مین
ایسے مرنے کو شفا کہتے ہین

کعبہ رویون کیطرف مائل ہے
دل کو ہم قبلہ نما کہتے ہین

کسکی طاقت ہے کہ دی اونکو جواب
جو وہ کہتے ہین بجا کہتے ہین

آئے بے وعدہ وہ میرے گہر مین
اسکو نا ئید خدا کہتے ہین

وہ ہے دیتے ہین ہین داغ پہ داغ
جنکو ہم ماہ لقا کہتے ہین

ماسوے اللہ نہین ہے کوئے
اس سے ہم بت کو خدا کہتے ہین

لن ترانے کے سوا کچہہ نہ کہا
اسکو شرم اسکو حیا کہتے ہین

ہے وہ سجدہ گہ اہل نظر
جسکو نقش کف پا کہتے ہین

واسطی چہوڑ بتون کے الفت
تجہکو دیندار برا کہتے ہین

قتل کرڈالین مجہے مہندی لگا کر ہاتہہ مین
یہہ ستمگر کیون لیی پہرتی ہین خنجر ہاتہہ مین

جیتے جی تہی یار کے زلف معنبر ہاتہہ مین
حشر مین اوٹہین گے ہتکڑیان پہنکر ہاتہہ مین

سنکے مجہہ دیوانہ خوسی شکوہ خط جبین
کہتے ہین سر پہوڑ اپنا لیکے پتہر ہاتہہ مین

نا قبول خلق ہون ایسا کہ دون جسکو مین دل
پہینک دی اس جنس ناقص کو وہ لیکر ہاتہہ مین

بد کی بازی جان کی چوپڑ ہو کہیلی یار سے
داؤ گون پانسے پڑی ہار کیا ہر ہاتہہ مین

ہو کے غافل نہ کبھے ابلق ایام سے بیٹھہ
شہسوار دن کو دکھاتا ہے چالاک زمین

دور کردیگا گناہون کو میرے گریۂ شرم
پاک ہو جائیگی باران سے یہ ناپاک زمین

آج قبضے مین جو اسکے ہی تو کل اوسکی پاس
حق تو یہہ ہی کہ کسی کے نہین املاک زمین

بیٹھہ رہنے سے جہان پاؤن حوادث سی نجات
کوئی ایسی نہین ملتے تہ افلاک زمین

نیک و بد اپنی ہی اعمال سے ہوتا ہی بشر
پاک مسجد کی سے ہے میخانہ کی ناپاک زمین

سر پہ ہے موت فلک قتل پہ باندہی ہی کمر
منتظر گور لگائی ہوے ہے تاک زمین

دل جو ڈوبے تو ملے کوچۂ جانان کا پتا
غوطہ کہائے تو چھوی بحر کی پیراک زمین

دفن ہو کر جو مرا لاشۂ عریان تڑپے
پھٹ کی صد جا سے بنی جامۂ صد چاک زمین

ناتوانی سے کہان جسم کا باقی ہی نشان
دفن ہونگا تو دبائی گی مجھی خاک زمین

واسطی خوف یہہ رونی سی مجھے رہتا ہے
غرق کردے نہ مرا دیدۂ نمناک زمین

ماہ کو کرتا ہے چاندی مہر کو زر آسمان
کوئی پیر کیمیا گر ہے مقرر آسمان

مین ٹھہر جاؤن تو پہر یہہ بھی ٹھہر جائی ابھی
میرے چکر کے سبب کہاتا ہی چکر آسمان

پادشاہ فقر ہون میرا یہی ہی تخت و تاج
پاؤن کے نیچے زمین ہی اور سر پر آسمان

سبز کیا ہو غیر پالے میری کشت امید
منہ کے بدلے روز برساتا ہی پتھر آسمان

ہین وہ نادان جو می عشرت کی رکہتی ہین امید
دیکہہ لین اہل زمین اولٹا ہی ساغر آسمان

ہے ترقی پر میرے پائی جنون کا آبلہ
آج ہے گنبد تو کل ہوگا یہہ بڑہکر آسمان

چشم مہر اوس مہر کی میر کیطرف ہونی تو دو
پھر ستاتا ہے مجھی دیکہون تو کیونکر آسمان

ہین ہمارے پاس بہی اوس کیطرح داغ و سرشک
کیا دکہاتا ہے ہمین مہتاب و اختر آسمان

منہ مین تب پڑتا ہے لقمہ کاسۂ سائل کیطرح
جب حریصون کو پہرا لیتا ہی در در آسمان

خاک سی میرے اوٹہا کرتی ہین اکثر گرد باد
مر گئے پر بہی مجھے دیتا ہے چکر آسمان

دکھلاؤ ذرا بتو شکل کہ مانند آئنہ — آنکھین ہوئین سفید غم انتظار مین
ساکت جو پیشوا ہو تو کیا اوس سی فایدہ — تسبیح کا امام نہین ہے شمار مین

امید اوسکی آنے کی کیونکر ہو واسطی
آتی نہین اجل بھی شب انتظار مین

جیسا کہ تیرہ گھر ہے مرا انتظار مین — ہوگی نہ اسطرح کی سیاہی فرار مین
کہاتے ہین داغ یاد رخِ کلعذار مین — سودا چمک گیا ہے ہمارا ابھار مین
سو گل شگفتہ ہون چمنِ روزگار مین — وہ گلبدن ہے ایک ہین کہ دو ہزار مین
کلفت زدون کو دیکھہ نہ ذلت کی آنکھہ سی — شاید ہو شہسوار کوئی اس غبار مین
کھولے گے اسکو آکے کلید ہلالِ عید — روزہ جو قفل ہے دہن روزہ دار مین
نالے ہمارے توپ کے گولون سی کم نہین — کیونکر لگے نہ آگ فلک کے حصار مین
ثابت ہوا کہ مجھسے مکدر ہے آجتک — نامہ لکھا ہے یار نی خط غبار مین
اب بھی جگر کے آگ سی شعلے بلند ہین — کیونکر فرشتے آئینگے اپنے فرار مین
حافظ خدا ہے بال و پرِ عندلیب کا — پھولے ہین گل کہ آگ لگی ہے بہار مین
ثابت کرین جو خط مین وہ قاصد کوئی خطا — کھید بجیو کیا ہے رقم اضطرار مین
چکرا رہا ہے شعلہ جوالہ کے طرح — داغ فراق اپنے دلِ بیقرار مین
تھا زار اسقدر کہ نہ مردہ مرا ملا — ڈھونڈہا کیے ہزار فرشتے مزار مین
ہو یاد چشم مست کی ہمراہ رخ کا دہیان — ساقی ہے لطف بادہ کشی کا بہار مین
گیسو مین اوسکی پھنسکی ہین خوش عاشقونکی دل — ہین مست بوی مشک سی آہو تتار مین

ہے یاد زلف یار سیہ ابرو واسطی
طاؤس کا ہے جلوہ دل داغدار مین

مرکے آرام مجھہ ادارہ کو دی خاک مین — آپ ہی چرخ مین ہی صورت افلاک مین

دل کی تسکین کے لیے طالب دیدار تیرے
آنکھ دیوار کے رورن ہی لڑا جاتے ہین

داغون کی مجھی کسطرح سی صحبت ہو پسند
مغز بک بک کی مرا روزیہ کہا جاتے ہین

تیغ نالہ کبھی کرتا ہون جو فرقت مین بلند
دب کے خورشید و قمر چوٹ بچا جاتے ہین

ہون وہ پیاسا طلب آب جو ہوتی ہی مجھے
سب حباب لب جو آنکھ چرا جاتے ہین

روند کر خاک میرے پای حنا بستہ سے
چادر گل وہ سر قبر چڑہا جاتے ہین

روبرو آتی ہوئے ہی اونہین ہر چند حجاب
شکر ہے خواب مین تو شکل دکہا جاتے ہین

کیا طبیعت مین کجے ہی کبھی آتے ہین اگر
ترچہیان وہ مجھی دو چار سنا جاتے ہین

واسطی ملتی ہے فرصت تو زیارت کے لیی
طرف روضۂ محبوب خدا جاتے ہین

کیون بار بار جاؤن نہ مین کوی یار مین
مجبور ہون کہ دل ہی نہین اختیار مین

کیا دل کا ذکر الفت دندان یار مین
سوراخ ہے دل گھر آبدار مین

نازک دماغ کون ہے ہمسا کہ بعد مرگ
عالم ہے بوی گل کا ہماری غبار مین

ابرو ہے اوسکا کلفت دل کی سبب نہان
رویت ہلال کے نہین ہوتی غبار مین

پوچہو نہ حال کچہہ دل صد پارہ دیکہہ لو
آئینہ شکستہ ہے میرے کنار مین

مانند سرو گلشن آفاق مین ہین ہم
رہتا ہے ایک حال خزان بہار مین

اوس بت سی وصل ہو تو تعجب کی جا نہین
کسکو ہی دخل قدرت پروردگار مین

بعد فنا جو ساتہہ دل بیقرار ہے
کیا خاک چین آئے گا ہمکو مزار مین

رد کر کیا ہے مجھکو میری چشم تر نے قید
باندہا ہے جسم زار کو اشکون کی تار مین

مارا ہے ہمکو لالہ رخون کے فراق نے
مردہ بھی دفن ہو تو کسے لالہ زار مین

حاجت چراغ و شمع کے کیا ہی سر مزار
داغون کی روشنی ہی ہماری مزار مین

پوچہو نہ ہمسے دل کا خیال بتان مین حال
بت آرہے ہین خانۂ پروردگار مین

کب خیال رخ دلدار مین بیتاب نہین
کب مرا طائر دل طائر سیماب نہین

بے سبب آتش فرقت سی مین بیتاب نہین
دل پر سوز کم از طائر سیماب نہین

ہون وہ میکش مجھی کافی ہی مرا شیشۂ دل
ساقیا کچھ لب طمے مین پر سر خاب نہین

کسقدر ہی تیری رخسارہ روشن مین چمک
چودھوین رات کو یہ جلوہ مہتاب نہین

آپ کا منہ ہی کہ خاموش مین رہجاتا ہون
ورنہ اغیار کی باتون کی مجھی تاب نہین

جو شگفتہ نہ ہو کیا اوس سے ملاقات کا لطف
قابل سیر نہین سبزہ جو بشاداب نہین

تیغ قاتل کے تلے کیون ہی جہان سر نہ سجود
عقل حیران ہی کہ یہ کعبی کی محراب نہین

کام ہمجنس کی آتا نہین ہمجنس کبھے
ناخن موج سے حل عقدۂ گرداب نہین

روز و شب کیون مجھی رکھتا ہے فلک چکر مین
ای جنون کچھ مین بگولا نہین گرداب نہین

کیون یہان روز گلی کٹتی ہین جانبازون کے
کوچہ یار اگر مسلخ قصاب نہین

یا خدا کیون اسی گردش ہی سبب کیا اسکا
بحر الفت مین سفینہ مرا گرداب نہین

ہی مرا خانہ تاریک بھے ظلمات مگر
دنکو خورشید نہین رات کو مہتاب نہین

آتشین رخ کو تیری دیکھ کی کیا دل ٹھہرے
قایم النار کسے طرح یہ سیماب نہین

تو بھی حامل کیطرح صاحب تسخیر ہے کیا
ہی پری شیشے مین ساقی یہ مئی ناب نہین

وصل کو تیرے سمجھتا نہین مین خواب خیال
خواب مین بھی یہی کہتا ہون یہ کچھ خواب نہین

واسطی رونیکو پہلے مین ہنسی سمجھا تھا
اب یہ رونا ہی کہ آنکھو مین مری آب نہین

موجۂ باد بہارے اگر آجاتے ہین
دل مین دیوانون کی اک آگ لگا جاتے ہین

دل کا احوال جو کرتا ہون بیان مین اوسسے
سنکی اس کان وہ اوس کان اڑا جاتے ہین

رات بہر غش مین پڑی رہتی ہین بیمار تیرے
صبح کی وقت کبھی ہوش مین آجاتے ہین

کون پھولون کی نظارے کیا ہی ہمسا مشتاق
ہر سحر باغ مین ہمراہ صبا جاتے ہین

ہزار بار کہا ناصحو خموش رہو ۔ وہ مانتی نہین اپنی ہی گائی جاتے ہین
طبیب دیکھہ کی بولا مریض الفت کو ۔ کہین جہان مین مردی جلائی جاتے ہین

ترا ہی کام ہے اے واسطی تحمل عشق
کہین پہاڑ کسی سے اوٹھائے جاتے ہین

نہین اپنا دل پر داغ قیدی اوسکی کاکل مین ۔ لگا ہی پھول لائے گا یہ گویا شاخ سنبل مین
لہو روئی ہی ایسا اشتیاق وصلت گل مین ۔ کہ مثل برگ گل رنگین ہی پردہ چشم بلبل مین
میری نزدیک تو ای باغبان اس موسم گل مین ۔ زر گل کی مناسب پیچنی ہی پای بلبل مین
پہنچی جاتی ہین پر دی کان کے لیکن ہین گل خندان ۔ اثر کہا عجب اللہ نے فریاد بلبل مین
لگایا ہاتھہ گلچین نے اگر بھولی سی ہی گل کو ۔ یہ چلائی کہ تی لگ گئے آواز بلبل مین
ہوئی حاجت گزرک کی جب چمن مین بعد مدت سے ۔ کباب اوس گل نی بلبل کی لگا آتش گل مین
ہوائی باغ عالم کچھہ اگر انصاف پر آئے ۔ پیا جائیگا بلبل کا مردہ اطلس گل مین
عذاب جان عجب الفت ہی ان ہر دو جنونکی ۔ شکایت کرتی ہین ابتک فرشتی چاہ بابل مین
وہ اپنی اشک طوفان زا ہین جسکی ایک لطمی سے ۔ برنگ موج پر ماہی تزلزل آسہنے بیل مین
ذرا سی چشم پوشی مین ہزارون ہو گئی بسمل ۔ نئی جوہر ہین ای قاتل تیری تیغ تغافل مین
نچھوٹیگا نچھوٹیگا کبھی دل عشق مژگان سے ۔ پھنسایا ہی مجھی تقدیر نی موذی کی چنگل مین
وہ بحر حسن بھر غسل میرے ساتھہ اگر آئے ۔ کرونگی سجدہ شکرانہ محراب ابرو مین
نہین جاتا تصور حلقہای زلف جانان کا ۔ بسر ہوتی ہی اپنی عمر اسی دور سلسل مین
نہین ہی عیش خالی غم سی اس گلزار ہستی مین ۔ بہار آتی ہی پہر صیاد آیا فکر بلبل مین
پڑا ہی عکس اسمین کسکی چشم مست کا ساتے ۔ کہ کیفیت زیادہ ہو گئی ہے نشہ مل مین

رہائی واسطی دام بلا سی سخت مشکل ہے
پھنسا ہی یہ دل شامت زدہ سودای کاکل مین

شب وصلت مین ہمسی ہر گھڑی گھبراکی کہتی ہین — بچھیڑ دو ورنہ فرق آجائیگا ضامن سلامت مین
کسنے خمی کو ہی میری طرح کب دے دی لذت — نمک مینی بہرا ہی اپنی ہاتھون ہر جراحت مین
رہا اندیشہ ہمکو قبر کی ظلمت سے کیا واعظ — بسر کی زندگی تاریکی شبہای فرقت مین
یہان ضعف و نقاہت سی نہین ہے باتکی طاقت — ملک کس سی کرینگی پرسش اعمال تربت مین
طبیعت پائی ہی ہمنے بہی ابراہیم ادہم کے — فقیری کا مزہ باقی ہی ہمکو ملک و دولت مین
یہ رنگ بیخودی جہایا کہ بہولا یا دلیلی کے — قدم مجنون نی جب رکہا میری صحرای وحشت مین
نظر کرتی نہ تہی یا ہوتی ہین اب ہم سخن ہمسے — خدا جانی کہ کیا بات آگئی اونکی طبیعت مین
کرین پہلی دل اپنا صاف اہل شرع سے کہدو — صلوۃ و صوم ہین بیکار فرق آئی جو نیت مین
ادا و ناز و شوخی و شرارت عشوہ غمزہ — سراپا سحر رکہا ہے خدانی اوسکی خلقت مین
نہ اوٹھا اونسی ہرگز جو اوٹھایا بار عشق اسنے — مگر انسان زیادہ ہی فرشتونسی بہی طاقت مین
مثل سچ ہی نہین رہتا ہی قت اور بات ہی — وہی ہی دوست کرتا ہی جو شرکت رنج و محنت مین
ہوا کرتی ہین اپنی کام مین ہشیار دیوانے — گلی مین یار کی دہونی لگائی ہمنی وحشت مین
خدا زردی تو کچہ راہ خدا مین چاہیے دینا — خیال انجام کا انسان کو لازم ہی فراغت مین

پس دیوار مین اے واسطی نالی نہین کرتا
خلل ایسا نہو پڑجاوے اونکی خواب راحت مین

ہزار در سے ہم اونکے اوٹہائی جاتی ہین — قرار دل کو نہین اسپہ جائے جاتی ہین
مقام کون تہا مشکل جہان نہ ٹہہرا مین — ابہی تلک وہ مجہی آزمائے جاتے ہین
ہوا یقین کہ چہپ کر گئے تہے غیر کے گہر — کہ چہیڑتا ہون مین جون جون وہ پائی جاتے ہین
جواب دے چکے تم قطع ہو چکے امید — ہمین ہین جو در دولت پہ آئی جاتے ہین
مکان دل سے غم و درد ہونگی کب رخصت — یہ مہمان تو کلیجے کو کہائے جاتے ہین
ہوا ہی کیا کوئی عاشق یہ سوگ ہے کسکا — چہڑے اوترتی ہین جوشن بڑہائی جاتے ہین

بہار آئی جنون کا جوش ہی صحرا کو جاتے ہین — بگولی لینے آئی ہین ہمین آہو بلاتے ہین
بڑے بیرحم ہین پر رحم وہ اتنا تو کہاتے ہین — کہ اپنے بسملون کو تیغ کا پانی پلاتے ہین
بہار آئی نہین جھوئی خبر مجھکو سناتے ہین — سمجھتا ہون کہ یہ صیاد بی پر کی اوڑاتے ہین
تمہاری زلف پیچان کو جو داغ دل دکہاتی ہین — فسونگر ہین چراغ آگی وہ کالی کی جلاتے ہین
طرف کعبی کی جائین یا سوی تجانہ ہم دیکہین — خدا پہلے بلاتا ہی کہ بت پہلے بلاتے ہین
بتان سنگدل سے دل لگانا سخت غفلت ہے — عبث ہم ہاتھہ پتہر کی تلی اپنا دباتے ہین
سبوی مے ہمین ظرف وضو پیارا ہی زاہد کو — مثل صحیح ہے کہ خیر اپنی قدح کی سب مناتے ہین
نمک فشانیان دیکھی تو کوئی ان حسینون کی — ہماری زخم ہنستے ہین تو اوپر مسکراتے ہین
جنازی دیکھکر رستی مین ہم یارونکی کہتے ہین — چلو تم آگی آگی ہم بہی پیچہی پیچہی آتے ہین
وہی لطف وغضب اونکا ہی ہمپر بعد مرنی کے — چڑہاکر پہول تربت پر وہ تیوری بہی چڑہاتے ہین
اوٹہائے بار الفت کیا فلک پشت خمیدہ سے — ہمین ہین وہ کہ یہ بار گران سر پر اوٹہاتے ہین
بہلا ان ناصحون کو فایدہ کیا ہی نصیحت سی — زبان اپنی تہکاتی ہین ہمارا مغز کہاتے ہین
خدا حافظ کہ پہر آتی ہی شامت تیرہ بختون کی — سنا ہی آج پہر آنکہو نمین وہ سرمہ لگاتے ہین
غریزون نے کیا ثابت میرا مرنا حسینون پر — دم یاسین جو مجھکو سورہ یوسف سناتے ہین
گران عکس در دندان کا مالا ہی جو سینی پر — کمر اونکی لچکتی ہے قدم رک کر اوٹہاتے ہین
ابہی اوٹہہ جائین گی کعبہ نشین گر ہین خفا ہمسے — برہمن بہیجکر بت دیر مین ہمکو بلاتے ہین
نہین بیوجہ اونکا بیٹہنا در پردہ چلمن مین — ابہی کم سن ہین شرماتی ہین ہمسے جہپاتے ہین

تصور یار کا ہر وقت ہی کنج قناعت مین
کہین اے واسطی ہم اندنون آتی نہ جاتی ہین

بظاہر گو کہ دہبا لگ گیا اپنی طریقت مین — مگر عشق بتان بہی حق پرستی ہی حقیقت مین
مین دیوانہ اگر آؤنگا نالان یا دقامت مین — قیامت اور برپا ہوگی صحرای قیامت مین

ہمارے پنجۂ مژگان ترنے یہ لیے لیتے
کہ موجون کیطرح سو چاک ہین دامان ساحل مین

نہین کچھ احتیاج روشنی مستونکو ای ساقی
چراغ و شمع ہین مینا و ساغر انکی محفل مین

عدم سے آکے ہستی مین نہو آرام کا طالب
بجز ایذا کہان ہر دکو راحت قطع منزل مین

شگفتہ مثل گل ہو غنچۂ تصویر کیا ممکن
نہین کھلتی ہے ہرگز جب گرہ پڑجاتی ہے دل مین

وہ مجنون ہون کہ سمجھا مسئلہ دور و تسلسل کا
مقدر نے کیا پابند جب طوق و سلاسل مین

ترے عشاق کو ای گل کرین یا بل تو ہم جانین
شگوفہ چھوڑنا آتا ہے پھولونکو عنا دل مین

ترا وحشی جو طوق حلقۂ گرداب سے نکلا
میان بحر موجون نے اوسی جگہ ڈالا سلاسل مین

رہی حسرت نہ وقت نزع بھی وہ دیکھنے آئی
ہوا بی روح تن ارمان دلکی رہگئی دل مین

کرینگے واسطی میری مدد بھی قبر مین آکر
علی مشکل کشا ہین سب کے کام آتے ہین مشکل مین

یاد اوس حور لقا کی اگر آئے دل مین
سیر فردوس نظر آئے فضای دل مین

ہے وہ مختار ہمین یاد کرے یا نکرے
کسطرح کوئی کرے دخل پرائی دل مین

اہل غم سے ہی مجھے رشک وہ غمدوست ہو نہین
غم عالم کو جگہ دون جو سمائی دل مین

پھر کسی فتنۂ عالم پہ پڑے اپنے نگاہ
درد پھر اوٹھنے لگا بیٹھے بٹھائی دل مین

کب نہان پردۂ فانوس مین رہتا ہے چراغ
داغ کیونکر کوئی الفت کا چھپائے دل مین

سیر کرتے ہوئے گلیو نمین پھرا کرتے ہو
اسطرف بھی کبھی آجاؤ جو آئے دل مین

غم واندوہ کے اوترے ہین مسافر اتنے
کہ کہین جا نہین باقی ہی سرائے دل مین

یار کے مصحف رخسار کے حافظ ہین ہم
کئی آئی ہین زبان پر کئی آئے دل مین

رات دن ہجر مین شعلے جو اوٹھا کرتے ہین
آگ ہے آگ ہے شاید کہ بنائے دل مین

واسطی ظل ہما کی نہین خواہش ہم کو
خسرو وقت ہین ہم ظل ہمائی دل مین ✣

دیکھیے جس گھڑی روی یار کی تصویر ہے
ایک قرآن سے ہوئے عالم مین قرآن سیکڑون
مرگ کی مرمر چلی یا تیغ اوس سفاک کی
ہوگئے مجموعۂ ہستی پریشان سیکڑون

معرکہ آرا قلم کسکا ہے اپنے سامنے
واسطی جیتے ہین ہمنے ایسے میدان سیکڑون

زہاد بادہ کش ہوئے رائین بدل گئین
رندی سے اتقا کی بنا ئین بدل گئین
شکر خدا کہ فصل گل آئی گئی خزان
رت پھر گئی چمن کی ہوائین بدل گئین
وہ گل گیا جو باغ سے پہنچے نہان تلک
مرغان خوشنوا کی صدائین بدل گئین
بدبخت وہ ہون مجکو لبھاے اگر ملے
طوطی کیطرح آنکھہ گھٹائین بدل گئین
پھر ہیزگار پیر مغان کے ہوئے مرید
فصل بہار آتی ہے رائین بدل گئین
بیمار جے اوٹھے تو پرستار مر گئے
اللہ رے انقلاب قضائین بدل گئین

دکھلائے کچھ تو عشق نے تاثیر واسطی
رحم و کرم سے اوسکے جفائین بدل گئین

پڑا ہے داغ الفت کا جو ای مجنون تیرے دل مین
تامل سے جو تو دیکھے یہی لیلے ہی محمل مین
نہین ہے تیغ پر خم جلوہ گر یہ دست قاتل مین
ہلال عید ہے روز شہادت چشم بسمل مین
اوٹھائے جور دربان کے پہونچین اوسکی محفل مین
خلش آسان خار راہ کی ہی شوق منزل مین
طلب ہونگے جو وہ محشر مین عاشق سا تہ جائینگے
گذر ہے شمع کے ہمراہ پروانونکا محفل مین
ہوئے مدفون تو رہن کیطرح درد کفن آیا
ہوئے جامے سے باہر ہم مسافر پہلی منزل مین
تعجب کیا اگر معشوق عاشق سے گریزان ہو
ٹھہرتا ہے کوئی بحر روان آغوش ساحل مین
شہادت سے رہے محروم قتل عام مین اب تک
ہمارے خون کا جوہر نہین شمشیر قاتل مین
بلاتے ہین جو ہم شب کو عبث آزردہ ہوتے ہو
طلب ہوتی نہین ہے شمع روشن دنکو محفلین
قضا نے محضر خون یہ نیا سرخی سے لکھا ہے
ہمارے خون کی چھیٹین نہین دامان قاتل مین

دولت نہ غافلون کی کبھی کام آئے گی
بیکار ہے اگر ملے اکسیر خواب مین

تعبیر ہے وہ بھیجین گے قاصد کے ہاتھ خط
دی ہے کسینے پھر مجھے تحریر خواب مین

وحدت پسند وہ ہونمین بڑاون بھی اگر
نکلے زبان سے نعرۂ تکبیر خواب مین

اطفال سوتے سوتے جو ہنس پڑتے ہین کبھی
کیا دیکھتے ہین وہ تری تصویر خواب مین

سوتا تو در پہ یار کے لیکن یہ خوف ہے
ڈالے خلل نہ گردشِ تقدیر خواب مین

تعریف خط عارض جانان زبان پہ ہے
قرآن کی پڑھ رہا ہون مین تفسیر خواب مین

ادراک ہے نہ فہم نہ سُننا نہ دیکھنا
اے واسطی ہے موت کی تاثیر خواب مین

جبہہ سے گئے ہین دلمین یون تیرونکی پیکان سیکڑون
میزبان ہے ایک اوسکے گھر مین مہمان سیکڑون

طفل بھی ہین عاشقِ رخسار جانان سیکڑون
جاکے پڑھتے ہین معلم سے گلستان سیکڑون

دیکھتا ہون مایلِ رخسار جانان سیکڑون
ہین جہان مین ذرۂ مہر درخشان سیکڑون

دشت وحشت کے درازی کی نہین کچھ انتہا
پُر زے دامن ہوگئے ٹکڑے گریبان سیکڑون

کسکے کسکے دستِ بدعت سے بچاؤن اپنی جان
ایک مین مجرم ہون میرے دشمنِ جان سیکڑون

خال ہندو نے مسلمانون کو ہندو کردیا
مصحفِ رُخ سے ہوئی ہندو مسلمان سیکڑون

کیسے کیسے مہ لقا تھے کیسے کیسے مہ وش
ہوگئے اس خاک کے پردے مین پنہان سیکڑون

نوح کیصورت اگر ہون نوحہ گر بجا نہین
اوٹھتے ہین بیٹھے بیٹھے بٹھاؤ مجھ پہ طوفان سیکڑون

وہ حریر کلک اپنی ہے کہ جسکے سامنے
ہوگئے ہین بند مرغانِ خوش الحان سیکڑون

درد کی لذت سے کیا ہم زخمیون کا جی بھرے
ہون اگر خالی نمکدان پر نمکدان سیکڑون

پشتِ لب پر یار کے نکلا نہین ہے خط سبز
بیٹھے ہین طوطی کنارِ آبجیوان سیکڑون

قید خانے سے نکل سکتا ہے کب قیدی کوئی
در پہ بٹھلائے ہین ظالم نے نگہبان سیکڑون

تجکو بھی لازم ہے ایدل کعبۂ ابرو کا طوف
بھر حج کعبے کو جاتے ہین مسلمان سیکڑون

چلے گی خاک تیری بزم مین شرارت غیر
کہ ہم شریر کا پہلو دبائے بیٹھے ہین

کہے یہ اوس سے کوئی جا کی کہرسی باہر آ
کئی غریب تیری در پہ آئے بیٹھے ہین

خفا ہین کس پہ اوتر تا نہین ہے جو غصہ
حضور کس لیے تیوری چڑہائے بیٹھے ہین

بہرا ہے شوقین تیرونکے صید گاہ اوسکا
کئی کڑی ہین کئے چارپائے بیٹھے ہین

فقیر ہو گئے ہین بادشاہ سبھے تجہپر
بہبوت اپنے بدن پر لگائے بیٹھے ہین

فروغ مہر کہین زیر ابر چہپتا ہے
عبث وہ چہرے کو اپنی چہپائے بیٹھے ہین

کریم کون ہے تجہسا ہینگے کیا محروم
جو آسرا ترے در پر لگائے بیٹھے ہین

نصیب ہو گے تجلی اونہین فقیرون کو
جو کوہ طور پہ دہونی رمائے بیٹھے ہین

لڑاؤ آنکہہ اوٹہاؤ نقاب چہرے سے
کہ جان عاشق شیدا لڑائے بیٹھے ہین

بجا ہے پاؤن جو پہیلائین سامنی سبکے
کہ ہاتہہ ساری جہانسی اوٹہائے بیٹھے ہین

کمال فقر سی ہے واسطی یہ حال اپنا
کہ نقش حرص کو دلسی مٹائے بیٹھے ہین

آئی نظر وہ چاند سے تصویر خواب مین
کیسی چمک گئی میرے تقدیر خواب مین

کرتا ہون جب مین عرض کب آؤ گی میری گہر
کہتا ہے ہنس کی وہ بت بی پیر خواب مین

غفلت مین دیکہتا ہون حسینون کی صورتین
پریون کو کر رہا ہون مین تسخیر خواب مین

بیداری مین یقین ہے نظر آئے وہ حسین
یوسف نی دی ہی خوابکی تعبیر خواب مین

مژگان یار کا جو تصور تہا شام سے
تا وقت صبح مجہہ پہ چلے تیر خواب مین

مرجانے کا ہے جنکو گمان بے شعور ہین
قاتل ہین تیرے کشتۂ شمشیر خواب مین

کیا آئیگا نظر کوئی معشوق نوجوان
طالع ہین میرے ای فلک پیر خواب مین

کہتی ہین خامشی جسے غفلت کی ہی دلیل
کب ہی زبان کو طاقت تقریر خواب مین

آتا ہے اوسکی زلف کا جس شام کو خیال
تا صبح دیکہتا ہون مین زنجیر خواب مین

غرق آفاق چشم تر نے کیا
فتہ طوفان اس تنور کے ہین

سب نکے نقشے جو مٹتے ہین ہر روز
کٹکنے سارے یہ حضور کے ہین

کب ہے دہشت سزای عصیانکی
بندے ہم ایزد غفور کے ہین

واسطی کیا کلیم پر موقوف
ہم بھی پروانے شمع طور کے ہین

کوچہ یار سے اوٹھنے کو تو ہم اوٹھتے ہین
بیٹھہ جاتا ہے مگر دل جو قدم اوٹھتے ہین

یون نکلتے ہین میرے سینے سے نالے شب ہجر
جسطرح ماہ محرم مین علم اوٹھتے ہین

حضرت عشق نے یہ زور دیا ہے ورنہ
کس سے یہ کوہ غم و درد والم اوٹھتے ہین

دل کو اک بوسہ پہ کسطرح مین اوسنے ٹالا
دام اس جنس گرانمایہ کے کم اوٹھتے ہین

کشت امید کو سیراب کرین تو جانین
روز لکے ترے ای ابر کرم اوٹھتے ہین

منتظر بیٹھے ہین محشر کے بڑی دیر سے ہم
دیکھیے خواب سے کب اہل عدم اوٹھتے ہین

دیکھتا ہون ترے چہرے کو جو ای حور لقا
لطف نظارۂ گلزار ارم اوٹھتے ہین

ابتو بیٹھے ہین ترے کوچہ مین ہم خاکنشین
خاک سے کب صفت نقش قدم اوٹھتے ہین

لے خبر اپنے فقیرونکی ذرا ای شہ حسن
ضعف ایسا ہے کہ بستر سے بھی کم اوٹھتے ہین

اصل خلقت مین نہین ظالم و مظلوم جدا
کسپہ ان ظالمونکے دست ستم اوٹھتے ہین

بعد مرنیکے عداوت نہین رہتی باقی
دشمن و دوست کے تابوت بہم اوٹھتے ہین

واہ کیا خوب فصاحت ہی سخن مین ترے
واسطی ذایقۂ شعر عجم اوٹھتے ہین

جہان سے دل یہ خدایا اوٹھا نہ بیٹھے مین
بجھی یہ لو ترے بندے لگائے بیٹھے ہین

یہ چھیڑ چھاڑ نہین ہمسے بزم مین اچھی
لحاظ شرط ہے اپنے پرائے بیٹھے ہین

اونہین کے واسطے روز جزا ہے خلد مین گھر
جو جانوں ترے کوچہمین جانے بیٹھے ہین

دل سے ہے خود مردہ تیری بیداد کی حاجت نہین
کشتۂ بیتاب کو جلاّد کی حاجت نہین

صورت طاؤس میرے بال و پر گلدام مین
صید ہونیکو میرے صیاد کی حاجت نہین

خار صحرا لیتی ہین ہر گام یہان تلوونکی فصد
ای جنون کچھ نشتر فصاد کی حاجت نہین

کہدو شیرین آئینہ مین دیکھ لی روی صبیح
بھر جوی شیر کچھ فرہاد کی حاجت نہین

سنے ہے بھر ژلف غمانہ لین دل صد چاک کا
گلرخان کو شانۂ شمشاد کی حاجت نہین

چرخ لے لیتا ہے خود ظالم سی مظلومونکی داد
داد خواہون کو یہان فریاد کی حاجت نہین

بادہ خوارون مین سلیقی سی ہوی ممتاز ہم
علم مجلس کی لیے اوستاد کی حاجت نہین

کر چکا پیدا جو تجھکو خود یہ صانع نے کہا
ہو چکا مطلب لبس اب لب کی حاجت نہین

کہدو ظالم سی یہان مرغوب ہی حبس دوام
قید کرتا ہے اگر یعاد کی حاجت نہین

ہون وہ عریان قطعہ لکھو نہین تو بول اٹھین یہ حرف
ہمکو ہرگز خلعت اوستاد کی حاجت نہین

گل ہمارے داغ ہین شمشاد اپنا نالہ ہے
کچھ ہمین سیر گل و شمشاد کی حاجت نہین

کیون سفارش کرتی ہین ہیر غانسی میری لوگ
مرد غیرت دار ہون امداد کی حاجت نہین

کھینچتی ہی کلک تصور سی یہان تصویر یار
واسطی کچھ مانی و بہزاد کی حاجت نہین

شہری عالم مین جو حضور کے ہین
مجتمع لوگ دور دور کے ہین

کیا چمکتے ہین کان کے پتے
برگ گویا یہ نخل طور کے ہین

مہر و مہ دیکھ لین تو گرد پھرین
اگے اون بازوون پہ نور کے ہین

غم کے راتین کٹین بحمد اللہ
مل گیا یار دن سرور کے ہین

چاہتے ہین کہ گھر بہشت بنے
منتظر ایک رشک حور کے ہین

اچھے ہین یا برے خدا جانے
جیسے ہین بندے ہم حضور کے ہین

ساقیا ہم سے مے غریز نکر
ہم تو قابل مے طہور کے ہین

ہے برج سنبلہ مین گذر آفتاب کا | یار وی یار گیسوے پرپیچ و تاب مین

کس شمع رو کو قصد ہے دریا کا واسطی
ہے روشنی ہر ایک مکان حباب مین ✣

دیکھا جو عکس زلف کا جام شراب مین | افعی نظر پڑا قدح آفتاب مین
بے یار رو رہا ہون جو بزم شراب مین | ہر سمت تیرتی ہے بط بادہ آب مین
یہ بھی ہے اوسکی چھیڑ کہ قاصد پہ ہو عتاب | قرطاس سادہ بھیجدیا ہے جواب مین
پھبتی کہی یہ عارض و لبہاے یار پر | کوزے ہین قند کے ورق آفتاب مین
آتا ہے یہ خیال حسینون کو دیکھکر | ہم بھی اسیطرح کبھی تھے شباب مین
ساقی ہے میکدے مین بھی برسات کا سمان | شیشے مین ہے شراب کہ بجلی سحاب مین
یارب نہا کے بحر مین کون اپنی گہر گیا | موجین ہین بیقرار نہین دم حباب مین
غش سے بچونگا کبھی تیرا مریض عشق | تیری عرق کی بو جو نہوتی گلاب مین
مسجد سے واعظون نے نکالا سمجھکے مست | قصد ثواب کرکے پڑے ہم عذاب مین
دفتر ہزار ہا یم رحمت مین دھو گئے | فردین مرے گناہ کی ہین کس حساب مین
عاشق ہون ایک گل کا جو قائل ہی قصد قتل | لازم ہے مجکو تیغ بجھانا گلاب مین
وہ آسمان حسن حسین ہین کہ ہر سحر | منہ دیکھتے ہین آئنہ آفتاب مین
یوسف کا اور رنگ ہے زنگی کا اور رنگ | کوئی نہین ہے حسن سے خالی شباب مین
دو چار روز مے بھی کبھی زاہد و پیو | دس بیس تک گناہ نہین ہین حساب مین
وقت کلام بیدہنی کا ہے اون کو عذر | ہے بات لاجواب کہین کیا جواب مین
بوسون کو گنتی گنتے شمار اونکو آگیا | مشتاق ہو گئے ہین وہ ابتو حساب مین

کیا احتیاج دیدہ بیدار واسطی
کس رات دیکھتے نہین ہم اونکو خواب مین

آب خنجر ملے جو قاتل سے
اپنے دل کے لگی بجھاؤن مین

نالے کرتا جو باغ مین جاؤن
عندلیبون کے ہوش اوڑاؤن مین

دل جو لیتا ہے لے وہ دزدحنا
ہون سخے آنکھ کیا چراؤن مین

تنگ ہون سخت ناتوانی سے
کیونکر اوسکے ستم اوٹھاؤن مین

جی مین ہے کرکے زلف مین شانہ
بات بگڑی ہوئی بناؤن مین

واسطی دل ہے خونِ فرقت مین
لب سے کیا جام مے لگاؤن مین

روتا ہون سوز دل سی عبث اضطراب مین
رنگِ اثر نہین کبھی اشک کباب مین

ہے عکس روی یار کا جام شراب مین
آتا ہے آفتاب نظر آفتاب مین

کیا کیا اوٹھائے رنج امید ثواب مین
دشمن بھے مبتلا نہو ایسے عذاب مین

کیا دشمنِ قریب ہے لگو میرے ضرر
کب زخم تیغ موج ہے فرق حباب مین

ای شہسوارِ حسن فلک ہے ترا سمند
مطلق نہین ہے فرق ہلال رکاب مین

کیا سوز دل سے عنصر آبی ہوا ہوا
پانے جواب نہین مری چشم پرآب مین

دیکھے گلونکو نرگس مخمور سے جو یار
خاصیت شراب ہو پیدا گلاب مین

دیوانہ اک بری کا رہا مین تمام عمر
کیا ڈر حساب کا تجھے روز حساب مین

لازم ہے دل مین یاد ہو حسن بلیغ کی
شامل نہو نمک تو مزہ کیا کباب مین

فرفر دیا سوال نکیرین کا جواب
مطلق زبان رکی نہ سوال وجواب مین

کیا احتیاج کشتی مے کی ہے ساقیا
غوطے لگا رہا ہون مین بحر شراب مین

تھا قصد گفتگو کا بہت اونکے سامنے
نکلا نہ کچھ زبان سے مگر اضطراب مین

اللہ رے تیری عارض پرنور کی ضیا
یہ روشنی کہان ہے مہ و آفتاب مین

زاہد کو مے پلاتی ہین دہلوی کے مین مغ بچے
منظور ہے کہ کچھ تو ہون داخل ثواب مین

اہل دنیا ماں دنیا پر جھگڑتے ہین عبث
چار دن کا ہی یہ میلا جا کی پھر آتا ہی کون

کس لیے مانگین کسکی در پر جائین کرینکو سوال
ہم فقیرون کا بھلا تیری سوا داتا ہے کون

مہربان جنبی ہین سب تا زیست ہین پر سان حال
فاتحی کو بھی کسیکے قبر پر آتا ہے کون

خاصۂ اکسیر کے بوٹے کا رکھتا ہی وہ گل
ڈھونڈھتی ہین سیکڑون لیکن اسی پاتا ہی کون

ابر نیسان پنجۂ مژگان نہین گر واسطے
روز موتی اشک کی دامن پہ برساتا ہی کون

سوزشِ عشق سی بیتاب رہا کرتا ہون
آدمی ہو کے مین سیماب رہا کرتا ہون

بیقراری ہی مری شدت گریہ مین وہی
آب مین ماہی بے آب رہا کرتا ہون

ضعف پیری سی گریبان مین نہین سر میرا
صرف سجدہ تہ محراب رہا کرتا ہون

تاج سے مجکو نہ مطلب ہے نہ کجکول سی کام
تارک عالم اسباب رہا کرتا ہون

ہے کسیکے رخ پر نور کا او سپر جوگان
محو نظارۂ مہتاب رہا کرتا ہون

گرد پھرتا ہون کسی قلزم خوبی کی مدام
دور مین صورت گرداب رہا کرتا ہون

ذبح ہو جانیکا یہ شوق ہی فرقت مین مجھے
وارد مسلخ قصاب رہا کرتا ہون

تیرے دانتونکی مضامین کے ہی ہر وقت تلاش
طالب گوہر نایاب رہا کرتا ہون

ہے سفر مین خبر اہل وطن کا جو خیال
خواستگار خط احباب رہا کرتا ہون

چاہتا ہون کہ تری نرگس میگون یکھون
طالب جام می ناب رہا کرتا ہون

واسطی فاتح خیبر کا جو ہون دلسی غلام
فوج اعدا پہ ظفر یاب رہا کرتا ہون

او سکے کوچے مین خاک جاؤن مین
ایجنون آپ مین تو آؤن مین +

تاب اگر دیکھنے کی لائے کوئی
اپنے داغ جگر دکھاؤن مین +

ہین نہ مانے کے لوگ ناشنوا
نالۂ دل کسے سناؤن مین +

وہ تو قفس سے اوڑ کر پہلی چمن مین پہونچی
صیاد جانتا ہی بلبل ہے آشیان مین

خط سیہ نے چہرہ اوس گل کا چھالیا ہے
داخل ہوا یہ کافر کس راہ سے جہان مین

فرقت کی شب لگائی کیا یہ آہ ہمنے
انجم نہین پڑی ہین سو رانخ آسمان مین

ای وا سطی جواوسنی شمشیر ناز کھینچے
تجھے منچلے جو عاشق ٹھہری وہ امتحان مین

روز آآکر ہوا دامن کی دی جاتا ہی کون
آتش سودا نہین معلوم بھڑکاتا ہی کون

چہرہ مہ کی آئینے پیش نظر لاتا ہی کون
کوئی روشنگر نہین تو انکو چمکاتا ہی کون

کوئی گل ہی زرد کوئی سرخ کوئی ہی سفید
باغ مین نیرنگیان قدرت کی دکھلاتا ہی کون

کوی قاتل مین بظاہر تو نہین ہے کوئی لاگ
پھر خدا جانے اودہر کھینچے لیے جاتا ہی کون

کشور حیرت کی ساکن بندہ ہین محشر تلک
گل میان گلشن تصویر مرجاتا ہی کون

کون جانے ابر کی پرد مین ہی کون اشکبار
برق کی جامی مین کیا معلوم چلاتا ہی کون

ماہ پھرتا ہی جو مثل ہالہ مہتابی کی گرد
رات کو جلوہ لب بام آکی دکھلاتا ہی کون

دشت وحشت کو چلے ہین سا تہ مجنون اور ہم
شرط بد کر دیکھیے دونون مین بڑھ جاتا ہی کون

خط مرے پہونچے تو اوسنی تنگ ہوکر یہ کہا
رو کو یہ کاغذ کے گھوڑے روز دوڑاتا ہی کون

سیکڑون صیاد ہین پر کیا اسیری کی امید
صید لاغر ہو نہین مجکو دام مین لاتا ہی کون

ہم ہین حق پر ہی یہ ہفتاد و دو ملت کو خیال
محفل عالم مین اپنی سچ نہین گاتا ہے کون

کوی جانان سی امید رجعت قاصد نہین
ملک ہستی سی عدم کو جاکی پھر آتا ہی کون

بیخودی چھائی ہی کچھ ایسی کہ ناصح تھک چکا
ہوش اتنا بھی نہین ہمکو کہ سمجھاتا ہی کون

قطع امید اپنے مذہب مین دلیل کفر ہے
غافلو لاتقنطوا قرآن مین فرماتا ہی کون

مین ہوا سائل تو اوسنے یہ بتجاہل سی کہا
دیر سے در پر مری دیکھو تو چلاتا ہی کون

وادی غربت مین سرگرداں ہین کیونکر نہ ہم
خضر بھی ہمسے خفا ہین راہ بتلاتا ہی کون

میرے ہوتے کہ ہدف ہونے پہ مرتا ہو نہین
تیر غیرون پہ لگاؤ یہ خطا ہی کہ نہین

ناز کر ای کمرِ یار نہ بار یکے پر +
یہ تنِ زار مرا تجھ سے سوا ہی کہ نہین

دعوے حسن نکر دیکھہ تو آئینی پہ ذرا
دوسرا تجسا حسین ماہ لقا ہی کہ نہین

دشت وحشت سی یہ کانٹونکی صدا آتی ہی
تر کرے ہمکو کوئی آبلہ پا ہے کہ نہین

چشم محبوب سے دعوی تجھے ہمچشمی کا +
دیکھہ نرگس تری آنکھو مین حیا ہی کہ نہین

کمرِ یار ہے غائب تو دہن ہی معدوم
نہین معلوم کہ کچھ انکا پتا ہے کہ نہین

واسطی کیون نہ شگفتہ ہو ترا غنچۂ دل
کوچۂ یار مین جنت کی ہوا ہے کہ نہین

کرتا ہی غیر شانہ اوس زلف دلستان مین
پان درد ہو رہا ہی ہر ایک استخوان مین

ہین مرغ خوش نوا ہم اس گلشن جہان مین
جھگڑا پڑیگا بیشک صیاد و باغبان مین

اوس گل کو دیکھنے ہم آئے ہین اس جہان مین
شوق جمال یوسف لایا ہی کاروان مین

دعوت سگ و ہما کی ہی ہمکو کون مشکل
دونون تو سیر ہونگے اک مشت استخوان مین

جائین گے ساتھہ لیکر زاہد کو میکدہ مین
کیا لطف ہی جو تنہا داخل ہون ہم جنان مین

عاجز ہی ناوک افگن ہمکو ہدف بنا کر
تیرونکے پر کٹے ہین چلے نہین کمان مین

حاجت چراغ کی ہی کیا مفلسونکی گہر کو
شمع قمر ہے روشن فانوس آسمان مین

ہین صورت چراغان داغون سے دونون پہلو
پروانہ دل اپنا جلتا ہے درمیان مین

کرتے ہین باغبان کی تا فصل گل خوشامد
پھر بات بھی نہ اوسکی پوچھین گے ہم خزان مین

تعریف گلرخونکی ورد زبان ہی ہر دم
منہ مین زبان نہین ہی بلبل ہی آشیان مین

دیوانہ ہو نہین ایسا بازار مین جو آیا
بیڑی نی غل مچایا حداد کی دکان مین

بیاسی مری لہو کی ہر دم ہی تیغ قاتل
جوہر نہ انکو سمجھو کانٹی ہین یہ زبان مین

ہستی مین بھی علاقہ رکھتی ہین ہم عدم سے
قالب ہی اس جہان مین روح اپنی اوس جہان مین

کاتب تقدیر کو کیا جانے کیا آیا خیال
حرف سب اولٹی لکھی میری خط تقدیر مین

بارہا جو کر چکے تفسیر قرآن مجید
رہگئے عاجز کلام یار کے تفسیر مین

موت اگر آئی تو آئی کربلا مین واسطے
ہون اگر مدفون تو صحن روضۂ شبیر مین

اوسکے دیدار کی پیری مین بھی امید نہین
ہو چکی صبح مگر جلوۂ خورشید نہین

آب شمشیر ہے یا آب بقا ہے قاتل
کون کشتہ ہے کہ جو زندۂ جاوید نہین

کوچۂ عشق نہین مسلخ قصاب سے کم
مرگ ہی مرگ ہے یان زیست کی امید نہین

کیون نہ ہم مست ہون احوال جہان سے واقف
کون پیمانہ ہے جو ساغر جمشید نہین

بیٹھتا ہے کبھی گانے کو جو وہ مہر لقا
چرخ کہتا ہی کہ کچھ رتبہ ناہید نہین

کوی سفاک سے کیا خاک پھر یگا قاصد
خط تو لکھا ہے جواب آنے کی امید نہین

یار کے گلشن عارض مین ہین ہر رنگ کے پھول
گل مہتاب نہین یا گل خورشید نہین

شجر فکر کے یہ تازہ مضامین ہین ثمر
کیون نہ پھل لائی کہ یہ سرو نہین بید نہین

جھوٹی کرتی ہین ثنا اوسکے کمر کی شاعر
کبھی معلوم کسی شخص کو یہ بھید نہین

تو وہ ہے سینہ صد چاک تری تیرون کا
کس جگہ دیکھہ تو سوراخ نہین چھید نہین

واسطی زیست کا دنیا مین بھروسا کیا ہی
کہ سوا ذات خدا کے کوئی جاوید نہین

اس ستم پر خطر روز جزا ہی کہ نہین +
آخر ای بت کوئی تیرا بھی خدا ہی کہ نہین

ای طبیبو مجھے للہ بتا دو اتنا
مرض عشق کی کوئی بھی دوا ہی کہ نہین

روز ہالے کیطرح مین تو ہون قربان تجھپر
مہر مجھہ سے تجھے ای ماہ لقا ہی کہ نہین

ای فلک شکوۂ بیداد جو مین کرتا ہون
تو ہی انصاف سے کہدی یہ بجا ہی کہ نہین

تو کہان اور حسینونکی کہان گرمی بزم
ای سپند اب یہ اوچھل پڑنیکی جا ہی کہ نہین

کھینچتا ہی اوس حسین کی تو جو ای مانی شبیہ
صرف رنگ وی یوسف چاہی تصویر مین

دولت دیدار لوٹے گی ہماری چشم شوق
مُنہ چھپائی لاکہہ قاتل دامن شمشیر مین

جانتا انجام ہستی کا اگر مین ناتوان
چھپ رہا ہوتا شگاف خامۂ تقدیر مین

وہ مسیحا ہو مرقع کی جو تمنے سیر کی
جان تازہ پڑ گئی ہر پیکر تصویر مین

چاہتی ہی یہ ادا اوس ترک کی وقت نماز
سو نمازی ذبح ہون ہر نعرۂ تکبیر مین

کیا لکھون تعریف مین اوس گیسوی پرپیچ کی
پیچ کا مضمون ہی آسکتا نہین تحریر مین

حاجت رنگ حنا کیا تجھکو ای ناوک فگن
دست و پا گلرنگ کر خون تن نخچیر مین

بہر تسخیر جہان ہو کیون نہ کافی واسطی
اسم اعظم مرتضے کا نام ہے تسخیر مین

خیر کیسی الفت زلف بت بی پیر مین
بولتی ہین روز کڑیان خانۂ زنجیر مین

جب لگا کرنے مین اوسکی زلف پیچانکی ثنا
پڑ گئی لکنت سی گنتی رشتۂ تقریر مین

کھینچتے ہین جب ہمارے چشم گریانکی شبیہ
ڈوب مرتے ہین مصور قلزم تصویر مین

نا قبول خلق ہون ایسا جو مین چاہتا ہون منہ
خون اوتر آتا ہی چشم جوہر شمشیر مین

تیرے دیوانے کے آتی ہین جو زندان مین قدم
شادیانے بج رہے ہین خانۂ زنجیر مین

اشک خون رویا اگر مین کر کے اوس بر کو یاد
بھر دیے یاقوت احمر دامن شمشیر مین

ہاتھہ آئے کسطرح جو شی مقدر مین نہو
ہو گئی عمر اپنی آخر وصل کی تدبیر مین

جان دیتے ہین تبونکی زلف پیچان پر جو لو
حشر کے دن آئینگے جکڑی ہوئے زنجیر مین

رنگ لایا دیکہہ ای قاتل مرا خون سیاہ
بنگیا یہ سرمہ چشم جوہر شمشیر مین

رو کی دہوڈالون کا مین تیری مرقع کو تمام
دیکھکر آنکھین بنا مانی مری تصویر مین

حسن کی کشور کی دی تجھکو خدائی سلطنت
شاہی ملک جنون لکھی مری تقدیر مین

کیا حرارت تن مین ہی جسدم کیا مجھکو ہدف
ہو گیا پانی کا قطرہ گہل کی پیکان تیر مین

کاتب تقدیر کو کیا جانے کیا آیا خیال
حرف سب اولٹی لکھی میری خط تقدیر مین

بارہا جو کر چکے تفسیر قرآن مجید
رہگئے عاجز کلام یار کے تفسیر مین

موت اگر آئی تو آئی کربلا مین واسطے
ہون اگر مدفون تو صحن روضۂ شبیر مین

اوسکے دیدار کی پیری مین بھی امید نہین
ہو چکی صبح مگر جلوۂ خورشید نہین

آب شمشیر ہے یا آب بقا ہے قاتل
کون کشتہ ہے کہ جو زندۂ جاوید نہین

کوچۂ عشق نہین مسلخ قصاب سے کم
مرگ ہی مرگ ہے یان زیست کی امید نہین

کیون نہ ہم مست ہون احوال جہان سے واقف
کون پیمانہ ہے جو ساغر جمشید نہین

بیٹھتا ہے کبھی گانے کو جو وہ محرم لقا
چرخ کہتا ہی کہ کچھ رتبۂ ناہید نہین

کوی سفاک سے کیا خاک پھر یگا قاصد
خط تو لکھا ہے جواب آنے کی امید نہین

یار کے گلشن عارض مین ہین ہر رنگ کے پھول
گل مہتاب نہین یا گل خورشید نہین

شجر فکر کے یہ تازہ مضامین ہین ثمر
کیون نہ پھل لاتی کہ یہ سرو نہین بید نہین

جھوٹی کرتی ہین ثنا اوسکے کمر کی شاعر
کبھی معلوم کسی شخص کو یہ بھید نہین

تو وہ ہے سینۂ صد چاک تری تیرون کا
کس جگہ دیکھہ تو سوراخ نہین چھید نہین

واسطی زیست کا دنیا مین بھروسا کیا ہی
کہ سوا ذات خدا کے کوئی جاوید نہین

اس ستم پر خطر روز جزا ہی کہ نہین +
آخر ای بت کوئی تیرا بھی خدا ہی کہ نہین

ای طبیبو مجھے للہ بتا دو اتنا
مرض عشق کی کوئی بھی دوا ہی کہ نہین

روز ہالے کیطرح مین تو ہون قربان تجھپر
محو مجھہ سے تجھے ای ماہ لقا ہی کہ نہین

ای فلک شکوۂ بیداد جو مین کرتا ہون
تو ہی انصاف سے کہدی یہ بجا ہی کہ نہین

تو کہان اور حسینونکی کہان گرمی بزم
ای سپند اب یہ اوچھل پڑنیکی جا ہی کہ نہین

کھینچتا ہی اوس حسین کی تو جو ای مانی شبیہ
صرف رنگ وی یوسف چاہیی تصویر مین

دولت دیدار لوٹے گی ہماری چشم شوق
منہ چھپائی لاکہہ قاتل دامن شمشیر مین

جانتا انجام ہستی کا اگر مین ناتوان
چھپے ہاہوتا شگاف خامہ تقدیر مین

وہ مسیحا ہو مرقع کی جو تمنے سیر کی
جان تازہ پڑگئی ہر پیکر تصویر مین

چاہتی ہی یہ ادا اوس ترک کی وقت نماز
سو نمازی ذبح ہون ہر نعرہ تکبیر مین

کیا لکھون تعریف مین اوس گیسوی پرپیچ کی
پیچ کا مضمون ہی آسکتا نہین تحریر مین

حاجت رنگ حنا کیا تجھکو ای ناوک فگن
دست و پا گلرنگ کر خون تن نخچیر مین

بہر تسخیر جہان ہو کیون نہ کافی واسطی
اسم اعظم مرتضے کا نام ہے تسخیر مین

خیر گیسی الفت زلف بت بی پیر مین
بولتی ہین روز کڑیان خانہ زنجیر مین

جب لگا کرنے مین اونکی زلف پیچانکی ثنا
پڑگئی لکنت سی گتھی رشتہ تقریر مین

کھینچتے ہین جب ہمارے چشم گریانکی شبیہ
ڈوب مرتے ہین مصور قلزم تصویر مین

نا قبول خلق ہون ایسا جو مین چنتا ہون منہ
خون اوترآتا ہی چشم جوہر شمشیر مین

تیرے دیوانے کے آتی ہین جو زندان مین قدم
شادیانے بج رہے ہین خانہ زنجیر مین

اشک خون رویا اگر مین کر کے اوس بر دکو یاد
بھر دیے یاقوت احمر دامن شمشیر مین

ہاتھہ آئے کسطرح جو شی مقدر مین نہو
ہوگئی عمر اپنی آخر وصل کی تدبیر مین

جان دیتے ہین تبو نکی زلف پیچان پر جو لو
حشر کے دن آئینگے جکڑی ہوئے زنجیر مین

رنگ لایا دیکہہ ای قاتل مرا خون سیاہ
بنگیا یہ سرمہ چشم جوہر شمشیر مین

رو کی دہو ڈالون کا مین تیری مرقع کو تمام
دیکھکر آنکھین بنا مانی مری تصویر مین

حسن کی کشور کی دی تجھکو خدائی سلطنت
شاہی ملک جنون لکھی مری تقدیر مین

کیا حرارت تن مین ہی جسدم کیا مجھکو ہدف
ہوگیا پانی کا قطرہ گہل کی پیکان تیر مین

ابتو آو مری عیادت کو — کوئی دم کا مین اور مہمان ہون
ای بتو سچ ہے دعوی الفت — جھوٹہ کہتا نہین مسلمان ہون
اِن جفاؤن پہ خامشی تا چند — ای پری مین بہی آخر انسان ہون
کسکو پرواہے سیر گلشن کی — خود گلِ داغ سے گلستان ہون
ای فلک مجھکو چشم کم سے نہ دیکھ — ذرّۂ آفتاب تابان ہون
سیب فردوس بہی ملی تو نہ لون — طالب بوسۂ زنخدان ہون
ناز بیجا وہ مجہ سے کرتے ہین — جنکی مین دوستی پہ نازان ہون
جمع ضدین امر مشکل ہے — وہ تو کافر ہے مین مسلمان ہون
کسکی تصویر آگئی ہے نظر — شکل تصویر مین جو حیران ہون
مجہ سے بچتی ہی خلق آفت مین — کشتی نوح وقت طوفان ہون
دوستون کا مین دوست ہون دلسوز — دشمنون کا مین دشمن جان ہون
خود ہون بد پر ہون اور ہرونکی پناہ — دشت مین سایۂ مغیلان ہون

واسطی مجروی سے کیا واقف
مین تو سید ہا سا اک مسلمان ہون

زلف کی افشان تی نہین لف بت بی پیچ مین — اوڑبی پھرتی ہین یہ پریشان خاطر بیجہ مین
موت آتی عشق ابروی بت بی پیر مین — ڈوبتا ہون قلزم آب دم شمشیر مین
بے کمر تہی بی دہن تہی وہ کہنچی جسد مشتبہ — دو جگہہ قرطاس سادہ رہگیا تصویر مین
قید مین بہی بسکہ اون آنکہون نکلا رہتا ہی خیال — دیدۂ بادام ہین حلقے مرے زنجیر مین
ہوگیا اوس زلف پر چین تک جو میرا دسترس — کشور چین آگیا بالکل مرے جاگیر مین
وصف خط سبز مین جسوقت کہلتی ہی زبان — طوطیونکو بند کردیتا ہون مین تقریر مین
آب سی باہر نہین پاتی ہمای قاتل نہین — فلس ماہی ہین کہ جوہر ہین تری شمشیر مین

آتے کے یار راہ سے پھرتا ہے اولٹی پاؤن
برگشتہ مجھسے کیا مری قسمت ہی اندنون

کیا آئے وہ مسیح ہمارے علاج کو
ناساز دشمنون کی طبیعت ہے اندنون

فصلِ بہار آئی ہی گھر گھر خوشی ہی عام
ماتم کدہ بھی خانۂ عشرت ہے اندنون

آواز ناؤ نوش سے ایسے بھرے ہین کان
ناصح کی ناگوار نصیحت ہے اندنون

جام و سبو ہین سبزہ ہے ابر سیاہ ہے
گلشن مین بادہ خوارونکی صحبت ہے اندنون

باہر نہین نکلتے ہو تم چار چار روز
کیا دشمنونکی سست طبیعت ہے اندنون

گھر میکدہ مین سامنے ساغر شراب کا
قبضے مین اپنے کوثر و جنت ہے اندنون

سارے جہان کی فکر غم ہجر واسطی
آئی اجل تو سب سے فراغت ہی اندنون

کہتا ہون شعر مدحت حسن ملیح مین
اس سے نمک ہی میری کلام فصیح مین

جو حسن یوسفی ہی وہی حسن احمدے
باقی ہے گفتگو تو صبیح و ملیح مین

کہتے ہین جسکو فقر وہ ہی فخر کا سبب
مضمون درج ہے یہ حدیث صحیح مین

قاتل وہ تیری تیغ کا پانی کدھر گیا
کانٹے پڑے ہین پیاس سی حلق ذبیح مین

آسان پسند اونکی طبیعت ہی نامہ بر
کہنا ذرا پیام زبان فصیح مین

کیسا مرض گذر ہو جو قبر حسین پر
خاصیت شفا ہے غبار ضریح مین

سب جانتے ہین اوسکی کمر کا نشان نہین
انکار کیا کرے کوئی امر صریح مین

اتنا یہ اونکو میری ملاقات کا ہی شوق
ہوتی ہی نذر بندہی ہین چل کر ضریح مین

کیونکر ہو ایک وصف لب و چشم واسطی
ہے تفرقہ مزاج علیل و صحیح مین

جب سے پابند زلف جانان ہون
کیا کہون کسقدر پریشان ہون

کبھی خندان کبھی مین گریان ہون
ایجنون برق ہون کہ باران ہون

کہلائے گا وہ پیر مغان کا مرید کیا
جسکو نصیب بیعت دست سبو نہین

ای گل تری گلے مین ہین جبتک کہ ہم نگیر
گلشن تو کیا بہشت کی بھی آرزو نہین

انکار عاشقانہ ہے قاتل کو قتل سے
کیا جان ہی کہی تو مرے روبرو نہین

کسکی نگاہ لطف سے مسجد ہے میکدہ
خالی شراب سے کوئی طرف وضو نہین

دیوانہ ہو رہا ہون مین پہنچ ہین بیڑیان
جسدن سے ہاتھ یار کا طوق گلو نہین

آنکھون سے دلسی ہو نہ جدا ای خیال یار
تیرے سوا کسی کی مجھے آرزو نہین

ناصح ہو تیری پند و نصیحت مین کیا اثر
آگاہ ذائقہ سے محبت کے تو نہین

گذرین ہزار رنج نہ نکلے زبان سے آہ
عادت گلی کی ہمکو شکایت کی خو نہین

رونے مین ہے خیال جو گیسوی یار کا
دُرِ نجف کیطرح کس آنسو مین مو نہین

آئینے کیطرح سے جو رکھتے ہین دلکو صاف
ہین دوست نیک و بد کوئی اونکا عدو نہین

اتنک اثر نہ تونے کیا دلمین یار کے
ای اشک کچھ نظر مین تری آبرو نہین

فصاد ترکرے ترا اشتر زبان خشک
اتنا بھی ضعف سے مرے تن مین لہو نہین

رہتا ہے کیف بادۂ الفت سے مست یہ
کچھ واسطی کو حاجت جام و سبو نہین

یار و نکی برخلاف جو صحبت ہی اندنون
ہمکو پسند گوشۂ عزلت ہی اندنون

اوس آفتاب وش سے جو فرقت ہی اندنون
ہر روز مجکو روز قیامت ہی اندنون

ظاہر ہی بات بات سے اک شور ش جنون
مائل کسی پری پہ طبیعت ہے اندنون

حاصل ہوئی ہی وصلت محبوب سیم تن
ہاتھ اپنا اور دامن دولت ہے اندنون

قصہ تمام لیلی و مجنون کا ہو چکا
میری تری جہان مین شہرت ہی اندنون

اوس لب کا بوسہ کم نہین آب حیات سے
ہم بھی خضر ہین موت سے فرصت ہی اندنون

دل کیون نہ شاد ہو کہ وہ لکھتے ہین خط پہ خط
ہر دم نزول آیۂ رحمت ہے اندنون

فرق پیری سے ہی اب تا بے توانا ئیگن
چاہیے بیٹھہ رہون گوشۂ تنہائی مین

اپنے سایہ سے بھی رم کرتا ہے وہ نازک پری
وحشت ایسی ہے کہان آہو صحرائی مین

چاہتے ہین یہ خوشی تیرے نظارے کی صنم
پتلیان رقص کرین چشم تماشائی مین

بیخود تجکو دوتا کہتے ہین ای زلف رسا
سرمو فرق نہین ہے تری یکتائی مین

رخصت سجدہ تو دربان سے تری در پہلی
ای صنم کسکو تامل ہے جبین سائی مین

مجکو کیا کام نہ زن مرا مردہ وہ کرین
فرق آجائے گا اعجاز مسیحائی مین

شہر والونکے جو ہاتھون سے اوٹھائی ہین ستم
عمر کرتے ہین بسر مردم صحرائی مین

یاد آیا جو ہمین اوس سے لپٹ کر سونا
صبح تک نیند نہ آئے شب تنہائی مین

تری رخسار کا ہے ایک جہان پروانہ
شمع کو دخل ہے کیا انجمن آرائی مین

رشک ہے سینۂ پر داغ سے میرے اوسکو
داغ بیوجہ نہین لالۂ صحرائی مین

کبھی کہتا ہون سر بزم جو اونسے کوئی بات
ہنسکے کہتے ہین اسے کہیے گا تنہائی مین

کسنے دکھلاکے یہ جلوہ ہمین بیچین کیا
پڑگیا مفت خلل صبر و شکیبائی مین

حضرت شیخ جو پھرتے ہین لگائے عینک
اور کچھ بات نہین فرق ہے بینائی مین

کب مین رونا نہین گھر دیکھہ کے اوسے خالی
ایک دریا سا بہرا رہتا ہے انگنائی مین

واسطی صحبت احباب ہے اپنی توحیات
کسطرح خضر بسر کرتے ہین تنہائی مین

وہ دل ہی کوئی دل ہے مگر جسمین تو نہین
کسکام کا وہ گل ہے کہ جس گل مین بو نہین

کچھ غم نہین جو ضعف سے تن مین لہو نہین
غم تو یہ ہے کہ تیغ تیری سرخرو نہین

جب تنکہ ہو خموش دہن مین کلام ہے
کچھ گفتگو کرو تو کوئی گفتگو نہین

عارض کا تیرے دیکھنے والا ہون ای قمر
آئینے کی نظر مین میری ابرو نہین

سنبل کو تیری زلف سے ہے کیا مناسبت
یہ خم نہین یہ پیچ نہین ہے یہ بو نہین

نیک جو ہین وہ نہین صحبتِ بد سے واقف
اہلِ مسجد کسی خمار کا گھر کیا جانین

عیش و آرام کے طالب ہین مجازی عشاق
مزۂ زخمِ دل و داغِ جگر کیا جانین

گرچہ پیری نے بنایا ہی مجھے خاکستر
گرمیان وہ ہین جنہین برق و شرر کیا جانین

واسطی دام و قفس سے نہین واقف ہم تو
باغ مین رہتے ہین صیاد کا گھر کیا جانین

بڑھکے ہے جام جہان بین سے تماشا دلمین
کہ نظر آتی ہے ہر دم نئی دنیا دلمین

ادبِ حسن نے ہونے نہ دیا بوس و کنار
وصل کی شب بھی رہی دل کی تمنا دلمین

ای اجل اور بھی دو روز مجھے مہلت دے
دیکھہ ظالم ابھی ارمان ہین کیا کیا دلمین

اوڑھکے پھونچو نگا ہین کچھہ اوسکی گلی در نہین
پر نکل آئین گے ہو شوق تو پیدا دلمین

ایسا آسان نہین بیمارِ محبت کا علاج
کچھہ نہ کچھہ سوچکے آئے ہین مسیحا دلمین

کیا عنایت ہے خدا کی کہ یہان جلتے جی
ہے خیالِ رخ و قدِ جنت و طوبیٰ دلمین

آبلے پاؤن مین جتنے تھے وہ سب پھوٹ گئے
ای جنون پر ہی وہی تھا جو پھولا دلمین

خالِ مشکین کا تصور نہین جاتا ہے کبھی
داغ سودا کا ہی مانند سویدا دلمین

غمزہ و ناز مناسب نہین میرے آگے
جای معشوقۂ دنیا کی نہین جا دلمین

کسقدر ہمکو مئی الفتِ جانان ہے عزیز
تن مین جان آنکھہ مین پتلی ہے سویدا دلمین

مے سے گو جام ہمارا ہے تہی مثل حباب
ہے جگہ اپنی دلِ ساقیِ دریا دلمین

پاس آتے نہین ہرگز مین بلاتا ہون اگر
نہین معلوم کہ وہ سوچتے ہین کیا دلمین

ہون وہ درویش کہ ہے خانہ مرا کوچہ تنگ
وہ تو انگر ہون کہ ہے وسعتِ صحرا دلمین

یاد گیسو مین جو لی سانس تو خوشبو آئی
مشک نافہ ہے الٰہی کہ سویدا دلمین

یاد اللہ کی ہے احمدؐ و حیدرؑ کا خیال
کعبہ دلمین ہے نجف دلمین مدینا دلمین

واسطی کیسے شرف حق نے محمدؐ کو دیے
خلقتِ پاک ہوئی عہدِ شہِ عادلمین

سایہ چھوڑون نہ کسی بھیس مین محبوبون کا
وہ اگر نکہت گل ہون مین صبا بنجاؤن

مرکے عشق لب جانبخش کا جائے نہ اثر
خاک ہوجاؤن جو مین خاک شفا بنجاؤن

اہل دولت جو کرین طعن میری عسرت پر
زر د خجلت سے ہون ایسا کہ طلا بنجاؤن

زیب معشوق رہے مدّ نظر صد مونین
جل کے سرمہ ہون تو مین پیسکے ضیا بنجاؤن

گھٹ کے دہجی یہ تن زار ہوا ہے تو کیا
کاش اوس شوخ کا مین بند قبا بنجاؤن

مشق فریاد سے قصد دل محبون ہے کہ مین
گردن ناقہ لیلے کا درا بنجاؤن

فائدہ کیا ہے جو گھر بیٹھے ہوی جلتا ہون
کاش مین شمع مزار شہدا بنجاؤن

ای فلک کوئی تو ہو رنگ تکلف حاصل
رخت شادی کہ سہی شال عزا بنجاؤن

نہ پھری روی توجہ تری جانب سے کبھے
تو جو کعبہ ہو تو مین قبلہ نما بنجاؤن

واسطی دل کو ابھی تک تو ہی شاہی کی ہوس
کوچۂ فقر مین پہونچون تو گدا بنجاؤن

شعر ابندش مضمون کمر کیا جانین
عالم غیب کی یہ لوگ خبر کیا جانین

وصل کا دن بھی کبھے آئیگا یا جائیگی جان
چاہنے والے تری نفع و ضرر کیا جانین

زندگی تک ہی فقط گردش ایام کا غم
ساکن زیر زمین شام و سحر کیا جانین

دشت گردی ہے جدا گوشہ نشینی ہی جدا
خانہ پرورد آرام سفر کیا جانین

کیون نہ بی درد مرے اشک بہائے ہنسکین
جوہری جو نہون وہ قدر گہر کیا جانین

رخت و عریان بدنی ایک ہی دیوانونکو
ہوش تک جنکو نہو عیب و ہنر کیا جانین

اہل ہستی ہین کہان واقف احوال عدم
جو وطن مین ہین وہ ایذای سفر کیا جانین

دعوی حسن ہے بیجا تری رخسارون سے
یہ ملاحت نہ کہ شمس و قمر کیا جانین

خبر باغ قفس مین ہمین صیاد ہے کیا
پھول لائے کہ ہوئی سبز شجر کیا جانین

جب نظر کیجے چشمون سے ہے یا نی جاری
رو کنا اشک مرے دین تر کیا جانین

ای پری حور اوتر آئے اگر جنّت سے
آنکھہ اوٹھا کر نہ تیری عاشق شیدا دیکھین

زور چلنے کا نہین رستم و سہراب کا بہی
آگے اوس ترک کے آنا ہو اگر آ دیکھین

ہے یقین پہر نہ رہے دعوے یکتائی حسن
کبھے آئینہ تو یہ آئینہ سیما دیکھین

نظر آتا نہین کچہ بے بصری کے باعث
دیدۂ دل ہو جو بیدار تو کیا کیا دیکھین

ارنی کہتے ہین دیدار کے طالب ہین بہت
اپنی طاقت تو ذرا حضرت موسیٰ دیکھین

حرف قم مُنہ سے نہ نکلے یہ اوڑین ہوتس و حواس
نبض بیمار محبت جو مسیحا دیکھین

کان پہولونکے ملی دیدۂ نرگس ہمکو
کیا سُنین گلشن آفاق مین ہم کیا دیکھین

نقد جان کی ہے طلب خنجر جلّاد کو روز
کب ٹلی سر سے ہمارے یہ تقاضا دیکھین

نیکو دین دلکو جو نالان نہ رہے الفت مین
ہمسے کیونکر ہو کہ ہم سر دیہ بالا دیکھین

قبر سے حشر مین اوٹھنا تو پڑیگا لیکن +
ہمسے ہوگا کہ رُخ مردم دنیا دیکھین

کیا تماشا ہے کہ داغون سے چراغان ہین ہم
شمع رو دور کھڑے رہ کے تماشا دیکھین

دل کو اوالجھین ہے جگر مُنہ کو چلا آتا ہے
کب عیان ہوتی ہے صبح شب یلدا دیکھین

ماہ شعبان ہمین ای ابرو قاتل دکھلا
کہ تجھے دیکھہ کے ہم سبزۂ مینا دیکھین

ارنی مُنہ سے نکالین نہین پڑتی جرأت
جو نہ ہو قابل دیدار اوسے کیا دیکھین

شہر سے تنگ بہت آئے ہین ای جوش جنون
کوئی جنگل کوئی وادی کوئی صحرا دیکھین

واسطی سینہ پر داغ ہے اپنا گلشن
اتنی خاطر کہ وہ آئین تو تماشا دیکھین

حال ابتر ہو تو گیسوی رسا بن جاؤن
جسقدر عشق مین بگڑو نمین سوا بن جاؤن

نامہ بہیجو طلب کا تجھے وہ غیرت گل
اسقدر جلد چلو نمین کہ ہوا بن جاؤن

آنکھین تلوون سے تو ہر گام ملون وقت خرام
کاش مین راہ مین نقش کف پا بن جاؤن

بیٹھتا ہے تری دیوار پر آکر ہر صبح
زاغ کو مدّ نظر ہے کہ ہما بن جاؤن

ہوس دانہ فقط دام مین لائی صیاد
ورنہ کیا تھا مجھے اس کشمکش دام سی کام

نامگین اوس طفل سے کیا سیب ذقن کا بوسہ
پختہ کارونکو نہین اس ہوس خام سی کام

گایان روز بہک کر جو دیا کرتا ہے
واسطی مجھکو ہے اوس مست مئی شام سے کام

اوسکے کوچے مین اب نجائینگے ہم
صبر کو اپنے آزمائین گے ہم

اسلیے ہے تلاش مجنون کی
اپنا قصہ اوسے سنائین گے ہم

خوف ہے اپنے ضعف سی یہ ہمین
ناز کیونکر ترے اوٹھائین گے ہم

غم یہی ہے تو ایک نالے مین
ہفت افلاک کو جلائین گے ہم

دیکھہ ای دل سوال وصل نکر
وہ جو بگڑے تو کیا بنائین گے ہم

کھتے ہین دام زلف دکھلاکر
سیکڑون مرغ دل پھنسائین گے ہم

ہجر مین پیکے تیغ کا پانے
اپنے دلکی لگے بجھائین گے ہم

ہے اگر الفت کمر مین یہ ضعف
دو ہی دن مین نظر نہ آئین گے ہم

بے حجابی پسند ہے اوسکے
جام پر جام اوسے پلائین گے ہم

ہین وہ وحشے کہ حشر کر دین گے
اپنی زنجیر اگر ہلائین گے ہم

اوسکے در پر جبین یہ رگڑین گے
خط تقدیر کو مٹائین گے ہم

اوسکے رخ کے ہین دیکھنے والے
آنکھہ خورشید سے ملائین گے ہم

ہر طرح وصل اوس سے ہے منظور
آپ جائین گے یا بلائین گے ہم

آنکھہ وہ فتنہ گر لڑا دیکھے
جان ای واسطی لڑائین گے ہم

شوق یوسف مین لگا یوی زلیخا دیکھین
او ہم تم سر بازار تماشا دیکھین

ہوشیاری نی پھنسایا ہے ہمین قید مین سخت
کب مصیبت سی چھڑائی ہمین سودا دیکھین

روز ہم رندون کا تو بک بک کرکیا تا ہی دنگ
تنگ ہین ناصح تری تقریر لاطائل سے ہم

طالب دیدار کو کیا دوزخ و جنت سے کام
بار ہا یہ سن چکے ہین مرشد کامل سے ہم

جنکے دل قابو مین ہین وہ راز سے واقف نہین
حال ان نی کا پوچھینگے کسے بیدل سے ہم

چاہیے کعبہ کہین ابرو کو تیرے ای صنم
سنگ اسود کو جو دین تشبیہ تیری تل سے ہم

دار فانی مین کہان مثل شرر ہمکو ثبات
آنکھہ کہلتی ہی گذر جائینگے اس منزل سے ہم

دل سے دلکو راہ ہوتی ہی مثل مشہور ہے
تیری دل کا حال پوچھینگے اب اپنے دل سے ہم

گرتے پڑتے جابجا ہر گام اوٹھتے بیٹھتے
کوچۂ محبوب مین پہونچی بڑی مشکل سے ہم

در تلک تم بھی جو آوگی تو کیا ہو جائیگا
طالب دیدار آی ہین کتی منزل سے ہم

جب تلک دریا مین تھی ہستی تھی اپنی مثل موج
مٹ گئی جب مل گئے آکر لب ساحل سے ہم

لاغری مین ہی ارادہ پھر نہون ہرگز جدا
صورت جوہر لپٹ کر خنجر قاتل سے ہم

شوق ان جادو نگاہون کا ستاتا ہی ہمین
سحر جاکر سیکھہ آوین کشور بابل سے ہم

کیون پریرو ہمکو دیوانہ بناتے واسطی
کیا کرین ہین عشق مین مجبور اپنے دل سے ہم

نہ مجھے کفر سے مطلب ہی نہ اسلام سے کام
ہان تری ذات سے مطلب ہی تری نام سے کام

دلکو ہے اوسکے رخ و زلف سیہ فام سے کام
کون رکھتا ہی دیار حلب و شام سے کام

ابتو رکھا ہی قدم عشق مین ہونا ہو سو ہو
کچھ نہ آغاز سے مطلب ہے نہ انجام سے کام

چشم میگون کی تصور مین ہون بیخود سا مے
نشہ ہی سے نہ مطلب مجھے جام سے کام

آنکھہ آتی نہین اوس فتنۂ عالم کی نظر
کب نکلتا ہی مرا گردش ایام سے کام

چشم بد دور مری آنکھین ہین دیدار پسند
کچھ بھی نکلے گا نہ قاصد خط و پیغام سے کام

تم تو فارغ ہو کہین فکر ستمگاری سے
میرے دلکو نہی راحت و آرام سے کام

رات کو آو اگر دنکو نہین آتے ہو
ہے فقط مجکو تو ای مشفق من کام سے کام

ہرگز نہ سیر ہو جو ملین نعمتین ہزار | کتنا حریص ہے یہ سگ نفس چار چشم

بھڑکی ہی آگ کیا دل سوزان مین واسطی
روتی ہی زار زار جو بے اختیار چشم

اوس آفت زمانہ سی ہو کر دو چار چشم | ہے مبتلای گردش لیل و نہار چشم
اوس گل کی یاد مین ہوا گر اشکبار چشم | دکھلای جوش بارش ابر بہار چشم
ہے ای نظر یہ تیرے سبب اشکبار چشم | نادیدہ باز گشت سی ہی شرمسار چشم
بچتا نہین ہی کوئی خدنگ نگاہ سے | آہو تو ہے پہ آہوی مردم شکار چشم
آنکھین نے لال کر مری اشکونکو دیکھکر | لائی ہے نذر کو گھر آبدار چشم
نور بصر کدورت خاطر سے اوڑ گیا | آئی جو دل مین گرد تو لائی غبار چشم
دکھلائی تب فلک نے شب ہجر کی سحر | جب ہو گئی سفید شب انتظار چشم
بجلی گری جو ہجر مین ہو بیقرار دل | طوفان اوٹھے جوروں نے لگے زار زار چشم
سونا کہان تصور دندان یار مین | کرتی ہی اختروں کو فلک پر شمار چشم
نیرنگی زمانہ ہے نیرنگ حسن ہے | دکھلا رہی ہی گردش لیل و نہار چشم
دو ہو گیا وہ برش تیغ نگاہ سے | کی جس سی راہ مین مری قاتل نی چار چشم
جانا ہو نامہ لیکے تجھے نامہ بر تو جا | طوطی کی طرح سے نہ بدل بار بار چشم
ای دل ہو شرط سرمے کی دنبالہ دار اگر | اوس بت کی ہی ستارہ دنبالہ دار چشم
وا ہے یہ مثل دیدہ انجم سحر تلک | ہوتی نہین ہے بند شب انتظار چشم

رہتی ہے مثل دیدہ نرگس کھلی ہوئی
ای واسطی ہی دید کی امیدوار چشم

ہوتے ہین ذبح تیغ غمزہ قاتل سی ہم | کم تڑپنے مین ہین کیونکر کسی بسمل سی ہم
روز کترا کر نکلتے کوچہ قاتل سے ہم | ہین مگر مجبور اپنے اضطراب دل سے ہم

زر جسکے پاس ہو اوسی کیونکر خوشی نہو
یہ وجہ ہی جو ہنستی ہین بے اختیار پھول

وان رخ پہ خط یہان بدن زار پر داغ
یہ پھول پر ہین خار وہ بالائے خار پھول

منظور میکشی ہو تو گلشن مین آیئے
ساغر لیے ہوئے ہین سر شاخسار پھول

نرگس مریض چشم ہے سنبل اسیر زلف
غنچے دہن پہ صدقے ہین منہ پر نثار پھول

جو داغ میرے سینے مین ہے انتخاب ہے
دکھلا رہے ہین باغ مین کیا کیا بہار پھول

بے بہرۂ ازل کو ہی کیا نفع باغ سے
رکھتا ہی پھل نہ سرو نہ نخل چنار پھول

ای واسطی مین وحشی نازک مزاج ہون
مجھپر ذرا ہنسین تو کرین سنگسار پھول

ہرگز نہو سکے تری رخسے دوچار چشم
داغون سے ہو بدن جو ہمارا ہزار چشم

رکھتی ہی بسکہ حسرت دیدار یار چشم
مرنے کے بعد واہے میان مزار چشم

نکلے گی جان حسرت دیدار یار مین
ہرگز نہوگی بند دم احتضار چشم

ڈرتا ہون مین کہ یار کہین ہو نہ بدگمان
حسرت سے دیکھتی ہی عبث بار بار چشم

کس شہر کس دیار کی سیکھی ہی تمنے رسم
دل لیکے آپکی نہین ہوتی دوچار چشم

جس دل مین تیرا درد نہین ہی وہ دل نہین
دیکھے نہ جو تجھے وہ ہی بے اعتبار چشم

پڑ جائیگی نظر کمر یار پر کبھی + +
عنقا کا ایک روز کریگی شکار چشم

جو کچھ کیا وہ گردش تقدیر نے کیا +
دلکے نہ کچھ خطا ہے نہ تقصیر وار چشم

خانہ خراب دل کو ڈبوتے گی ہر جگہ
سونے نہ دے گی چین سے زیر مزار چشم

کم برق سے نہین ہے تجلی جمال کی
ہوتی ہی بند دیکھکے بے اختیار چشم

فرزند سے محبت مادر ہے آشکار
رکھے نہ طفل اشک کو کیون ہمکنار چشم

آئے ہو حال پوچھنے دیکھو تو اسطرف
کرتے ہو بند شرم سے کیون بار بار چشم

کیون کشت آرزو نہ ہماری ہری رہے
لبریز آب ہے صفت چشمہ سار چشم

مجکو اور غیر کو کر ایک ہی خنجر سے نہ ذبح
چاہیے مجکو تیغ حق و باطل قاتل

واسطی حسرت دیدار تو نکلے دم ذبح
شکر صد شکر ملا حور شمائل قاتل

کسکو فراق یار مین ہے آرزوی گل
نشتر رگ و دماغ کو ہی موج بوی گل

پھرتے ہین عشق یار مین ہی معشوق مثل گل
کیسی ہوا چلی رخ بلبل ہو سوی گل

رو کر چمن مین کرتے ہین بلبل کو ہم ذلیل
ہنسکر بگاڑ دیتی ہین وہ آبروے گل

حاصل کبھی نہ اوس رخ روشن کی ہو صفا
شبنم چمن مین لاکھ کرے شست و شوی گل

تقدیر عندلیب کی سوگند کھائیے
ہر صبح اوٹھ کے دیکھتی ہی پہلے روی گل

خاطر پسند اوس رخ گلگون کی ہی بہار
ہمکو تلاش لالہ نہ ہی جست و جوی گل

بلبل کی کچھ صبا نے قفس مین نہ لی خبر
جھوٹون بھی اسطرف کبھی لائی نہ بوی گل

بلبل کو ذبح باغ مین صیاد اگر کرے
نہر اوسکے خون کی جو رواں ہو سوی گل

خوشبوی تن سے کسکے معطر ہوا چمن
کانٹونکو سونگھتا ہون تو آتی ہی بوی گل

جز حسن و عشق ذکر نہین بزم یار مین
مذکور عندلیب ہے یا گفتگوے گل

مژگان کا وصف سنکے وہ لکر و خفا ہوا
چوکے کہ ذکر خار کیا روبروے گل

صحن چمن سے سینہ پر داغ کم نہین
ای واسطی نہین ہے ہمین آرزوی گل

اس باغ مین ہوی تر و تازہ ہزار پھول
پھولا نہ ایک بھی صفت روی یار پھول

بوے وفا کہان کہ ہمارے مزار پر
لاکر کبھی کسینے چڑھائے نہ چار پھول

لمحہ ہے یار کا کہ دکان گلفروش کی
انبار ہر جگہہ نظر آتے ہین ہار پھول

ہے بے ثبات گلشن ایجاد کی بہار
پھولین نہ چار دن کے لیے ای ہزار پھول

کیا پیر فروش کوئی گل فروش ہے
ہر دم جو مانگتا ہے ہر اک بادہ خوار پھول

سر ٹپکتا ہون یہ ہے شوق شہادت مجکو
یا خدا کیون ہی مری حال سی غافل قاتل

تیری شمشیر کا کوسون نہین ساحل قاتل
بحر شمشیر کا کوسون نہین ساحل قاتل

چل کے مقتل سے نہ منہ پھیر کے دیکھا اونے
ہم پکارا کیے کس بات سے قاتل قاتل

زار ہون زار نہایت مین بجز رسوائی
کچھ بھی ہوگا نہ مرے قتل سی حاصل قاتل

درمیان دل مین جو تری چاندسی رخسار کا ہے
چاندنی سے نہین ڈرتی تری بسمل قاتل

ابرو و گیسو و مژگان کا تو مذکور ہی کیا
روی معشوق کا ہوتا ہے ہر اک تل قاتل

واسطی قتل ہوا نجد مین مجنون بی تیغ
ہوگئے دید رخ صاحب محمل قاتل

ہمسے بھاگی گا جو تو سیکڑون منزل قاتل
کھینچ لائیگی کشندگی دل قاتل

دور کرآون نہ کسطرح تری محفل مین
ہون مین مجبور کہ قابو مین نہین دل قاتل

ذبح کے وقت مقدر کی رسائی دیکھو
خلد مقتل ہے مرا حور شمائل قاتل

کشتنی وہ ہون اگر قصد مین مقتل کا کرون
آئی لینے کو مرے سیکڑون منزل قاتل

اسقدر شوق شہادت مین تڑپتا ہو نہین
دل ہی سینے مین مری طائر بسمل قاتل

اک نظر اونکو دکھادی رخ سیمین اپنا
تجھہ سی مقتول دیت کی نہین سائل قاتل

عید قربان ہی ملاتا ہے گلے سی گیا تیغ
پہلے تو آکے شہیدونکے گلے مل قاتل

عشق خط رخ جانان سے حذر کر ادیل
ہے یہ سبزہ صفت زہر ہلاہل قاتل

تیری شمشیر کو کاتی ہے یہی سنگ فسان
مری چھاتی پہ جو یہ صبر کی ہی سل قاتل

سر جدا سینہ جدا ہاتھہ جدا پاؤن جدا
لاش میری نہین تشہیر کے قابل قاتل

قتل ہونا جو مرا خار رقیبون کو ہوا
آج پھوٹے مرے سب آبلۂ دل قاتل

قدم شوق نہین تسپہ پرواز سے کم
دم مین جا پہونچون اگر ہو کئی منزل قاتل

کسکو مقتول کیا ہے کہ یہ بیتابی ہے
ہاتھون سینے مین او چھلتا ہی ترا دل قاتل

اگر ہوتا نہ زلفون پر فدا دل
تو کیون ہوتا بلا مین مبتلا دل

مین اوسکے ہجر مین روتا ہون دن رات
کہ جسنے ہنستے ہنستے لے لیا دل

یہ سودا ہم سمجھ کر مفت لیتے
جو بوسے کے عوض وہ مانگتا دل

ہوا کس بے وفا کا آشنا تو
بڑا تیرا ہوا اے ناآشنا دل

ہوئے بیخود وجود دیکھا جلوۂ حسن
تمھین پایا تو اپنا کھو گیا دل

کہین کیونکر نہ مجھکو اہل دل لوگ
مین وہ ہون جسنے مانگا دیدہ یا دل

دعا دی مجھکو ملکر اوس پری نے
نہین دیکھا ہے ایسا بیوفا دل

نجا گیگے قیامت تک محبت
مبارک ہو تمھین صاحب مراد دل

سنے نالے تو پر ظالم نے کترے
ہوئی مقراض منقار عنادل

نہین اس دل مین جا داغونکی خالی
الٰہی ہو عنایت دوسرا دل

جفا کر اسقدر مجھپر نہ اے بت
خدا سے ڈر کہ ہے اللہ عادل

نہین پھولون سے کم داغ محبت
حقیقت مین ہے باغ دلکشا دل

نہ سمجھا واسطی مین سوز غم سے
کہ شعلہ ہے مرے پہلو مین یا دل

سری چلنا ہی دم تیغ پہ مشکل قاتل
ہی مسافر کے لیے سختی منزل قاتل

اسقدر تجھسے ہے مانوس مرا دل قاتل
دہن زخم صدا دیتی ہین قاتل قاتل

پاون کب گنج شہیدان سے بر ہا سکتا ہون
تیرے شمشیر کے جوہر ہین سلاسل قاتل

ناخن تیغ سے مقتل مین کہلی دل کی گرہ
حل ہوا آج مرا عقدۂ مشکل قاتل

زعفرانی ہے جو تلوار کا تیری رومال
ہنس رہے ہین دہن زخم سے بسمل قاتل

سبد گل سے زیادہ ہین لہو کے تھالے
کیا تماشا ہی تری کشتونکی محفل قاتل

بسملون نے گل عارض جو ترا دیکھا ہی
ہچکیون مین بھی ہی آواز عنادل قاتل

ای دل سمجھ کے بوسۂ زلفِ سیاہ مانگ
اور تا ہوا یہ سانپ ہی اس سے پناہ مانگ

ملتے ہین اک سوال مین دونون جہان یہین
در پر گدا کے بھیک تو ای بادشاہ مانگ

زیبا ہے کفش آبلہ پائے قدم
سر دی خدا تو داغ جنون کی کلاہ مانگ

حاضر ہین جان و مال سی انکار ہے کسے
جو مانگنا ہو تجھکو وہ اے شہ ماہ مانگ

عاشق نہ اوسکے مانگ کا ہوا ہے دل غریب
اندیشہ ناک راہ ہی اس سے پناہ مانگ

دل گم ہوا ہے زلف مین ملتا نہین مگر
کوئی نہ کوئی اسکی نکالے گی راہ مانگ

خالی نہین ہے فیض سے ایکدم در کریم
دیتا ہی بی طلب وہ نہ مانگ اوس سی خواہ مانگ

ہو قصد باغ کا تو خ اوس لالہ رو کا دیکھہ
پیاسا جو ہو تو اوسکے زنخدان سی چاہ مانگ

مصرع در کریم پہ ہے یہ لکھا ہوا
جو مدعا ہو ہمسے طلب گر جو چاہ مانگ

شل ہون جو پاؤن طاقت رفتار کر طلب
کم سو جتا ہو تجھکو تو نور نگاہ مانگ

آمادۂ ستم وہ صنم ہے تو واسطی
تو صبر کر خدا سے دعای رفاہ مانگ

سوز غم سی یہ مری سینے مین جلتی ہی آگ
سانس لیتا ہون اگر منہ سی نکلتی ہی آگ

فی الحقیقت وہ کنوان ہی حرم می ایساقی
روز پانی کی جگہہ جس سی ابلتی ہی آگ

سنگدل جلتی ہین اونسی ہی شرارت کی سنا
آہن و سنگ سی دیکھو کہ نکلتی ہی آگ

سوز دل سی وہی حال مری چہرے کا
رنگ زر جیسے تپانے مین بدلتی ہی آگ

سرکشی گرم مزاجون کی دم عجز بھی ہے
پانون رکھتی نہین پر دوڑ کی چلتی ہی آگ

ترے محرور یہ دم خاک کرین لوگ دعا
پھونکتا ہی جو کوئی اور بھی جلتی ہی آگ

واسطی قصد جو کھلتی ہے جنونین میرے
سبکو ہوتا ہے گمان یہ کہ اوچھلتی ہی آگ

تلاش یار مین ہے رہنما دل
لیے پھرتا ہے مجھکو جا بجا دل

گذری شب وصال کہ چلتی تہی جام مے
لبریز اب ہے عمر کا ساغر شب فراق

گردون پہ جو ستارہ ہی عقرب سی کم نہین
ہی کہکشان پہ شبہۂ اژدر شب فراق

رکتے نہین ہین آنکھو نمین آنسو کسیطرح
دہو جای کاش زیست کا دفتر شب فراق

برگشتگی نصیب کی یہ ہے کہ ضعف سے
سر پھر رہا ہے آتے ہین چکر شب فراق

شمع و چراغ ہین تو کہان روشنی کا نام
گردون پہ ہی توا مہ انور شب فراق

مرغ سحر کی ہے نہ موذن کی ہے صدا
سنسان ہو رہا ہے مرا گھر شب فراق

پھر پھر گئی ہے در تلک آ آکے موت بھی
کیسا پھرا ہوا ہے مقدر شب فراق

نیند آئے خاک ایسی مصیبت مین واسطی
زنبور سرخ ہین گل بستر شب فراق

ہی عشق آب و رنگ گل روی یار تک
وحشت کا جوش ہے ہمین فصل بہار تک

ہستی سے چل کے خوف ہی تنہا روی کا کیا
تا شام لگا ہوا ہے عدم کے دیار تک

ہین فاتحہ کے بعد فنا ہم امیدوار
آو کبھی کبھی تو ہمارے مزار تک

یاران رفتہ کا کہین باقی نہین نشان
نقش قدم کہان نہین گرد و غبار تک

دوڑا پیادہ حد سے سوا افسس ناتوان
پہونچا مگر نہ لیلے ناقہ سوار تک +

ہر گام گو کہ ضعف نے مجکو تھکا دیا
آخر کو گرتے پڑتے گیا کوی یار تک

پایا کہین جواب نہ اوس سبزہ رنگ کا
ہر چند ہند مین مین گیا سبزوار تک

وہ تاجور کہ جنکے مکان تھی فلک شکوہ
باقی نہین ہین اونکے نشان مزار تک

ساقی پلای جا ہمین ساغر شراب کے
انعام دینگے ایک سے توڑی ہزار تک

ہو کر بشر ہون رزق سی کیا نا امید ہم
رہتے ہین گر سنہ نہ کبھی مور و مار تک

لایا ہے دور چرخ دہان ہمکو واسطی
جس دشت مین نہین شجر سایہ دار تک

اجودن

اوڑجائین کوہ برہم وور ہم ہون آسمان
اپنا جو زور شور دکھای ہوائے عشق

اتنے لیے بدنمین چھپای ہین استخوان
شاید کرم کرے ادہر آئی ہمائے عشق

کشتی گڑے ہین کوچۂ قابل ہین سیکڑون
مملو مسافرون سے ہی مہمانسرائے عشق

کرتو زیارتِ لیلیٰ قیس نجد مین +
ابتک یہ آرہی ہے صداہای ہائے عشق

وہ کون عضو تن ہی کہ جسمین نہین ہی درد
ہو رنگ رخ شکستہ تو آئی صدائے عشق

کچہ رنگ بوستانِ محبت کا ہے جدا
کانٹونکو پھول کرتی ہی آب و ہوائے عشق

دشتِ جنون سے پھر کے یہ کیا آئین شہر مین
ناآشنا زمانی سے ہین آشنای عشق

نعمت تمام خلق کی زیر و زبر ہوچکی
خالی ابہی ہے کاسۂ دست گدای عشق

فرہاد و قیس و وامق و نل سب پہن چکے
تن پر ہماری ٹھیک ہوئی ہی قبای عشق

عیش و نشاط بزم جہان ناگوار ہے
جلدی چراغ زیست بجہائی ہوائے عشق

اتا جو مین عدم سے نہ ہستے مین واسطی
پیدا کبہی نہ عشق کو کرتا خدائے عشق

روز شمار کے ہے برابر شب فراق
دیکہین تمام ہوتی ہی کیونکر شب فراق

ہے دشت ہولناک مرا گھر شب فراق
غولونکی مشعلین ہین منور شب فراق

ہون سخت تنگ کس سے گلا کاٹ کر مرون
قبضے مین ہی نہ میغ نہ خنجر شب فراق

بستر پہ مثل مردہ پڑا ہے تن ضعیف
تاریکی لحد سے ہے بدتر شب فراق

ہے مثل زلف یار درازی اگر یہی
ہوگی نہ صبح تا دم محشر شب فراق

پوچہو نہ حال کچہہ کہ مین زندہ ہون گو رہین
دل اسقدر ہوا ہے مکدر شب فراق

روزن تمام کم دہن مار سے نہین
ہے غار اژدہا کہ مرا گھر شب فراق

انجم نہین ہین صاف مرے قتل کی لیے
گویا چمک رہی ہین یہ خنجر شب فراق

تا صبح تھا جو موت کی آنے کا اشتیاق
آنکھین مری رہین طرف در شب فراق

ہو کر خجل چمن سے گریزان ہو مثل مار
سنبل کو پیچ و تاب جو اپنی دکھائی زلف

ای دل نکل نہ سینے سے باہر شب وصال
ڈر ہے کہ گل نہ جائی تجھے اژدہائی زلف

دیوان مرا ہے چہرۂ معشوق واسطی
سطرین ہین زلف دائری ہین حلقہ ہائی زلف

یارب کوئی جہان مین نہو مبتلای عشق
مرنا ہم فراق مین ہی انتہای عشق

پہلے جنون ہے بعد گذرنا جہان سے
وہ ابتدای عشق ہے یہ انتہای عشق

محمود و قیس و وامق و فرہاد اور مین
کس پر نہین جہان مین نزول بلای عشق

کی سیر آسمان و زمین کی تو یہ کھلا
دونون جہان مین خاک نہین ہی سوای عشق

مشکل ہے اشک و آہ سے فرصت تمام عمر
دلمین مقام عشق ہی آنکھون مین جای عشق

کعبے سے کچھ غرض ہی نہ مطلب ہی دیر سے
بیگانہ اک جہان سی ہے آشنای عشق

پیدا کیا خدا نے مجھے عشق کے لیے
ہے عشق میری واسطے مین ہون برای عشق

کیون سر پہ بار منت عیسی اوٹھایئے
اچھا نہوگا یہ مرض لادوای عشق

آتی ہے مجھکو دیر و حرم سی یہی صدا
واجب ہے سجدۂ در دولتسرای عشق

دونون جہان کا ہی وہ حقیقت مین بادشاہ
ہی جسکی سر پہ سایۂ بال ہمای عشق

کوئی ہو قتل اسکو غرض اپنی فریب سے
خون ہزار کشتہ ہی رنگ حنای عشق

ہے بادشاہ وقت حوادث سی کام کیا
نیرنگی زمانہ ہے دلق گدای عشق

داغ جنون عیان ہین جو سر سی قدم تلک
گلدوز ہی یہ تن پہ ہماری قبای عشق

شبہا در انتظار تو مے گفت واسطی
یارب چو من مباد کسے مبتلای عشق

سمجھی اوٹھا جو پردۂ دولتسرای عشق
ہے حسن داخل حرم کبریای عشق

ایسی کبھی ہین دل نی مرے نالہای عشق
آتی نہین زبان سی صدا اب سوای عشق

ریش سفید پیر پہ ہنستے نہ یہ جوان
کچھ بھی جو اپنے دلمین سمجھتے مآل زلف

تائب ہے اتبو حسن پرستی سے دل مرا
کھینچے کمند نیکے اسے کیا مجال زلف

خوشبو ہے اسطرحکی نہ یہ پیچ ہی نہ خم
سنبل سے کیا سمجھکے کوئی دے مثال زلف

ہے چھوٹنا محال مقدر کے پیچ سے
دل سے کسیطرح نہین جاتا خیال زلف

خط سے ہے اور مصحف رخسار کی نمود
کسواسطے ہین آپ پریشان مثال زلف

چہرے کا اوسکے برق پہ ہمکو ہوا گمان
ابر سیہ اوٹھا تو گیا احتمال زلف

آگاہ واسطی ہے سفید و سیاہ سے
یہ خوب جانتا ہے کمال و زوال زلف

مجھسا کوئی جہانمین نہین مبتلای زلف
سر مین بھری ہی روز ازل سی ہوای زلف

افشان کی شوق مین یہ تماشا دکھای زلف
تاری سب آسمان کی ابھی توڑ لای زلف

ہرگز تمام ہو نہ عبارت کا سلسلہ
لکھین جو خط شوق مین ہم ماجرای زلف

روز سیہ کے دام مین مدت سے قید ہون
سر سے کسیطرح نہین ٹلتی بلای زلف

شانے کیطرح سے جو زبانمین ہین ہزار
ہرگز نکر سکون مین سر موشنای زلف

وجہ موافقت ہے پریشانی سرشت
زلف آشنای دل ہے تو دل آشنای زلف

اب نقد جان بچی گا نہ اپنے متاع دل
خط سیہ بھی اوسکا ہی رہزن سوای زلف

غازہ ہی روی یار کو خون دل و جگر
شانہ ہے اپنا پنجہ مژگان برای زلف

جوش جنون مین وصل کی عشرت کہان نصیب
اب ہتکڑی ہی ہاتھ مین اپنی بجای زلف

حاضر گلا پھنسانی کو ہے اپنا مرغ دل
ہر شکار دام تو اپنا بچھای زلف

کام آئین گے یقین ہی مری مشت استخوان
شانی تو بعد مرگ نہین گے برای زلف

مجموعہ حواس کا شیرازہ کھل گیا
ہنگام شب چلی یہ پریشان ہوای زلف

دیکھین گے آفتاب تہ ابر کا فروغ
دامن مین لاکھ چہرے کو اوسکے چھپای زلف

خود نہین جاتی ہین ہم کوچۂ جانان کیطرف
شوق کھینچے لیے جاتا ہی گلستانکی طرف

رخصت ای طوق و سلاسل کہ بہت دن گذرے
قصد زندان سے ہمارا ہی بیابانکی طرف

ضعف سے دل کا نہ ارمان جنون مین نکلا
رہگیا ہاتھ مرا اوتھہ کے گریبان کی طرف

ابر کو دیکھہ کے بیجا نہین طاؤس کا رقص
تخت بلقیس کا آیا ہے سلیمان کی طرف

دل جلانے کا سبق ہمنے جو تعلیم کیا
فاختہ اوڑ کے گئی سرو چراغان کی طرف

دل سے اوس حور کی اُلفت نہ پس گئی مٹی
تن رہا روح گئی روضۂ رضوان کی طرف

موت کی یاد فراموش نہو زندون کو
چاہیے روز گذر گور غریبان کی طرف

سامنا اوس لب جان بخش کا جب ہو نہ سکا
لعل اوڑ اوڑ کے گئے شہر بدخشان کی طرف

نہین منظور کسیکی ہمین خاطر شکنے
ہم تو ہندو کی طرف ہین نہ مسلمان کیطرف

ہون وہ وحشی کہ مرے پاؤن جو تھک جاتے ہین
آبلے دوڑتے ہین خار مغیلان کی طرف

وادی نجد مین کیا منتظر لیلے ہے
کان مجنون کے ہین آواز حدی خوان کیطرف

نہین نکلا یہ تری چاہ ذقن سے خط سبز
گذر خضر ہوا چشمۂ حیوان کی طرف

ہو جو بی پردہ وہ رخ ذکر ہے کیا ذرّون کا
چشم حرباً نہ پڑے مہر درخشان کیطرف

واسطی شاہ خراسان کی زیارت ہی ضرور
ہند سے کوچ کرو ملک خراسان کیطرف

ہنگام سیر باغ جو آیا خیال زلف
سنبل پہ اپنے دل کو ہوا احتمال زلف

دل کو جو مانگتی ہے تو لے عذر کچھ نہین
ہمسے تو ہو سکے گا نہ ردّ سوال زلف

فارغ نہین ہین غم سے حسین بھی جہان مین
بیمار چشم یار ہے ابتر ہے حال زلف

تا صبح اژدہے نظر آتے ہین خواب مین
رہتا ہی شام ہی سے جو ہمکو خیال زلف

سنگ جفا سے وہ کہین توڑے نہ استخوان
شانہ کرے سمجھ کے سر کو شمال زلف

یارب نہ اوسکے حسن جوانی کو ہو زوال
خط کو سفید ہونے نہ دے اتصال زلف

محروم ہون نظارۂ چشمِ حبیب سے
دیتی ہے کیسی گردشِ لیل و نہار داغ

انجم نہین ہین یہ ترے ہاتھون سے ای قمر
ہین سینۂ سپہر مین یہ بیشمار داغ

عقبے کا عیش ہے ہمین دنیا مین بھی نصیب
دکھلا رہے ہین باغ جنان کی بہار داغ

پایا ہے وہ مزا ابھی آسودگی نہین
ای چرخ اور دی ہمین دو تین چار داغ

ملتا ہے زر خزانۂ الفت سے واسطی
دیتا ہی داغ پر ہمین وہ گلعذار داغ

کیا جلاؤن مہروش تیری مقابل مین چراغ
کب کوئی کرتا ہی روشن دنکو محفل مین چراغ

احتیاجِ روشنیِ شمع راتون کو نہین
ہے خیالِ روی جانان اپنی محفل مین چراغ

ناتوان ہون چاہیے پہلے تجسس لعلِ قتل
ساتھہ خنجر کے ہے لازم دست قاتل مین چراغ

ہون جو مین وحشی شبِ تاریک مین صحرا نورد
غون دکھلائین مجھی آ آکے منزل مین چراغ

خوف کیا تاریکیِ راہِ عدم کا عشق مین
شعلہ ہای داغ دکھلائینگے منزل مین چراغ

وہ بھی جلتا ہی شبِ فرقت مین تا وقتِ سحر
ساتھہ دیتا ہی ہمارا وقتِ مشکل مین چراغ

غسل دریا کو جو آئے وقتِ شب وہ شعلہ رو
ہون حباب آب سب آغوشِ ساحل مین چراغ

غور سے دیکھو تو محفل سے نہین کم دشتِ نجد
قیس پروانہ رخِ لیلی ہے محمل مین چراغ

ہو سکے کیا دخل دزدانِ خیالاتِ جہان
جلتے ہین داغونکے اپنے خانۂ دل مین چراغ

ڈھونڈھنا لازم ہی پہلے اہلِ ہمت کا نشان
چاہیے کاسے کے بدلے دست سائل مین چراغ

چھا گیا ایسا جہان مین میری نالونکا دھوان
دنکو اب درکار ہے ہر ایک محفل مین چراغ

آگیا زندان مین کسکے روی روشن کا خیال
بنگئے حلقے سلاسل کے سلاسل مین چراغ

ہو جہان معشوق خود آتی ہین عاشق دوڑکر
کب طلب کرتا ہی پروانو نکو محفل مین چراغ

جلوۂ معشوق کی ہی دیدۂ عاشق مین قدر
پھول ہین گلشن کے بے چشمِ غزالِ مین چراغ

کورِ دل کو کب نظر آتا ہے معنی کا فروغ
واسطی بیکار ہی اندھونکی محفل مین چراغ

مال کی ہمکو نہ دولت کی طمع
ہے فقط گنج قناعت کی طمع

لقمۂ غم کی ہی یون خواہش مجھے
جسطرح بھوکون کو نعمت کی طمع

ایک تو بوسہ لب شیرین کا دو
ہے زبان کو اپنے لذت کی طمع

ہین جہان مین طالب امر محال
جو یہان کرتے ہین راحت کی طمع

کون بہتر تھا بھلا زہاد سے
گر نہوتی اُنکو جنت کی طمع

خواہش می ہی ہمین یون ساقیا
جسطرح پیاسے کو شربت کی طمع

حال دیکھو صاحب اکسیر کا
خاک چھنواتی ہے دولت کی طمع

طبع رکھتے ہین غنی تیری گدا
کب ہی اُنکو ملک و دولت کی طمع

حال قارون سنکے یہ ثابت ہوا
باعث آفت ہے دولت کی طمع

مجتمع کرتے ہین دولت بیحساب
ہے حریصونکو قیامت کی طمع

خاک اوڑتی ہے ہماری بعد مرگ
ہے ترے باران رحمت کی طمع

ہے مزاج اوس شوخ کا فرقت پسند
اپنے دلکو عیش وصلت کی طمع

عرصۂ محشر مین ہمکو واسطے
ہے پیمبر سے شفاعت کی طمع

کھولے نہ لالہ باغ مین داغ دکھلاکے چار داغ
ایسے تو ہین جگر مین ہمارے ہزار داغ

کیا میرے دلکو عشق مین ہونا گوارا داغ
ہے حسن کی کچہری مین یہ راہوار داغ

آخر یہ سوز عشق مرے کام آئے گا
مرنے کے بعد ہوگا چراغ مزار داغ

معشوق عاشقون پہ جو ہو جائین مہربان
طاؤس کو نہ دے کبھی ابر بہار داغ

ظاہر ہی آفتاب مین اور میری دلمین فرق
پوشیدہ ہی یہان تو وہان آشکار داغ

شاید اسے بھی سرو چراغان بناوگے
کیون میرے دلکو دیتی ہو تم بار بار داغ

تھوڑے سے رہ گئے ہین مرے آشنا عزیز
دنیا نہ اب مجھے مرے پروردگار داغ

جلنے سے گر کوئی پر پروانہ بچ گیا
تعویذ بنگیا وہ پئے حرز جانِ شمع

اس بزم مین ہی کون کسیکا شریکِ حال
کوئی بھی پوچھتا نہین اشکِ روانِ شمع

کیا وصف رخ مین تیری کہے اس سے کمی ہوئے
گلگیر نے جو بزم مین کاٹی زبانِ شمع

کس شب ستی کیطرح یہ جلکر ہوئی نہ خاک
پروانے کر چکے ہین بہت امتحانِ شمع

فانوس پانچی کو کمین ہم تو ہی بجا
ہے ساقِ پای یار پہ ہمکو گمانِ شمع

تن مین وہ سوز غم ہے کہ دیکھی جو میری نبض
اونگلی لگی طبیب کی جلنے لبسانِ شمع

ہوگا جو تیری عاشق دل سوختہ کا کوچ
پروانے آگے لیکے چلین گے نشانِ شمع

باغِ جہان مین رنگ تلون ہی کس قدر
شب کو بہارِ شمع ہے دنکو خزانِ شمع

تاب سماعت تپ غم کب ہے واسطی
قصہ سنون پتنگ کا یا داستانِ شمع

مرے دل کیطرح شب بھر جلی شمع
سحر کی جب ہوئی آمد چلی شمع

کسی پردے کا پھسلا اگر پاؤن
زبان سی بول اوٹھی یا علی شمع

بندہا مضمون جو اوسکے ساق پا کا
عجب بندش کی ساچی مین ڈہلی شمع

بہار آئی کہ تم محفل مین آئے
برنگِ نخل گل پھولی پھلی شمع

کسی پروانہ کو کیا درد سر ہے
دکھاتی ہے جو رنگت صندلی شمع

سواری کسکی نکلی شہر مین رات
کہ ہے ہر کوچہ مشعل ہر گلی شمع

جو یون بٹہکر کروگی بزم مین رقص
تو گل کردیگی دامن کی کلی شمع

برص سمجھے صباحت کو وہ اپنے
جو دیکھے تیری صورت سانولی شمع

جلائے کیون نہ دلکو تیرہ بختے
ہوئی جب شام محفل مین جلی شمع

کرے اوس رخ سے دعوی واسطی کیا
نہ دیوانی نہ ایسی باولی شمع

مجلسِ وعظ چمن ہے جو ہو گوشِ شنوا — سرو منبر ہے تو قمری ہے بیانِ واعظ

دل مین آجاے تو ہوتی ہو دمِ بھر کو پیلو — بادہ خوار وہی سرِ راہ مکانِ واعظ

باتین بڑھ بڑھ کر یہ رندونسے کیا کرتا ہی — یہی بڑ رہنا ہی تو گھٹ جائیگی شانِ واعظ

ہے بہت مرتبہ پیرِ خرابات بلند — کب پہونچتا ہے وہان وہم و گمانِ واعظ

ماہ نو ابرو پر خم کا دکھادی جو وہ مست — ابھی ہو جاتی ہے عیدِ رمضانِ واعظ

بھول کر منہ سی لگانا نہ کبھی اے رندو — زہر ہی زہر ہی حلوا ہے دکانِ واعظ

دخترِ رز کی لطافت کا اگر وصف کرے — موتیون سی ابھی بھر دون مین دہانِ واعظ

بادہ خوارونکی ترقی ہے تنزل اوسکا — جانتے ہین یہ بہار اپنی خزانِ واعظ

دل لگی سمجھے نہ رندون کی بُری کہنے کو — مفت برباد نجائے کبھی جانِ واعظ

لائقِ قطع و برید اسکو سمجھتا ہون مین — یہ جو مقراض سی چلتی ہے زبانِ واعظ

سنکے ذکرِ لحدِ تنگ شکنجے مین کہنجا — پھر نہ دکھلائے خدا مجھکو مکانِ واعظ

شان مین اوسکے قصیدہ کوئی کہنا کیسا — مر بھی جائے تو نہون مرثیہ خوانِ واعظ

عرش سی بڑھ کی ہی پرواز قدح نوشونکی — تا درِ خلد ہے حدِ طیرانِ واعظ

واسطی دلکو کسیکے نہین ہوتا ہے اثر
روز کرتا ہے خطا تیر کمانِ واعظ

روشن ہی سب پہ گونکی کچھ زبانِ شمع — پوشیدہ ایک پر نہین سوزِ نہانِ شمع

دریا بہاتے گر مزہ خون فشانِ شمع — ممکن نہین کہ کم ہو ذرا سوزِ جانِ شمع

آتش مزاج جو ہین نہین اون سے چشمِ فیض — دیکھے کبھی نہ زرقِ ہما استخوانِ شمع

وہ شعلہ رو ہی تو کہ تری سوزِ عشق سے — جلتی ہے صورتِ پرِ پروانہ جانِ شمع

کرتی صفت وہ عارضِ پرنور یار کی — گویا جو نرم دہر مین ہوتی زبانِ شمع

قربِ حبیب مرگ ہی عاشق کیواسطے — پروانہ جل گیا جو ہوا میہمانِ شمع

آپ آتا ہے دوڑ کر معشوق | جذبۂ عشق مین اثر ہے شرط

سہل سیمین تنون کا عشق نہین
واسطی اسمین صرف زر ہے شرط

کون کہتا ہی کہ اعجازِ بیان ہے واعظ | اپنے نزدیک تو کچہ ہیچمدان ہے واعظ
وعظ سُن سُن کر تری دل ہوئے جاتی ہین فگار | حق مین رندونکے چھری تیری زبان ہے واعظ
خوب دیکہا تو یہ سمجہے کہ ہی پہیکا پکوان | گرچہ اونچی تری ظاہر مین دوکان ہے واعظ
کہائے جاتا ہی ہر اک شخص کا بک بک کر دماغ | مجہکو سودا ہی کہ تجہکو خفقان ہے واعظ
لوگ کہتے ہین جسے زخم سنان سے بڑہکر | حق تو یہ ہی وہ ترا زخم زبان ہے واعظ
عرش اعلےٰ کیطرف کرتا ہے ایما نادان | ہم جو کہتے ہین کہ اللہ کہان ہے واعظ
اِس عمامے کے سوا اور نہین کوئی شرف | سر بزرگی تری رندون پہ عیان ہے واعظ
کیا دلا دیگا دمِ حشر مے صاف طہور | شیشۂ مے کیطرح پنبہ دہان ہے واعظ
تو بُرا انکو کہے گا تو کہین گے یہ بھی | مُنہ مین رندونکے بھی آخر کو زبان ہے واعظ
مجلسِ وعظ مین یہ کون حسین آیا ہے | چشم رغبت سے جو اوسکو نگران ہے واعظ
جی مین آئے تو ذرا اوسکی ملاقات کو چل | صاحبِ خلق بڑا پیر مغان ہے واعظ
دیکہہ تو چل کے کہ ہوتی ہین وہین پیر جوان | میکدہ ہی کہ کوئی باغ جنان ہے واعظ
غائبانہ نہین میخوارون کی غیبت اچھی | کہانہ مُردار کہ ماہِ رمضان ہے واعظ
تیرا کہنا تو سر آنکھون پہ مگر مہلت دے | کہ ابہی دختر انگور جوان ہے واعظ

آگے دیوار بدیوار تھا میخانے کے
واسطی اب نہین معلوم کہان ہی واعظ

تنگ آیا ہون مین سُن سُنکے بیانِ واعظ | کاٹ ڈالون گا کسی روز زبانِ واعظ
زخم پر زخم لگاتا ہے بیانِ واعظ | کاٹ تلوار کا رکھتی ہے زبانِ واعظ

لفظ بمعنی ہین سب املا غلط انشا غلط — ہے کتاب ہستی موہوم سر تا پا غلط
مقصد منصور انا الحق سے یہ تھا حق پر ہو تم — دار پر کھینچا اوہی جسنے وہی سمجھا غلط
ہے بجا نمرود عاجز ایک پشے سے جو ہو — ہو کے بندہ کیون خدائی کا کرے دعوی غلط
ہے محسن کاواک وہ مصرع دیوان حسن — سرو گلشن سے ہے تشبیہ قدر عنا غلط
تم سوا مجھکو کسی سے کام دنیا مین نہین — غیر جو کہتے ہین تمسے ہے سر تا پا غلط
ایسے ہی ہوتے ہین حسن و عشقمین ناز و نیاز — وحشت مجنون نہ بے پروائی لیلی اغلط
دشت و حشت مین ہزارونکی ہوئی مٹی خراب — کچھہ نہین مضمون سطر جادہ صحرا غلط
جب بیان کرتے ہین وہ قصہ ہماری عشق کا — قصہ گو یونسے وہ کہتے ہین یہ ہے قصہ اغلط
لکھتے ہین سب ایک نقطہ باے ابجد کے تلے — زیر لب ہر گز نہین اوس خال کا نقطہ اغلط
اوسکے عنقاے دہن کا کب ہے ہستی مین وجود — کیون اوڑاتے ہین خبر یہ مردم دنیا غلط

کچھہ نہین اس بات مین اے واسطی قصور میرا
میرے دیوان کو محرر نے اگر لکھا غلط +

کھیلنا اپنی جان پر ہے شرط — بازی عشق مین جگر ہے شرط
ہین جہان مین ہنر شناس بہت — آدمی کے لیے ہنر ہے شرط
بھولے بیٹھے ہین کس لیے غافل — موت نزدیک ہے خبر ہے شرط
عشق مین نام سہل ہے لیکن — مثل فرہاد دردسر ہے شرط
راہ الفت مین چاہیے ہمت — دلکے دینے کو کچھ جگر ہے شرط
ظلمت شام غم نے گھیرا ہے — مدد اے نالہ سحر ہے شرط
قصہ ہجر طول ہے اوس سے — عرض احوال مختصر ہے شرط
دیدنی ہے وہ رخ حجاب مین بھی — اک ذرا تیز یے نظر ہے شرط
ہے وسیلہ ظفر کا قصد سفر — گر ظفر چاہیے سفر ہے شرط

کرین وہ قاصد اگر اعتراض گستاخی
تو کہیو اوسنے یہ لکھا ہے ضمن اریمن خط

مکان یار جو معلوم نامہ بر کو نہ تھا
لیے پھرا وہ ہر اک شہر و ہر دیار مین خط

یقین ہوا کہ وہ گل پارسال سے ہے خفا
نہ اوس بہار مین لکھا نہ اس بہار مین خط

سنا ئین لوگ مجھے پڑھ کے بد لیسین کے
خدا کرے کہین آجاے حقیقار مین خط

چھپا کے یار کو لکھا تھا ہمنے عشق کا حال
گمان تھا کہ پڑھیگا وہ گل ہزار مین خط

ہر ایک سطر ہو غیرت فزای سنبل تر
لکھون جو مدحت گیسوی تابدار مین خط

نہی ہے دست و کمر نامہ بر کی کیا معلوم
کنوئین مین پھینک کے آیا کہین کنار مین خط

وہ سخت جان ہون مین میری بدن پہ ایک بہ
ہزار ضربت شمشیر آبدار مین خط

ضرور ہے کہ ہو پروانہ واسطی قاصد
کسیطرح تو پہونچ جاے بزم یار مین خط

ممکن نہین ہے خار سے دامان کی احتیاط
دست جنون سے کیا ہو گریبان کی احتیاط

رخسار یار کو نہ چھوؤنگا مین بی وضو
دیندار کو ضرور ہے قرآن کی احتیاط

ہے پنجہ جنون کی درازی اگر یہی
کیا ہو سکے گی ہمسے گریبان کی احتیاط

چھینٹین مرے لہو کی نہ پڑ جائین وقت قتل
قاتل تجھے ضرور ہے دامان کی احتیاط

انچل ہٹے نہ سر سے دوپٹے کا ایک دم
لازم ہے یار زلف پریشان کی احتیاط

اسلام و کفر اوس خ و گیسو سے مل گئے
ہندو سے اب نہین وہ مسلمان کی احتیاط

حرص و ہوا سے دہر سے دل کی صیانہ کہو
صرصر سے ہے ضرور چراغان کی احتیاط

حرص و ہوا ہی سیل تو غیظ و غضب ہے برق
لازم ہے انسی خرمن ایمان کی احتیاط

کہدو ملک نہ حشر مین تولین مرے عمل
منظور ہو جو پلہ میزان کی احتیاط

محنت سے مال جمع ہوا ہے یہ واسطی
درد سخن سے چاہیے دیوان کی احتیاط

سنگ در اوسکا پرستشگاہ ہی ہے اپنی لیے
خانقاہ شیخ و دیر برہمن سے کیا غرض

پھنس گیا ہی دل جو گیسو مین تو پھنسنے دیجیے
آپکو اس قیدی دام محن سے کیا غرض

عقل و دانش ہی جو تجھکو کر روش اپنی درست
واسطی سارے زمانے کی چلن سی کیا غرض

وصف عارض مین جو ہو تحریر خط
مہر کی پیدا کرے تنویر خط +

کیجیے کیا یار کو تحریر خط
چاک کر ڈالے گا وہ بی پیر خط

یہ بہی گردش ہے مری تقدیر کی
پھیر لایا قاصد دلگیر خط

آتے ہین بہکر ملائک نامہ بر
لکھہ رہا ہے کاتب تقدیر خط

وصف عارض جب کیا مینے رقم
بنگیا قرآن کی تفسیر خط

ذبح جب ہوتے تھے ہم قاصد پھرا
یار کا آیا بہ شمشیر خط + +

وصف خط و خال و زلف و رخ لکھے
بنگیا ہے صفحہ تصویر خط

وصل کی امید سے دل ہی غنی
ہو گیا حق مین مرے اکسیر خط

سخت جانی سے ہی تیرے دل مرا
کیا پڑے گا تجھسے اے شمشیر خط

ایک بہی لکھتا نہین ہے وہ جواب
کر چکے ہم سیکڑون تحریر خط

واسطی قاصد روان ہے سوے یار
چھوڑتا ہے کوئی کاغذ گیر خط

رقم کیا ہی اوسے ابتو اضطرارین خط
بہاے آب مین یا وہ جلاے نارین خط

اوڑائین پرزے کہ پہونچائین کوی یارین خط
ہی ابتو نامہ رسانون کے اختیارین خط

جو بعد مرگ پہر اکوے یار سے قاصد
تو دستون نے مرے رکھدیا مزارین خط

مجھے یہ ڈر ہے کہ قاصد کمال مضطر ہے
کہین کرے نہ گرجاے اضطرارین خط

کدورت دل محبوب صاف ظاہر ہے
کبہی لکہا بہی تو لکہتا خط غبارین خط

زلف اگر دیکھے کرے اپنا دل انوس رقص
جسطرح گلشن مین کرتا ہی کوئی طاؤس رقص

چرخ کافر کو مری نالون پہ کیا آئیگا رحم
برہمن کرتا ہی سنکر نالۂ ناقوس رقص

سبعۂ سیارہ دیکھے چرخ پر سمجھا یہ مین
دیو کرتے ہین میان خانۂ منحوس رقص

تیری کرتی کی اگر جالی نظر آئے اوسے
صورت صوفی کرے خوش ہوکی جالینوس رقص

بزم مین اوس ترک کی پڑتی ہی جب تیغ نگاہ
ہوکی بسمل شمع کرتی ہی تہ فانوس رقص

شاد ہی اپنا دل پر داغ یاد زلف مین
جسطرح ابر بہاری مین کری طاؤس رقص

شاد ہے دل گردش چشم بتان سی واسطی
دور ساغر کو سمجھتا ہے یہ کیکاؤس رقص

عالم حیرت مین مجھکو انجمن سے کیا غرض
بلبل تصویر ہون صحن چمن سی کیا غرض

دور یار و نسی بیابان مرگ قسمت فی کیا
کام کیا تابوت سی مجھکو کفن سی کیا غرض

اوس سی یاد اللہ لازم ہی تو اس سی رام رام
اختلاف دین شیخ و برہمن سے کیا غرض

صحبت یاران ہمدم سی ہی لطف زندگی
جب وطن برباد ہوجائے وطن سے کیا غرض

آستین و آستن گریبان جوش وحشت مین عبث
تیرے عریان کو پیرو پیرہن سے کیا غرض

محفلو نمین اہل دنیا کی مین جاکر کیا کرون
حق یہ ہی عزلت نشین کو انجمن سے کیا غرض

یار سے آزردہ ہین دربان سی کیا مطلب ہمین
بت کی جب چھوڑی پرستش برہمن سے کیا غرض

جامہ زیبونکو مبارک رخت زیبا ای جنون
شوق عریانی ہی ہمکو پیرہن سے کیا غرض

صاف دل ہین ہم کدورت سے ہی ہمکو کام کیا
آئینہ ہے اپنی پیشانی شکن سے کیا غرض

کسکو دیتی ہی صبا رنگ عیب گلگشت بہار
ہی چمن و اغونسی دل ہمکو چمن سے کیا غرض

نکہت گیسوے جانان سے معطر ہے دماغ
ہمکو بوی نافۂ مشک ختن سے کیا غرض

بوسۂ لب لیچکے رخ پر دہرا ہی اوسکی رخ
اب حلب مین ہوگئے وارد یمن سے کیا غرض

چھٹ گئی جب یار یارون سے تو پھر یار کہان
روح کو ہی بعد مرنے کے بدن سے کیا غرض

دیوانگی ہماری اذیت پسند ہے — ہر آبلے کو ہے خلش خار کی تلاش
جو لوگ بیگناہ ہین پوچھے گا اونکو کون — عفوِ خدا کو ہوگی گنہگار کی تلاش
پایا کبھی نہ رزق مقدر سے بھی سوا — ثابت ہوا یہ ہمکو کہ بے کار کی تلاش
جاتا ہے سوی کعبہ کوئی کوئی سوی دیر — ساقی ہی ہمکو خانۂ خمّار کی تلاش
سایہ ہے اوسکو بال ہما کا بھی ناپسند — جسکو ہے تیرے سایۂ دیوار کی تلاش
آتا نہین ہے خواب مین اِک شب وہ سیم تن — رہتی ہے ہمکو دولتِ بیدار کی تلاش
دریا مین غرق ہوتے ہین لیکن غنی ہے دل — اِس پار کی ہی فکر نہ اوس پار کی تلاش
اسلام و کفر سے الگ اپنا طریق ہے — تسبیح کی ہوس ہے نہ زنّار کی تلاش
لڑنا ہی ہمکو چرخ سے ایدل کوئی تو آہ — ہنگام جنگ ہوتی ہے تلوار کی تلاش
زہد و ورع سے ہوتا ہی تعمیر ملکِ دل — مزدور کی ہے فکر نہ معمار کی تلاش

ہستی سے کوچ ملک عدم کو ضرور ہے
ہے ہمکو واسطی کمرِ یار کی تلاش

شبِ وصل بت دلخواہ خاموش — موذن غل نکر شد خاموش
مری دیوانگی مین ہین نئے رنگ — نہینون گاہ نالان گاہ خاموش
پکارو غیر کو تم جب سرِ بزم — رہے کیا بندۂ درگاہ خاموش
دکھایا جلکے داغ دل جو مینے — رہا کہپ کر وہ رشکِ ماہ خاموش
رقیب آگے مرے کرتا نہین بات — حضورِ شیر ہے روباہ خاموش
کبھی پوچھی جو راہِ عشق مینے — رہا حیرت سے خضرِ راہ خاموش
کوئی پرسان نہین ہے صورتِ نی — رہون مین خواہ نالان خواہ خاموش

گلا ای واسطی قسمت کا تا چند
یہ قصّہ کر کہین کوتاہ خاموش

سیب جنت بہی جو رضوان سامنے لائے تو کیا — یوسفِ دل کو ہی اوس سیبِ زنخدان کی ہوس
چشمِ طامع یا قناعت بھرتی ہی یا خاک گور — جیتے جی موقوف کب ہوتی ہی انسان کی ہوس
چاہتا ہی غیر چھلا پائے تیری ہاتھ سے — دیو کو ہی خاتمِ دستِ سلیمان کی ہوس
یار کا چہرہ دکھا یارب کہ ہی جوشِ شباب — فصلِ گل مین ہی تماشای گلستان کی ہوس
اشکباری پر اگر آجای اپنی چشمِ تر — خشکسالی مین کرین دہقان نہ باران کی ہوس

واسطی ہمجنس کو ہمجنس سے ہوتا ہی اُنس
ہون پریشان ہی مجھی زلفِ پریشان کی ہوس

فراقِ یار مین کرتا ہون بار بار افسوس — یہی ہی وِرد کہ افسوس صد ہزار افسوس
شبِ فراق مین رہتا ہون بیقرار افسوس — نہ صبر دل کو نہ باقی ہی اختیار افسوس
رقیب ہین چمنِ حسنِ یار مین گلچین — غمِ فراق ہی میرے گلے کا ہار افسوس
ہوا نہ مثلِ سکندر نصیب آبِ حیات — رہا مین بوسۂ لب کا امیدوار افسوس
جو ایکبار بہی دیکہون نہ زلف و عارضِ یار — تو کیون کرون نہ شب و روز لاکہہ بار افسوس
مین اوس پری سے کرون حالِ دل بیان کیونکر — جو ساتھہ رہین لوگ سایہ وار افسوس
ہمارے رونے سے کیا خاک فائدہ نکلا — کہ دل مین یار کی ہی ابتلک غبار افسوس
ہماری خاک کو برباد کر دیا جیسے ✣ — نہ آیا فاتحہ کو بہی سرِ مزار افسوس

بگڑتی جاتی ہی سرکار واسطی اوضی
کچہہ ایسے جمع ہوئے ہین صلاح کار افسوس

درہم کی ہے تلاش نہ دینار کی تلاش — آنکہون کو ہی تو دولتِ دیدار کی تلاش
کعبہ مین ہے گذر کبہی بتخانے مین گذر — گھر گھر پھر رہی ہے ہمین یار کی تلاش
اوس گل کو ہی جو خط مجہے لکھوا کے بھیجنا — کرتا ہون کاتبِ خطِ گلزار کی تلاش
مطبوع کوئی شکل دکہائی نہ بخت نے — یوسف کی مدتون سرِ بازار کی تلاش

کشتہ ہون اوس قد موزون کا وصیت ہی یہی
دفن ہو باغ مین مژدہ مرا شمشاد کے پاس

حرف ہی سبہ خراشی مین عجب ناخن غم
تیز اسطرح کہا تیشہ نہین فرہاد کے پاس

ہون وہ وحشی رگ جان تن سی نکلکر دورے
نیشتر ہو تری مژگان کا جو فصاد کے پاس

کرکے محبوس خبر خاک قفس مین لے گا
کہ سوا دام کے دانہ نہین صیاد کے پاس

بوسا ونکے لب شیرین کا ہی کیسا شیرین
قند ایسا تو نہو گا کسی قناد کے پاس

زخم کھائین گے جو تن پر تو مزہ اوٹھے گا
ساتھہ خنجر کے نمکدان بہی ہی جلاد کے پاس

بیٹھتا ہی مرے نزدیک تو مجنون اسطرح
جیسے شاگرد مودب کسی استاد کے پاس

ابکی سودا ہے بڑے جوش پہ لاؤ جاکر
کوئی بہاری سی جو زنجیر ہو حداد کے پاس

مرغ دل کیون نہ پہنسائین تری زلفونکی لٹین
دام ہی دام نظر آتے ہین صیاد کے پاس

سایہ اوسپر جو تری قد کا پڑا ہے اوترک
قمریان رعب سی آتی نہین شمشاد کے پاس

کون ہی سرو جو بندہ قد موزون کا نہین
خط غلامی کا تمہارے ہی ہر آزاد کے پاس

واسطی دور ہون اوس احت جان سی جب سے
عیش آتا نہین میرے دل ناشاد کے پاس

آرزو گل کی نہ ہمکو ہی گلستان کی ہوس
ہے ہوس دل مکو تو سیر کوی جانان کی ہوس

اسطرح ہی ہمکو سیر کوی جانان کی ہوس
جسطرح بلبل کو ہوتی ہی گلستان کی ہوس

ناتوان ہوکر کرون کیا کوی جانا نکی ہوس
مور کو زیبا نہین ملک سلیمان کی ہوس

بوریا کافی ہی کجکول گدائی ہے بہت
مجہہ گدا کو کب ہے تاج و تخت سلطانکی ہوس

اک جہانکو شوق ہی اوس حور کا دیکہی مکان
کون ہی جسکو نہین ہے باغ رضوان کی ہوس

کچہہ اگر ہوتی تری چاہ زنخدان کی خبر
پھر سکندر کو نہوتی آب حیوان کی ہوس

چاہتا ہی دل کہ کھاؤ زخم پر پوشیدہ زخم
تیغ ابرو کی ہوس ہی تیر مژگان کی ہوس

آرزو ہی خار صحرا کو پھٹے دامن مرا
پنجہ وحشت کو ہے میرے گریبان کی ہوس

کسطرح سے سارے عالم پہ نہو قبضہ ترا
کہکشان سی بڑھ کی ہی تلوار ای قاتل دراز

ہے اگر قصد عدم کر مجتمع زاد سفر
ای مسافر دور ہے یہ راہ مینزل دراز

ہے دنی یہ چرخ اس سی واسطی مانگونمین کیا
ہاتھہ کرتا ہے سخی کے سامنے سائل دراز

یوسف سی بہی سوا ہی مجہی دل مرا عزیز
تجہہ سے نہین پرائے صنم دلربا عزیز

کوئی نہ دست مرگ سے ہمکو چھڑا سکا
کام آئے یار دوست نکچہ اقربا عزیز

ہمنے نثار اوسپہ کیا دل تو کیا ہوا
جان آشنا سے کرتے نہین آشنا عزیز

ہمکو پسند سایہ دیوار یار ہے
شاہون کو ہوگا سایہ بال ہما عزیز

قیمت مین دی ہزار کوئی زر کہی لون
تصویر تیری جان سی بہی ہی سوا عزیز

پہونچے قریب مرگ مرض طول ہوگیا
چھوڑین خدا پہ کچہ نکرین اب دوا عزیز

وہ کون ہی کہ جسکو نہین ہے عزیز تو
اس سے زیادہ یار ہے نام خدا عزیز

قربان جان اپنی فدا ہین دل وجگر
تجسے تو کچہہ نہین مجہے اے دلربا عزیز

کیا پھیر دے مرا دل پر داغ تیری زلف
ہوتا ہی گنج سانپ کو حد سے سوا عزیز

دولت کی آرزو نہین مجہہ خاکسار کو
اکسیر سے ہے بڑھ کے تری خاکپا عزیز

غافل نہین ہون مین کسی یوسف کی یاد سے
ہر وقت ہی زبان کو مرے ورد یا عزیز

قیمت بغیر مے مجہے کیون دیگا ساقیا
تیرا نہ مین عزیز نہ تو ہے مرا عزیز

کوئی نہین کسی کا زمانے مین واسطی
سب آشنا غرض کے ہین کیا دوست کیا عزیز

کبہی جاتا ہون جو اوسکی بیدادکے پاس
آدمی اوسکا روان ہوتا ہی جلاد کے پاس

ہون وہ بلبل کہ نہین خوف اسیری بجات
آشیانہ ہو مرا خانہ صیاد کے پاس

کون احسان طبیبونکا اوٹھاے سر پر
درد سر کا جو مداوا ہے تو جلاد کی پاس

دشت خالی ہوے خونریز ہے وہ تیر ہنوز
لوٹتے جاتے ہین نخچیر پہ نخچیر ہنوز

گو کہ اک قطرۂ خون تن مین نہین ہے باقی
ہی مرے خون کی پیاسی تری شمشیر ہنوز

جادۂ دشت کو دیکھا تو جنون مین سمجھا
ہی مرے پانون سے لپٹی ہوئی زنجیر ہنوز

پھر گیا سر بھی شب ہجر مین ای نالہ و آہ
تمنے اپنی نہ دکھائی کوئی تاثیر ہنوز

قبر سلطان کی بنا موت نے آکر ڈالی
قصر پورا نہوا تھا کوئی تعمیر ہنوز

جان بلب ہون مین مجھے زیست کی امید نہین
اور اطبا مین دواون کی ہی تدبیر ہنوز

لوگ جو خاک نشین تھے وہ ہوے مسند نشین
در بدر مجھکو لیے پھرتی ہے تقدیر ہنوز

آب کوثر بھی پیا داخل جنت بھی ہوے
لب پہ ہے لذت آب دم شمشیر ہنوز

عمر گذری ہی کہ زندان سے رہائی پائی
پر مرے شوق مین غل کرتی ہی زنجیر ہنوز

کیون تلون مرکے نہ نظر مین کماندارونکی
سینہ و دل مین ترازو ہے ترا تیر ہنوز

کونسے جرم پہ قاتل نے تہ تیغ کیا
کوئی ثابت نہین ہوتی مری تقصیر ہنوز

مجھ شہید ست کو دولت بہی ملی خرچ بہی کی
خاک ہی چہانتے ہین صاحب اکسیر ہنوز

جلوۂ عارض جانان نہ چھپا زیر نقاب
پردۂ ابر مین ہے مہر کی تنویر ہنوز

واسطی لوگ زیارت سے پھر آئے اکثر
نگیا تو طرف روضۂ شبیر ہنوز

خوابمین کب تک کریگا پانون ای غافل دراز
جاگ آنکہین کھولدے درپیش ہی منزل دراز

قصۂ ہستی مرا کوتہ کیا اچھا کیا
خضر کی صورت ہوئی تہی عمر اے قاتل دراز

نزع مین خویشون احبا سے وصیت کیا کرون
وقت کوتہ ہے بیان آرزوی دل دراز

ہی درازی اوسکی کاکل کی تو مشہور جہان
پر ہماری ہجر کی شب سے نہین اک تل دراز

سستی اعضا کا باعث ہی مقرر طول عمر
راہرو تہکتا ہے ہوتی ہے اگر منزل دراز

کیا ہمارے دیدۂ تر سے ہی خواہان تری
روز و شب رکھتا ہی دریا دامن ساحل دراز

تری رفتار سے نسبت نہین کچھ چال کیا اوسکی
عبث طاؤس کو ہی ناز اپنی خوشخرامی پر

تری وصفِ دہن مین بند لب اے طفل ہوے ہین
بحمداللہ یہ میوہ کسقدر رکھتا ہے خامی پر

کہون کیونکر نہ دلکو لیگیا دزدِ حنا اوسکا
کوئی دزدی کرے ہوتا ہی شبہہ دزد نامی پر

پڑہایا ہی سکندر نامہ اوس طفلِ لبستان کو
معلم نے بڑا احسان کیا روحِ نظامی پر

گیا اے واسطی قیسِ حزین صحرای وحشت سے
ہوا قائم مین اوسکی مسندِ قائم مقامی پر

بلبل کا نطق بند ہے گفتار کے حضور
طاؤس گرد ہے تری رفتار کے حضور

گل آب اب ہی تری رخسار کے حضور
گڑا گڑ گیا ہی سرو قدِ یار کے حضور

یوسف کو میری پردہ نشینی کا شوق ہے
آتا ہے کب وہ مردم بازار کے حضور

چاہے تو ایک آہ مین زندان کو پھونک دے
یہ بات کیا ہی تیرے گرفتار کے حضور

بوسے لیے ہزار نہ تعزیر دی کبھی
سچ ہے کہ قدردان ہین گنہگار کے حضور

آگاہ معرفت سے بخوبی کوئی ہو کیا
آتی نہین یہ جنس خریدار کے حضور

پردہ اونہین تمام زمانے سے ہے مگر
بے پردہ ہین وہ طالبِ دیدار کے حضور

ظلِ ہما گدا کو جو کرتا ہے بادشاہ
ہے چغد تیرے سایۂ دیوار کے حضور

ابرو سے بڑھ چلے مہِ نو کیا مجال ہے
کیا قدر نیمچے کی ہے تلوار کے حضور

دیکھے گا کوئی آنکھ اوٹھا کر نہ ماہ کو
آئے تو تیرے چاند سے رخسار کے حضور

ہر چند ذکر یار مناسب ہے صبح و شام
پر خامشی ضرور ہے اغیار کے حضور

توڑے ہین محتسب نے خم و ساغر و سبو
کس منہ سے آئے حضرتِ خمار کے حضور

دیندار ہین تو مجمعِ کفار مین ہین ہم
کافر ہین ہم تو زمرۂ دیندار کے حضور

ہنگام قہر کیا ہے بد و نیک مین تمیز
ہر شے ہے ایک برق شرر بار کے حضور

بیجا تھا تجھکو دعوی تقریر واسطی
عکلی زبان سے بات نہ کر یار کے حضور

جلایا نالۂ بلبل نے ایسا صحن گلشن کو
کہ ہر گل ہی شمیم گل نکلتی ہے دھوان ہوکر

خیال ای حور رہی مر کے بھی تیری خوشخرامی کا
بگولے خاک ہی اوڑھتی ہین طاؤس جنان ہوکر

جلایا بعد مردن بھی تیری کوچ کی حسرت نے
جہنم مین پڑی ہم داخل باغ جنان ہوکر

تو وہ گل ہی کہ آیا باغ استقبال کو تیرے
بنا سرو روان ہر سرو گلشن مین روان ہوکر

جو اوس یوسف کو دیکھا راہ مین ایسا ہوا مضطر
کبھی اوٹھا کبھی بیٹھا مین گرد کارواں ہوکر

کہے دیتا ہون کیون ماتم مین میری ہاتھ ملتی ہو
اوڑیگا شعلۂ رنگ حنا دم مین دھوان ہوکر

غزل پڑھ کر جو کی ہی چاک تمنی ہی خیال اتنا
پھریگے مرغ مضمون طائر بی آشیان ہوکر

ہوا جب پار تیرا اوسکا جگر سی صاف سمجھے ہم
کہ سر سے طائر اقبال گذرا پر فشان ہوکر

تب غم سی بسان شمع تن سب بہ گیا گھل کر
اوٹھایا لطف یہ اس نے مرم مین آتش زبان ہوکر

شب فرقت گذر جاتی ہی جیسے رات ساونکی
رولاتا ہی خیال زلف آنکھون کو دھوان ہوکر

جو ہونگے میرے اعضا قیمہ قیمہ تیغ قاتل سی
کریگا شکر ہر موے بدن میرا زبان ہوکر

لڑکپن مین یہ عالم ہی کہ عالم تم پہ مرتا ہے
قیامت ڈہاؤگی آخر کو اکدن تم جوان ہوکر

شب وصلت ہوئی خواہش اگر تمکو تماشے کی
نکل آئے ستارے آسمان پر تیلیان ہوکر

نہوگا تنگ وہ قاتل ہماری سخت جانی سی
کریگے تیز خنجر استخوان سنگ فسان ہوکر

گرا تھا نعل رستے مین جو تیری پای توسن سے
چمکتا ہی وہ ہر ماہ اب ہلال آسمان ہوکر

گئے بے یار جب اہی واسطی ہم سیر گلشن کو
رگین پھولون کی آنکھونمین لگین چھینٹے سنان ہوکر

تعجب شاعرون کو کیا ہی میری خوش کلامی پر
تفوق ہی مرے استاد کو اہلی و جامی پر

کہا کرلے گلوی خشک کو تر آب خنجر سے
ترحم آگیا قاتل کو میری تشنہ کامی پر

غنی درویش فیض آسمان ہی سب برابر ہین
تفوق اسلیے ہے چادر مہ کو تمامی پر +

تری آنکھونکی پلکون پر گمان ہوتا ہی یہ سبکو
لکھا ہی حاشیہ گویا کسینے شرح جامی پر

گھڑی شادی کی ہی آتا ہی میرے گھر مین وہ مہرو
چراغِ خانہ دیتا ہے یہ مژدہ گلفشان ہوکر

کسی نعمت کا کھانا ہجر مین کیونکر گوارا ہو
پھنسے جب حلق مین حلوے اسمے بے استخوان ہوکر

خیالِ یار سے کیونکر نہ آنکھین اپنی روشن ہون
نگین کو ڈانک چمکاتی ہی خاتم مین نہان ہوکر

ہمیشہ ہم رہین گے زندہ کیا غم جان جانی کا
غمِ الفت رہیگا تا قیامت دلمین جان ہوکر

وہ وحشی ہون کہ پیر ہی کر لیے تقسیم کانٹون نے
تبرک بنگیا پیراہنِ تن دھجیان ہوکر

زہی غیرت تڑپ جاتی ہی روح ابتک زلیخا کی
نکلتا ہی جو سوے قبر یوسف کاروان ہوکر

ہنسا جسوقت جسنے اپنے جسمِ زار کو دیکھا
رہے ہم گلشنِ عالم مین شاخِ زعفران ہوکر

ہوا مین اوڑتے بال و سکی دم تحریر دیکھے ہین
یقین ہی حرف سب کاغذ سے اوڑ جائین دھوان ہوکر

جھکادی مینے گردن سر کشونکی خاکسار ی سے
وہ تو وہ ہون کہ مجھہ تک تیر آتا ہی کمان ہوکر

نکل اے مرغ جان تن سے کہانتک قید کی ایذا
قفس مین کیون پھنسا ہی طائرِ عرش آشیان ہوکر

فراقِ یار مین بھاتا ہی کب سامان میخواری
پیون پانی تو آنکھونسے بہی اشکِ روان ہوکر

ٹھہر کر منزلِ ہستی کی دیکھو سیر کیا کوئی
کہ رکتا ہی نہین ہے عمر کا توسن روان ہوکر

ہماری خاک سے اے واسطی گردش بجا ہیگی
پھرینگی شیشہ ساعت مین یہ ریگ روان ہوکر

کہان جاؤن چمن سے باغبان مین ناتوان ہوکر
جو موجِ سبزہ پکڑے ہی پانون زنجیر گران ہوکر

لپٹ جاؤن جو اوسکے پنجے سے نیم جان ہوکر
بنا مضمون نکالون صورت خط نوامان ہوکر

یہ بھڑکی آگ دلمین بانلِ زلفِ بتان ہوکر
جو دم سینے مین جاتا ہی نکلتا ہی دھوان ہوکر

موے پر بھی دلِ صد چاک نے تاثیر دکھلائی
لحد پر چادرِ مہتاب بچھے تو کتان ہوکر

پہونچ جاؤن خدا تک گو بھٹک کر دیر مین پہونچون
بتائے راہ کعبہ ہر صنم سنگِ نشان ہوکر

الٰہی کاروان سے چھٹ گیا ہی کون واماندہ
کہ سارا کاروان نالان ہی زنگِ کاروان ہوکر

نہین کرتا وہ باتین ہمسے اس سے گم ہین ہوش انپر
مٹایا ہی دہانِ یار نے ہمکو نہان ہوکر

زبان کو واسطی اخفای رازِ عشق مانع ہے
نکالو نمین زبان سے نالۂ آتش فشان کیونکر

سواری اونکی دیکھین کیون نہ رہرو شادمان ہوکر
سُمِ توسن دکھاتے ہین تماشا پتلیان ہوکر

جو نکلی آہ سوزان شب کو سوئے آسمان ہوکر
لگے جھڑنے ستارے چرخ سے برگِ خزان ہوکر

صفت ہوتی ہر کس سے اوس مسیحا لودہ ہونٹھونکی
کہ ہر گلزار مین خاموش سوسن وہ زبان ہوکر

یقین ہے ہمکو اے پیرِ مغان یہ باغ جنت ہے
جو آیا میکدے مین پیر بھی نکلا جوان ہوکر

ہما بھی ہے سگِ جانان بھی خواہان جسم لاغر کا
کرون کس کس کی دعوت ایک مشت استخوان ہوکر

عیان ہے دو جہان کا حال ہمکو نشۂ مے مین
ہوے کامل مرید حضرت پیرِ مغان ہوکر

تماشا ہے کہ چوراہا بنا ہے رقص کی محفل
تری صدقے کی پتلی ناچتی ہین پتلیان ہوکر

تلاشِ یار مر کر بھی نہ جاتیگی نہ جاتیگی
روان ہوگی ہماری خاک بھی ریگِ روان ہوکر

قبولِ حق نہ ہو کیونکر عبادت اہلِ رفعت کی
زمین پر سرنگون رہتے ہین کیسے آسمان ہوکر

نہ پوچھو عالمِ پیری مین کیفیت جوانی کی
ہوا جنگل سے بدتر باغ پامالِ خزان ہوکر

مٹادے نقشِ ہستی کو اگر شہرت کا طالب ہے
ہوا ہی نامور عالم مین عنقا بے نشان ہوکر

دلونمین سو خنے ہین کیسے نگاہِ نازِ قاتل کے
اوڑاتا ہے یہ ناوک کیا نشانی بے کمان ہوکر

مریضِ ناتوان ہین ہم سکون رفتار بھی اپنی
رہی اپنی جگہ پر نبض کیصورت روان ہوکر

جہان مین سختیون سے ہمکو نرمی نے بچا رکھا
رہے محفوظ ہم تبسیم دانتون مین زبان ہوکر

شبِ وصلت اگر وہ قصدِ گھر جانیکا کرتے ہین
پکڑ لیتے ہین دامن طفلِ اشک اپنے روان ہوکر

رخ اوسکا واسطی بعدِ خیالِ زلف یاد آیا
ہوے ہم داخلِ ملکِ حلب ہندوستان ہوکر

کہان اب وادیِ وحشت سے جاؤن ناتوان ہوکر
دبائے مجکو ظل کاہ جب کوہِ گران ہوکر

محبت مین نہ کیونکر شاد ہونمین ناتوان ہوکر
کہ ہون مطبوعِ عالم یار کا موئے میان ہوکر

چاہیے شام و سحر ولولۂ گریۂ شوق
اسکو دولت یہ ہی ہر فوق

ایکدم اشک بہانے سے نکر قطع نظر
ہوگا ہر قطرہ گہر

جسم کیا جان ہی کیا نطق ہی کیا عقل ہی کیا
نہ ملا اسکا پتا

واسطی تو ہی بتا کون ہی آیا ہے کدہر
کچھ نہی ہی تجھکو خبر

شب وصل صنم کا لطف ہو مجھسے بیان کیونکر
بنی ظاہر کرے ہمت سے حال لامکان کیونکر

چھٹین گے قید سے وابستۂ زلف بتان کیونکر
محبت قفل زندان ہی کٹین گی بیڑیان کیونکر

زمین کوی جانان سے اوٹھین گے ناتوان کیونکر
کریگا خاک کو برباد اٹکے آسمان کیونکر

نہ طاقت پانو مین باقی نہ پر اوڑنے کی قابل ہین
رہا ہو کر قفس سے جائین ہم تا آشیان کیونکر

بہت منہ زور ہی تہمتا نہین ہی شہسوار انسی
رکے گا رو کنے سے تو سن عمر روان کیونکر

پھر بگایا کیا فلک میری طرح تیری تجسس مین
کمان ہی زور ہو گا پیر سے کار جوان کیونکر

بے تاثیر نالے کو قد خم گشتہ لازم ہے
نشانی تک رسائی تیر کی ہو بے کمان کیونکر

کبھی ممکن نہین ہے کاہ سے کوہ گران اوٹھے
اوٹھاؤن بار درد ہجر کو مین ناتوان کیونکر

جگر ہو جان ہو دل ہو مری آنکھونکی پتلی ہو
گوارا ہجر ہو تمسے مجھے ایجان جان کیونکر

وفا گر وہ کرین تو ہم کہین پھر ہو فا کسکو
خلاف طرز معشوقانہ ہون وہ مہربان کیونکر

اثر ہی بعد مرنے کے بھی حاصل شکبار ی کا
صبا دیکھون کریگی خاک میری رائگان کیونکر

ذرا دم لینے دی ای باغبان گلزار ہستی مین
برنگ بو نکلکر ہم پھر آینگے یہان کیونکر

نہین وہ ہون بد نشان غیر از خدا کوئی نہین وصف
اگر پیک قضا آیا تو پائے گا نشان کیونکر

نہین ممکن کہ الفت چھٹ سکے اوس زلف مشکین کی
کرے پیدا مین بو ئے مشک کو کوئی نہان کیونکر

وہ وحشت ہی کہ وحشی بھی بیابان مین نہین پاتے
مجھے پہنائینگے حدا دلا کر بیڑیان کیونکر

کیا ہی قتل ہو جانے کا وعدہ اوس ستمگر سے
بھلا ای واعظو ہم کاٹ ڈالین اب زبان کیونکر

کوئی تلوار لاؤ گے کہ خنجر آزماؤ گے
تمہین فرہاد عاشق کا کروگی امتحان کیونکر

نرہی حضرت موسیٰ کیطرح غش مین خبر — چہرہ دکھلا دلبرا
عاشقِ زار کو ہی درد دل و درد جگر — ہے بہت حال تر
چشمِ رحمت بکشا سوی من انداز نظر — اے شہِ جن و بشر
اے صبا ہو جو ترا کوچہ جانان مین گذر — کہیو بادیدۂ تر
تیرے عاشق کی تپِ غم سی ہی حالت ابتر — کچھہ بہی ہی تجھکو خبر
ہوگئی عمر بسر عہد جوانی گذرا — کچھہ نہی وقفہ نرہا
غافلو جاگو اوٹھو باندہو کمر وقت سحر — بج گیا کوسِ سفر
کیسی سنسان شبِ ہجر ہی کیا مر گئی سب — نہین کھلتا ہی سبب
بولتا ہے نہ موذن نہ کوئی مرغِ سحر — اور نہ بجتا ہے گجر
دلمین ہے یاد تیری سر مین ہی سودا تیرا — جان ہی تجھہ پہ فدا
تیرا ہی دیکہنا ہی آنکہہ کو منظور نظر — گوش مشتاقِ خبر
آکے لا شے پہ مرے جان نہ تم مُنہ ڈہانکو — غمزہ بیجا نکرو
آنکہہ مین مُردے کے رہتا ہی کہان نور نظر — شوق سے دیکہو ادہر
خوب سمجہا ہون کہ ہی سب مین تجلی تیری — کھل گئی آنکہہ مری
عرش سے فرش تلک چاہی نظر جاہی جدہر — تو ہی آتا ہے نظر
نہ لیسیجو ترا دل تو یہ ہی بات عجیب — کیا کہون واہی نصیب
سوز فرقت مین کرون نالۂ پُر درد اگر — کرے پتہر مین اثر
کون ہی جسکو نعشق ترا اے ماہ نہین — آسمان ہو کہ زمین
جستجو مین تری پہرتی ہین ادہر اور ادہر — رات دن شمس و قمر
تیغ ابرو سے تری جان چراتی ہین سب — وہ تو ہی برقِ غضب
یہ مرا دل یہ مرا حوصلہ میرا سینہ — کردیا سینہ سپر

دل کے مانند نہ پہلو سے جدا ہو للہ ذ
شاق ہی ایک گھڑی بھی تری فرقت مجھپر

بھول کر بھی نہ لکھا اوسنے کبھی نامہ شوق
کبھی نازل نہ ہوا آیۂ رحمت مجھپر

جلوہ گر فوج یہ انجم کی ہوئی گردون پر
واسطی لائی ہے ڈاکا شب فرقت مجھپر

قضا ہستی ہے تدبیر و دوا پر
طبیبو چھوڑ دو مجھکو خدا پر

گمان ہے سب کا اوسکے بادپا پر
روان تخت سلیمان ہی ہوا پر

دل آیا جبسے اوس زلف دوتا پر
بلا ہر وقت نازل ہے بلا پر

ستون سے کب مکان کہنہ ٹھہرے
غضب ہے پیر کو تکیہ عصا پر

مگس ران ہوا گر درکار اوسکو
چنور کے واسطے لائے ہما پر

مہ و خورشید گر پائین اجازت
کرین سجدے تمھارے نقش پا پر

ہوا ہے گم مرے سینے سے جو دل
گمان چوری کا ہے دزد حنا پر

طبیبون کو گنین کیا تیرے بیمار
اثر معلوم مرتے ہین دوا پر

ہزارون ہوتی ہین اکدم مین بیجان
غضب کی باڑھ ہے تیغ ادا پر

اوڑائی یار نے گلدار جو گل
عجب گلزار پھولا ہے ہوا پر

الٰہی گردن مینا سلامت
ضعیفون کو ہے تکیہ اس عصا پر

جو وہ چاہے تو نکلے خلق سے کام
نظر بندے کو لازم ہے خدا پر

فدا لعل لب لعلین پہ یاقوت
تصدق مشک زلف مشکسا پر

تصدق حسن کا اے خسرو حسن
عنایت کی نظر ہو مجھ گدا پر

اگر اے واسطی ہے عفو درکار
مناسب ہی پشیمانی خطا پر +

دیکھ سکتا ہے کوئی کب تمھین اے رشک قمر
ہے کسے تاب نظر

مجھسا دنیا مین نہین غمگین کہ ہنسنے کی جگہ
اشک گر پڑتے ہین کشتِ زعفران کو دیکھکر

ای ہما جلجائیگی منقار گرمی سے تری
اِک ذرا کھانا ہماری استخوان کو دیکھکر

عاشقِ ابرو نہین ہے کون ای ناوک فگن
تیر پڑتے ہین جگر پر اِس کمان کو دیکھکر

وصل کی شب کٹ گئی دم مین گیا گھر کو وہ مہر
وای قسمت رہ گیا مین آسمان کو دیکھکر

کیون جوانون کو نہو اوسکی مے الفت کا جوش
رال ٹپکی پیر کی جس نوجوان کو دیکھکر

کیون نہ گہبراتا جہان مین حضرتِ آدم کا دل
آئے تھے زندان مین گلزارِ جنان کو دیکھکر

پانون اوٹھہ سکتے نہین درماندگی سے راہ مین
ہاتھہ ملتا ہون غبارِ کاروان کو دیکھکر

واسطی میرے جو ہم صحبت ہین شاعر کیون نہون
بولتا ہی جانور بھی ہم زبان کو دیکھکر

کبھی اے مہ نظر لطف و عنایت مجھپر
روز رہتی ہی بلا شبِ فرقت مجھپر

سخت دشوار ہے تیرا غمِ فرقت مجھپر
کیا کہون مین جو گذرتی ہی قیامت مجھپر

شکرِ صد شکر کٹا تیغ گریبان سے گلا
نہوئی خنجر جلاد کی منت مجھپر

اب تلک آہ بھی لب پر نہین آئی دل سے
جھوٹھہ افشای محبت کی ہی تہمت مجھپر

ساکنِ گورِ غریبان جو سنین کانپ اوٹھین
شبِ فرقت مین جو گذری ہی مصیبت مجھپر

ہفت افلاک سے جو اوٹھہ نسکا روزِ ازل
رکھدیا حق نے وہی بارِ محبت مجھپر

سیکڑون ساغرِ لبریز عطا ہوتے ہین
کسقدر پیرِ مغان کی ہے عنایت مجھپر

کارخانہ ترا اولٹا ہی عجب واہ ای چرخ
غیر کو میری خوشی غیر کی آفت مجھپر

رنگ ہولی کا جو اوس شوخ نے مجھپر پھینکا
مین یہ سمجھا کہ ہوئی بارشِ رحمت مجھپر

بہر تعظیم اوٹھا پاس بٹھایا مجھکو
آج کی اوسنے عنایت سے عنایت مجھپر

غیرتِ حسن ہوئی باعثِ دلسوزیِ عشق
کاش موقوف نہوتی تری شہرت مجھپر

تیغ ابرو سے نہ ہی خنجرِ مژگان سے خطر
بل بی ثابت قدمی ختم ہی جرأت مجھپر

چمن مین ہوتے ہین آمادہ جب وہ گانے پر
تو وجد کرتی ہے بلبل ہر اک ترانے پر

مین لاکھ بار گیا اونکے آستانے پر
وہ ایکبار نہ آئے غریب خانے پر

یہ شوق زخم ہی جب یار نے کمان کھینچی
دل اپنا تیر سے پہلے کیا نشانے پر

حرم سے کام ہی ہمکو نہ بتکدہ سے غرض
سر نیاز ہے خم اونکے آستانے پر

چمن مین خندہ گل یہطرح ہی ای بلبل
گرے نہ برق کہین تیرے آشیانے پر

پھری ہوئی ہی غضب مجھسے آسیای فلک
کہ دانت پیستی ہی مرے دانے دانے پر

وصال یار ہے ہمکو نصیب ان روزون
زمانا اپنا ہے ظاہر ہے یہ زمانے پر

فراق مین مین بلا تا رہا نہ آئے کبھی
قضا نے روز بہانے کیے بہانے پر

کمال باغم ہجر یار بھاری ہے
اوٹھاؤن سر پہ آلہی اسکو کہ شانے پر

ثبات موسم گل کا جو حال ظاہر ہے
سحاب روتا ہے غنچونکے مسکرانے پر

ہوا سی اوڑ رکی جو آئی ہی آنکھ پہ وہ زلف
سیاہ ابر گھرا ہے شراب خانے پہ

تمھارے کو چہ مین اوڑتی پھرین جہان جایئن
ملائکہ کو دیے اسلیے خدا نے پر

جو ہمدمی مری فرقت مین کی تو شمع نے کی
کہ ساری رات یہ روئی مرے سلانے پر

ابھی چکور کے مانند ماہ اوڑ بھاگے
پڑی نگاہ جو میرے سیاہ خانے پر

ہوا سے اوس رخ سیمین پہ آرہی کاکل
غضب ہے سانپ کا قبضہ ہوا خزانے پر

فلک نے نام کو دی واسطے ہمین دولت
ملا جو قبضہ تو بندوق کے خزانے پر

روک لی تیغ اوسنے جب مجھہ نیم جانکو دیکھکر
رہ گیا مین خفتہ طالع آسمان کو دیکھکر

تا توانی نے کیا یارون سے شرمندہ مجھے
پھر گئی دروازے سے خالی مکان کو دیکھکر

حیرت اپنی لاغری پر تھی بہت مجکو مگر
ہو گئی تسکین تری موے میان کو دیکھکر

دونون رخسارے ترے یاد آگئے ای رشک گل
دل ہوا بلبل گلستان بوستان کو دیکھکر

کرے وہ بت جو ہر دم سخت باتین — گران گذرے نہ کیون تقریر دل پر
زبان یار سے نکلے گا جو حرف — یہان ہوجائے گا تحریر دل پر
نہ دیکھا سیر ہوکر روے قاتل — یہ صدمہ ہے تہ شمشیر دل پر

اوٹھاؤن واسطی کیا عشق سی ہاتہ
نہین قابو کسی تدبیر دل پر +

تیری کوچہ مین ہم اے یار نہ آئین کیونکر — اضطراب دل مضطر کو مٹائین کیونکر
خوف غماز ہی ہمسایہ مٹائین کیونکر — اپنے گھر تجھکو مری جان بلائین کیونکر
جستجو مین نہو تقدیر موافق جبتک — اپنی تدبیر غلط سے تجھے پائین کیونکر
دل سے نکلے گی نہ حسرت کہ حیا مانع ہی — ساغر بادہ تمھین ہم نہ پلائین کیونکر
ہی یہ غیرت کا تقاضا اونھین دیکھی نہ کوئی — مردم چشم سے ہم پردہ اوٹھائین کیونکر
بدگمانی یہی کہتی ہے نہو غیر کا ذکر — قصہ قیس تجھے کہکے سنائین کیونکر
مبتلا ہین تری قیدی ہین گرفتار ہین ہم — تیری زلفون کی نہ لین جان بلائین کیونکر
دشمن جان ہین ستمگر ہین جفا پیشہ ہین — رحم کچھ ہو تو وہ عاشق کو ستائین کیونکر
کبھی زدیدہ نظر سے نہین کرتے ہین نظر — شرم مانع ہے وہ آنکھین نہ چرائین کیونکر
بار کوہ غم فرقت سے دبے جاتے ہین — بوجھ جو اوٹھ نہ سکے اوسکو اوٹھائین کیونکر
ہنس کے دزدیدہ نظر منہ کو چھپانا ہر دم — آگئین تمکو یہ طفلی مین ادائین کیونکر
موت بہتر ہے نہین سانپ کہلانا اچھا — الفت زلف مین ہم زہر نکھائین کیونکر
خوف آتا ہے کہ بچپن ہی نہ ڈر جاؤ کہین — ہم تماشا دل سوزان کا دکھائین کیونکر

واسطہ غیر سے وہ رکھتے ہین دیکھین کیا ہو
واسطی آپ وہان جائین تو جائین کیونکر

کمر بندہی ہے ہمارے عدم کو جانے پر — مگر یہ کوچ ہے موقوف اونکے آنے پر

شادی نصیب اہل جنون ہین جہان مین
گل ہنس رہے ہین باغ مین کپڑونکو پہاڑکر

آیا خیال بیٹھہ گئی ہو کہین نگرد
اوٹھے مرے لحد سے وہ دامن کو جہاڑکر

ثابت ہے نامہ بر اوسے منظور ہے بگاڑ
خط مین تمام حرف لکھے ہین بگاڑکر

ساتھی تھے زندگی کی فقط خویش واقربا
ٹھہرا کوئی لحد پہ نہ مردے کو گاڑکر

وہ رند بادہ کش ہین کہ آنکھو تمین لگی
نبت العنب کو تاک کے تاڑیکو تاڑکر

آنکھین ہین سبکی بند تجھے دیکھتا ہی کون
چلمن ہی نہ اوٹ نہ پردے کو آڑکر

حاصل ہے کون بی ثمری کے سوا ثمر
جھنڈا چمن مین سرو صنوبر ہی گاڑکر

جراح نے یہ داغ جنونکا کیا علاج
پھایا بنایا میرے گریبان کو پہاڑکر

کیا پیر آسمان ہین ہی قوت کہ پہلوان
زیر زمین کیے ہین ہزارون پچھاڑکر

کاش آئے قید خانے کے جانب بھی وہ پری
دیوانے دیکھہ لین اوسے آنکھونکو پہاڑکر

عاشق قد دراز کا چھوٹا جو قید سے
سیدھا گیا چمن مین صنوبر کو تاڑکر

ہو منتظر جواب کا کیا خاک نامہ بر
نامہ ہمارا پھینک دیا اوسنے پہاڑکر

جھنجلائے میرے ہاتھہ لگانے سے اسقدر
پھولونکے ہار پھینک دیے توڑ تاڑکر

کیا پیر آسمان ہی کوئی طفل واسطے
کیا کیا بنا رہا ہے گھروندے بگاڑکر

لگایا اوس مژہ نے تیر دل پر
ہلی ابرو پڑی شمشیر دل پر

تصور نے کیا کار مصور
کہ کھینچی یار کی تصویر دل پر

صدا کسکی ہے یہ آواز بلبل
کہ فورا کرتی ہے تاثیر دل پر

کلام سخت سی برساتے ہو سنگ
یہ صدمہ میرے بے تقصیر دل پر

سزائے عشق گیسو مل رہی ہے
نفس ہے دورۂ تعزیر دل پر

طبیعت مین ہے اپنے خاکساری
لکھا ہے نسخۂ اکسیر دل پر

ایسا کیا ہے خشک غمِ ہجرِ یار نے
باقی رہا ہے پوست فقط استخوان پر

بھیجے اگر رقیب گلوری نکھا ہوا
لکھا ہو نقشِ حب نہ کوئی اوسنے پان پر

تیرِ شہاب تیر پہ تنہا نہین نثار
قربان کہکشان ہی تمھاری کمان پر

بلبل وہ ہون اوڑون جو قفس کو مین توڑکر
صیاد ہاتھ مار کے رہجائے ران پر

باقی ہی عشق موسمِ پیری مین واسطے
جاتی ہی اب بہی جان کسی نوجوان پر

اوس پر پری رو نے جو مٹت کی بڑہائی زنجیر
جوش وحشت نے یہان ہمکو پہنائی زنجیر

ہون وہ دیوانہ کہ مانگی جو دعا دولت کی
نقرئی طوق ملا اور طلائی زنجیر

راہِ وحشت مین تھکا یہ کہ ذرا ہل نسکا
ہوگئی مجھکو مری آبلہ پائی زنجیر

قید کرکے مجھے ہو کیون نہ پشیمان ظالم
غل ہوا حشر کا برپا جو ہلائی زنجیر

آگیا قید مین جب گیسوی جانان کا خیال
اژدہا پاؤن کی مجھکو نظر آئی زنجیر

دیکھ ظالم کہ ترے ہاتھ سی فریادی ہی
غل مچانے نہین دیتی ہی دہائی زنجیر

وہی ہشیار ہے جو غیر کا احسان نہ لے
وہی دیوانہ ہی پہنے جو پرائی زنجیر

واہ کندن سا چمکتا ہی عجب رنگ بدن
نقرئی پہنو تو ہو جای طلائی زنجیر

گھر ہے زندان کہ نہین پاؤن مین جنبش باقی
ناتوانی نے مری مجھکو پھنائی زنجیر

قتل ہونیکا یہ تھا جوش جنون مین مشتاق
خود بڑہے پاؤن اگر سامنے آئی زنجیر

ہون وہ دیوانہ گیسو جو مین گلشن مین گیا
دوڑکر موج لب جو نے پہنائی زنجیر

واسطی سلسلہ جنبان ہوئی وحشت دونی
پاؤن سے اوترے اگر بعد رہائی زنجیر

اوٹھا مین قید خانے سے دامن کو جھاڑکر
زنجیر و طوق پھینک دیے توڑ تاڑکر

آندہی چلی ہی باغ مین جب اہ کی
جڑ سے درخت پھینک دیے ہین اوکھاڑکر

شادی

شیخ بنکر کبھی کعبہ مین مین کرتا ہون قیام
کبھی بتخانے مین جاتا ہون برہمن ہوکر

کبھی پامال ہوا صورتِ نقشِ کفِ پا
کبھی سرسبز ہوا سبزۂ گلشن ہوکر

کبھی دریا مین رہا ماہیِ دریا کی طرح
کبھی گلشن مین گیا بلبلِ گلشن ہوکر

کبھی دشمن کا ہوا دوست کہ پہونچے نہ ضرر
دوست کو عیب جتایا کبھی دشمن ہوکر

کبھی گلخن مین ہوا دانہ کی صورت بریان
بہہ گیا مین کبھی سیلاب مین خرمن ہوکر

پیچ کھائے ہین ہزارون کبھی رشتے کیطرح
کبھی چلنے مین کنوئین جہانکی ہین سوزن ہوکر

کبھی گردن مین پڑا طوق طلائی بنکر
کبھی بازو پہ بندھا ہیرے کا جوشن ہوکر

نالہ واشک کو کیا ضبط کیا ہے مینے
گہ لبِ بام گہے دیدۂ روزن ہوکر

واسطی مجھکو بھی آتا ہی نظر جلوۂ طور
جب نکلتا ہون سوی وادیِ ایمن ہوکر

پوچھو نہ کچھ جو ہجر مین صدمے ہین جان پر
آ آگئی ہے موت کی تلخی زبان پر

صدمے اوٹھائے ہجر مین کیا کیا نہ جان پر
آیا کبھی نہ حرفِ شکایت زبان پر

اتنا تو زور و شور دکھایا ہوا سے آہ
پھٹ پھٹ کے آسمانِ گرین آسمان پر

تم بھی ہمارے گھر مین جو آؤ تو کیا عجب
آتے ہین بادشاہ گدا کے مکان پر

چوپڑ وہ کھیلتے ہین اگر ساتھ غیر کے
اک روز کھیل جائینگے ہم اپنی جان پر

قبرین جہان ہین تیرے شہیدانِ ناز کی
اوس سرزمین کا ہے دماغ آسمان پر

رندون پہ قحط مے نہین لازم ہی میفروش
ڈاکا کہین نہ لائین یہ تیری دکان پر

حاضر ہے سینہ آسمین تر از و کرے وہ تیر
قاتل تلا ہوا ہے اگر امتحان پر

لوہا ہے واہ کیا تری ابرو کی تیغ کا
چڑھنے کبھی گئی نہ یہ شمشیر سان پر

کچھ کم نہین یہ گورِ غریبان سے ہجر مین
چھائی ہوئی ہے کیسی اودای مکان پر

صبحِ شبِ وصال مرے تیرِ آہ سے
غربال آفتاب ہوا آسمان پر

دوست دتے ہین اذیت مجھے دشمن ہوکر
راہبر لوٹتے ہین راہ مین رہزن ہوکر

قیدی الفت زلف بت پرفن ہوکر
شیخ بتخانے مین آیا ہے برہمن ہوکر

ہاتھ آتے نہین تم لاکھ کوئی سر مارے
دور رہتے ہو قریب رگ گردن ہوکر

روشنی کیسی شب ہجر کہ جگنو کی طرح
شمع ہر مرتبہ بجھ جاتی ہے روشن ہوکر

خوف جان کر جو موافق ہو زمانہ تجھسے
قہر ڈھائے گا یہ قصاب برہمن ہوکر

آتش دل پہ مین کیا اشک کا پانی چھڑکون
ہے یقین اور یہ بھڑکائے گا روغن ہوکر

کی مرے دل نے ضیا مہر کی پیدا تو کیا
ترے بازو سے نہ لپٹا کبھی جوشن ہوکر

چھا گیا صبح شب وصل یہ نالونکا دھوان
رہ گیا مہر چراغ تہ دامن ہوکر

فرش گل پر نہ خرامان ہو کہ نازک بہت
رگ گل پاؤ نمین چبھہ جائے نہ سوزن ہوکر

جسنے دیکھا تجھے حیرت سے وہ اے شاہسوار
جم رہا راہ مین نقش سم توسن ہوکر

دیکھین وہ لعل مسی زیب تو تعریف کرین
وہ زبان غنچۂ گل صورت سوسن ہوکر

فرقت یار مین پیتا ہون جو مے ڈرتا ہون
آتش دل کو نہ بھڑکائے یہ روغن ہوکر

زار اسد رجہ مین گریان ہون کہ دیتا ہی شکست
خس گرداب مجھے سنگ فلاخن ہوکر

وہ حسین تو ہی فقط قیس نہین تجھہ پہ فقیر
لیلی آتی ہی ترے کوچے مین جوگن ہوکر

واسطی ہمکو تو اوس دوست سے ہی چشم امید
نکتہ چینی جو کرے دیدۂ دشمن ہوکر

گذرون فرقت مین جو مین جانب گلشن ہوکر
پھونک دی رنگ چمن آتش گلخن ہوکر

حال کچھہ کشت تمنا کا نہ پوچھو ہم سے
برق و سیلاب کی مشتاق ہی خرمن ہوکر

دل سے جاتا ہی نہین داغ تری الفت کا
یہ وہ مشعل ہی جو بجھتی نہین روشن ہوکر

ذکر کیا شیخ حرم کا کہ تری فرقت مین
نالہ کش بت بھی ہین ناقوس برہمن ہوکر

ہوگئی ہجر مین یہ نالہ کشی کی عادت
بات اب منہ سے نکلتی ہے تو شیون ہوکر

کچھ بھی چالاکی اگر ہو تجھ مین اے دستِ جنون
اوسکا دامن گیر ہو میرا گریبان چھوڑکر

تیرے کوچے کے تماشے کا تھا ایسا اشتیاق
آئے اس عالم مین آدم باغِ رضوان چھوڑکر

دولت و حشمت اگر چاہے تو کر ترکِ وطن
ہو گئے یوسف عزیزِ مصر کنعان چھوڑکر

کیا کریگا غم کنارہ اس دلِ پر داغ سے
جای پروانہ کہان سروِ چراغان چھوڑکر

جوشِ وحشت مین اگر سن لے کبھی نعرہ مرا
شیر بھاگے صورتِ آہو نیستان چھوڑکر

کیا ہو دولت کا بھروسا جائینگے سب بادشاہ
سوی تربت سلطنت کا ساز و سامان چھوڑکر

دنکو چمکایا اوٹھاکر عارضِ روشن سے رخ
رات کردی رخ پہ گیسوے پریشان چھوڑکر

بیکسی کو جای آسایش ملی ہے بس یہین
اب بجائینگے کہین گورِ غریبان چھوڑکر

کب ہے راہ شرع بے رہبر کہ ہین دو رہنما
واسطی احمد گئے ہین آل و قرآن چھوڑکر

دنیا مین عیش و غم یہ ہے دار و مدارِ عمر
ہے ہجر و وصل یار خزان و بہارِ عمر

کیون رات دن رواں نہ ہے شہسوارِ عمر
کرتا نہین قیام کہین راہوارِ عمر

ہستی سے کل ہین تا بعدم تین منزلین
اتنا ہے طفل پیر و جوان کا شمارِ عمر

گہرا گئے یہ پیر کہ باقی نہین حواس
اللہ رے درازیِ شبہاے تارِ عمر

دونون کا ایک تارِ نفس پر مدار ہے
کیا اعتماد زیست ہے کیا اعتبارِ عمر

نازان نہ تخت و تاج و علم پر ہون بادشاہ
مٹ جائینگے تمام یہ نقش و نگارِ عمر

مرنے کا ایکدن ہے ولادت کا ایکدن
کل پانچ دن زمانہ ناپایدارِ عمر

طولِ حیات ہے سبب کثرتِ گناہ
عاقل وہ ہین جو چاہتے ہین اختصارِ عمر

ای چشم تر سرشک کا ٹوٹے نہ سلسلہ
تسبیح چاہیے ہمین بہرِ شمارِ عمر

رخ کا کبھی ہا تو کبھی زلف کا خیال
دیکھا کیا مین گردشِ لیل و نہارِ عمر

جاگرم کرنے پائے نہ ہستی مین واسطی
کیا جلد بجھ گیا ہے چمک کر شرارِ عمر

نبض ساقط ہو چکی کیسی دوا کیسا علاج
اب اطبا ہاتھ ملتے ہین ترے بیمار پر

بازوے نازک کو ای قاتل نہ دے تکلیف قتل
سر فروش آکر گلے رکھدینگے خود تلوار پر

جانب لب رہ رہا کرتا ہے اون پلکون کا رخ
ہے تماشا تیر عاشق ہو گئے تلوار پر

کیون نہ بس جائین دل اہل تماشا باغمین
کبک و طاؤس اب تو چلتے ہین تری رفتار پر

بزم جانان مین نہین باقی ہین جب عشاق آہ
نام لکھ لکھ کر چلے جاتے ہین اوس دیوار پر

یار کے کوچے مین کیا بیخوف رکھونمین قدم
دیو کا مجھکو گمان ہے سایۂ دیوار پر

جانب گلشن اوڑا کر لے گئی اوسکو صبا
گر پڑی جاکر قفس سے جو مری دو چار پر

ذائقہ ہے کیا مضامین مین کہ صوفی کیطرح
سننے والے وجد کرتے ہین مرے اشعار پر

اوس سہی قامت کی کاکل یکسر حیران ہونمین
آجتک دیکھا نہین سایہ سر اشجار پر

زلف سے بڑھکر ترا خط سیہ دیتا ہے حسن
کیا تماشا ہے کہ آئے مور غالب مار پر

ہے تعجب میزبان پامال مہمانون کا ہو
پانون ہر رہرو کا پڑتا ہے سر بازار پر

دیکھتا تھا دیدہ ہاے چاک سے رخسار یار
کسنے مرہم رکھدیا میرے دل افگار پر

غیر کے گھر اوسکا جانا عقل مین آتا نہین
واسطی تہمت ہے بالکل افترا ہے یار پر

یون گیا تنہا مجھے وہ راحت جان چھوڑکر
جسم کو جاتی ہے جیسے روح انسان چھوڑکر

رنج ہو کیونکر نہ مجھکو کوی جانان چھوڑکر
بلبل شیدا کہان جائے گلستان چھوڑکر

جاؤن کیا سیر چمن کو کوی جانان چھوڑکر
کب کوئی زندان کو جاتا ہے گلستان چھوڑکر

وادی وحشت مین کیا کانٹونمین کھینچا مجھے
کیا کہون کیسا مین پچھتاتا ہون زندان چھوڑکر

تو وہ ہے سفاک اگر تلوار کھینچے میان سے
بھاگ جائین رستم و سہراب میدان چھوڑکر

ابر کے پردے مین ہو خورشید خجلت سے نہان
آئینہ چہرے پر جو وہ زلف پریشان چھوڑکر

وہ غنی ہون ہو گذر میرا جو قسمت گاہ مین
بوریاے فقر لون تخت سلیمان چھوڑکر

واسطی شاید آئے راہ پہ یار
بھیجیے روز اک نیا تعویذ

داغِ سودا یون عیان ہی میرے جسم زار پر
نصب آئینے ہون جیسے جا بجا دیوار پر

مست اُلفت دیکھکر گیسو تری رخسار پر
کھتے ہین ابرِ سیہ چھایا ہے یہ گلزار پر

صبح تک ای رشکِ عیسیٰ جانِ بچنے کی نہین
رات بھاری ہی جدائی کی تری بیمار پر

داغ الفت نے دکھائین وہ اہ کیا نیرنگیان
ماہ گردون پر بنا لالہ ہوا کہسار پر

قید خانے سے نکل آئے جو دیوانے ترے
بیڑیون نے غل کیا ڈاکا پڑا بازار پر

کی ذرا بھی دیر قاتل نے تو شوقِ قتل مین
سر فرد شون نے گلے رکھ رکھ دیے تلوار پر

خوف ہی پیرِ مغان کو وقت شب بھاندین نہ مست
بوتلون کے ٹکڑے ہین میخانے کی دیوار پر

زلف کی اُلفت سے محلو ہے ہمارا بال بال
ہاتھ اگر کہیے تو رکھدین مصحفِ رخسار پر

ہٹ گیا پردہ جو اوسکے رخ آتش رنگ سے
گر پڑی بجلی چمک کر طالبِ دیدار پر

جسم خاکی پر ہین میرے داغ سودا جلوہ گر
یا چراغان ہین دیوالی مین کسی دیوار پر

مے مین جو گرمی ہی ایسا قی وہ آتش مین نہین
ہی بط مے کو تفوق مرغِ آتش خوار پر

جب نہ استعداد ہو تعلیم ہے بیکار محض
باڑھ رکھواتا ہی کب کوئی گلی دیوار پر

جمع مسجد مین نمازی اسقدر ہوتے نہین
جسقدر مجمع ہے مستون کا درِ خمار پر

ناتوان ہون مین عبث در پی ہی میرے آسمان
آبلہ کبدو سمجھکر آنکھ ڈالے خار پر

واسطی آفت سرِ انسان پہ لاتا ہی دروغ
حق اگر کہتا تو کیون منصور کھچتا دار پر

جان دیتا ہے دلِ پر داغ زلفِ یار پر
کیا تماشا ہے کہ ہی طاؤس عاشق مار پر

آسمان کیونکر نہ قربان ہو تری رفتار پر
طرّہ ہی پا پوشِ زرّین مہر کی دستار پر

چلتے ہین ہم راہ عشق کا کل و فرگا مین دو
پانون رکھکر نیش عقرب پر زبانِ مار پر

بیخود ہون عشق مطلع ابرو مین اسقدر
ہندی کی ہجر نہ بیت کوئی فارسی کی یاد

مرغان خوش نوا کی صدائین جو ہین بلند
کرتے ہین سحر یہ چمن مین اوسی کی یاد

آتے نہین لحد پہ بھی وہ بھر فاتحہ
کرتا ہی بعد مرگ کوئی کب کسیکی یاد

سرگشتہ مثل سایہ مین دیوانہ کیون نہون
رہتی ہے اتبو دلکو مرے اوس پری کی یاد

کاٹی تمام عمر غم ہجر یار مین
مرنے کے بعد خاک کرون زندگی کی یاد

رسوا کیا خراب کیا در بدر کیا
یادش بخیر کیا کرین دل کی بدی کی یاد

ملتا کوئی جلیس جو اونکا تو پوچھتے
ہوتی ہی بزم عیش مین کچھ واسطے کی یاد

ہم ہین یون محبس فکر زن فرزند مین بند
جیسے قیدی ہو کوئی قلعہ در بند مین بند

ہمکو منظور کہ خط لکھ کے کرین اوسکو تمام
شوق کہتا ہی ابھی اور لگا بند مین بند

عقل دی ہی جسے اللہ نے ہی صاحب فیض
کبھی رہتا نہین زمشت خرد مند مین بند

نطق شیرین پہ بہت ناز ہے طوطی کو مگر
وہ تو ہوتا ہے ترے ایک شکر خند مین بند

وصف مین اوس لب شیرین کی زبان کیا کہون
لب ہو جاتے ہین جوش مزہ قند مین بند

یہ صفائی یہ لطافت کہین دیکھی نہ سنی
ہی زبان وصف رخ آئینہ مانند مین بند

عقل حیران ہے کہ یہ چاہ زندان ہی کوئی
کیون خوشی آکی ہوئی اس دل خرسند مین بند

واسطی دختر رز کا نہ ٹھکانا پوچھو
جامی شیشہ یہ پری رہتی ہی آوند مین بند

بازوے یار پر جو تھا تعویذ
وہ مرے قبر کا ہوا تعویذ

اوسنے ہمکو جواب نامہ لکھا
یا تب ہجر کا لکھا تعویذ

کوئی بیمار عشق بچتا ہے
محض بے فائدہ دعا تعویذ

مہر سے بھی سوا چمکتا ہے
تیری جوٹی کا مہ لقا تعویذ

آئے شکار کو جو نہ دو روز رہی وہ ترک ہو روتے روتے چشم غزال خون سفید

ترمندہ ہو کے اوس لب لعلین سے واسطی
ہوتی ہی مثل آب شراب کہن سفید

وصف گیسو و دہن ہی ای قمر طلعت پسند موشگافونکی طبیعت بہی ہی کیا دقت پسند
مرد بے پرواہون مجھکو ہے فقیری کا مزا ہین جو طامع اونکو دنیا کی رہی دولت پسند
صاف دل ہین اور پیرونکی نہین ہین ہم مرید حضرت پیر مغان کی ہی ہمین خدمت پسند
دست فیض ایسا کہان ہے جس سے بیعت کیجیے ساقیا دست سبو سے ہے ہمین بیعت پسند
چل کے کعبہ کو سوی بتخانہ پہر آتا ہے رو ای پریرو تیرے دیوانے کی ہی حجت پسند
کعبے مین آئی نظر سب ہمکو معنی آشنا بتکدے یکے لوگ پائے ہمنے سب صورت پسند
کوئی کیا جانے کہ سوز عشق مین ہی کیا مزا عیش وصل اورونکو ہمکو ہی غم فرقت پسند
دیکھکے میخانے مین مینے یہ زاہد سے کہا کیا ہوئی پرہیزگاری تہی جو یا حضرت پسند
سایہ شمشیر قاتل مین بہی دم لیتا نہین تا نہ مجھکو بہی کوئی نادان کہی راحت پسند
آدمی کچھ ہو تو زیبا ہی اوسے نام آوری بی سبب ہمکو تو عنقا کی نہین شہرت پسند
دل ہی باتین رفع سارا شور و شر قائم حواس سارے عالم سے ہی ہمکو گوشہ عزلت پسند
لقمہ غم ہے گوارا ترک دعوت کا طعام فرطہ غیرت سے ہے ہمکو رزق بی منت پسند

مرنے مرنے خوب سوجہی دلکو اپنے واسطے
کوی جانان مین جگہہ کی ہی پئے تربت پسند

بیخود ہون حور کی ہی نہ مجھکو پری کی یاد بھولا مین دو جہان کو رہی اک اوسکی یاد
ایسا خیال یار نے بیہوش کر دیا کچھ اپنی یاد ہے نہ مجھے اب کسی کی یاد
دفتر علوم کے تو فراموش ہو گئے ہمکو بس اک کتاب رہی عاشقی کی یاد
ٹھوکر لگائی آکے ہمارے مزار کو بیداد گر کو چال رہی دشمنی کی یاد

ممکن نہین کہ دیکھہ سکے کوئی جھانک کر — روزن ترے مکان کا ہی اے قمر بلند
کیسا سپہر عرش معلے بھی پست ہے — گر سی مکان یار کی ہے کس قدر بلند
ظالم شب وصال ہے ہمکو نہ یون ستا — للہ کر صدا کو نہ مرغ سحر بلند
پستی زمین گور کی منعم ہے سامنے — مثل فلک مکان نہ تعمیر کر بلند
حافظ ہے آشیانہ بلبل کا اب خدا — ہی بوستان مین آتش گلہای تر بلند
منعم خدا ہے دامن دولت قریب ہے — نادان دعا تو مانگ ذرا ہاتھہ کر بلند
گل شاخ پر تو بلبل بے صبر نخل پر — مفلس سے کب ہے مرتبہ اہل زر بلند

لکھتا ہون وصف قامت جانان جو واسطے
مضمون مرے کلام مین ہے بیشتر بلند

خجلت سی تیرے آگے ہی رنگ چمن سفید — پھولونکے چہرے ہین صفت یاسمن سفید
زندون ہی کو پسند نہین پیرہن سفید — مردون کو بھی مزار مین دیکھا کفن سفید
مرتے ہی میرے غیر سے ملنے لگے بس آپ — میلا نہین ہوا ہے ابھی تو کفن سفید
تشبیہ تیرے چہرۂ روشن سی خاک دین — ہم دیکھتے ہین شمع کا سارا بدن سفید
بیجا یہ تمکو حسن دو روزہ پہ ناز ہے — اک روز ہوگی زلف شکن در شکن سفید
ہیرا نہین یہ کھاتے ہین جوہر شناس حسن — موتی سے دانت ہین جو میان دہن سفید
یارب تری کا کسکو یہ درپیش ہی سفر — ہین روتے روتے دیدۂ اہل وطن سفید
پیری مین مجھکو دی ہی یہ دولت سپہر نے — چاندی کے تار ہین مرے موئے بدن سفید
بجلی کیطرح لاش تڑپتی ہی بعد مرگ — ابر سفید ہے کہ ہمارا کفن سفید
اوس گلبدن کی رنگ بدن کا بیان ہو کیا — ہو جاے سرخ پہنے اگر پیرہن سفید
پہنچی کہی یہ دیکھہ کے بالونمین اوسکے مانگ — ظلمات مین روان ہے یہ نہر لبن سفید
نفرت ہو کیون نہ ہجر مین گلگشت باغ سی — داغ سفید ہے یہ نہین یاسمن سفید

منکرون سی یہ کہو چشم بصیرت کھولین
حسن اعجاز نما ہے ید بیضا ہے وہ رخ

مصحف ہے آینہ کا دعوی جو صفائی کا کرے
دل عارف سی کہین بڑھکر مصفا ہو وہ رخ

سحر عید ہے ارباب نظر کے حق مین
صبح نوروز ہے دیدۂ بینا ہے وہ رخ

مثل مہ سی ہو نہ کیون دیکھ کے غش ایک جہان
شعلۂ طور کا دیکھو تو تمثنی ہے وہ رخ

ظلمت بخت کہان اب کہ ہوئی وصل کی شب
قمر ہالۂ آغوش تمنا ہے وہ رخ

پردۂ ابر مین چھپتا ہی کہین مہر کا نور
جلوہ گر صاف تہ زلف چلیپا ہے وہ رخ

جز ترقی ہے کہان حسن جوانی کو زوال
خط نکلنے پہ فریبندۂ دلہا ہے وہ رخ

ہو کے بے پردہ کیا مردہ دلون کو زندہ
لب جان بخش کے مانند مسیحا ہے وہ رخ

ایک رنگ آتا ہی اک جاتا ہی میرے آگے
پیش ازین گل تھا مگر اب گل حنا ہو وہ رخ

کھیلتا ہے کبھی شطرنج تو اللہ رے کجی
مات فرزین کو بھی کرتا ہوا چلتا ہے وہ رخ

واسطی خوف معلم سی جو مکتب مین ہی زرد
ہم یہ کہتے ہین کہ قرآن مطلا ہے وہ رخ

مہتابی اوس مکان کی ہی کسقدر بلند
ایسا نہین ہی چرخ پہ برج قمر بلند

جیسا وہ سرو قامت موزون ہی سر بلند
ایسا نہین ہے باغ مین کوئی شجر بلند

نظارہ ہو تو یار کے قد بلند کا
انسان کو ہی ضرور کہ رکھے نظر بلند

معمار کشتۂ عشق کرے کیا مجھے
دیوار مقبرے کی بھی ہو تا کمر بلند

کی ہے ازل سے گوشہ نشینی جو اختیار
عنقا کا نام خلق مین ہے کسقدر بلند

خنجر مرے گلے پہ شب وصل چل گیا
نعرہ ہوا اذان کا جو وقت سحر بلند

رفتار مور کی ہی کہ مجھ ناتوان کی چال
ہوتی نہین ہے راہ مین گرد سفر بلند

پائین ہم اوسکا بوسۂ ابرو محال ہے
ہاتھ آئے کیا ثمر جو ہو شاخ شجر بلند

سمجھو ہوا پہ اسکو نہ ابر بہار تم
ہے دودہ آہ عاشق خستہ جگر بلند

جس شام کو کہ قصد زیارت ہو واسطی
یارب ہو ہمکو روضۂ خیر البشر مین صبح

کب مثلِ لعلِ یار ہے لعلِ مذاب سرخ
پر تو سے جسکے آب ہے مثلِ شراب سرخ

اوٹھے مزہ پلانے جو ساقی شراب سرخ
آتش پہ پختہ ہوکے ہوئی ہین کباب سرخ

مہندی لگاکر دہوئی ہین دریا مین کسنے ہاتھ
یا قوت کا پیالہ ہی ہوکر حباب سرخ

گلگشت کو جو یاد رخِ یار مین گئے
پھولو نمین ہمنے پھول کیے انتخاب سرخ

حیران ہون چہرہ ہوتا ہی پیر بمین کیون سفید
ہی وقت صبح رنگِ رخِ آفتاب سرخ

سمجھے شفق کو چرخ پہ مستی مین دیکھکر
مینای نیلگون مین بھری ہی شراب سرخ

کشتہ ہون اوسکی دست نگارین کا ہی یقین
ہنگام حشر ہو مری فردِ حساب سرخ

تاثیر دیکھنا رخِ گلرنگ یار کی
ہی برگ گل کیطرح سے رنگ نقاب سرخ

اوسکے گلے سے پان کی سرخی ہی یون عیان
ہو شیشہ بلور مین جیسے شراب سرخ

حاضر لہو ہے زخم شہیدانِ عشق کا
مہندی سی ہاتھ پانون کرین کیون خضاب سرخ

باقی رہے نشانِ شہادت نہ زمین
کردو مرے کفن کو چھڑک کر شہاب سرخ

وہ گل کرے جو ترک نہانے کو چند روز
دریا مین رونے روتے ہو چشم حباب سرخ

خونِ جگر سے ہمنے لکھی ہی کتابِ عشق
ہی فصل فصل سرخ یہان باب باب سرخ

رنگِ پسر خلاف پدر ہو تو کیا عجب
دیکھو کہ مثل گل نہین ہوتا گلاب سرخ

کس گل کا وقت خواب تصور ہے واسطے
آنکھون تلے پردے ہین مع رگہای خواب سرخ

شمع یمن ہی وہ رخ برقِ تجلی ہی وہ رخ
قدرتِ خالقِ عالم کا تماشا ہے وہ رخ

مثل پروانہ وہان مرغ نظر جلتے ہین
شمع کیطرح جہان انجمن آرا ہے وہ رخ

حسن کو اوسکے پہونچتا ہی کہان کوئی حسین
مہر سی ماہ سی رتبہ مین دوبالا ہے وہ رخ

ای پری ہاتھہ جو آئی ہے تری انگشتر
میرا تابع بہی زمانہ ہی سلیمان کیطرح

ہجر جانان مین مجھے خاک خوش آئی گلگشت
سنگ ہے صحن چمن خانۂ زندان کیطرح

صورت موج جو چلتی ہی تری تیغ اوتر کے
سر برستی ہین تن خلق سی باران کیطرح

کیا ادب ہی کہ کیا پہلے وضو شکون سے
پھر چھوا یار کے رخسار کو قرآن کیطرح

تیغ قاتل کا ہی مشتاق گلا مدت سے
کاش آکر وہ لپٹ جاے گریبان کیطرح

ساتھہ ہی اوج کی قسمت نے ہمین پست کیا
جب اوٹھے بیٹھہ گئے گرد بیابان کیطرح

کیا تجھے مہندی لگانیکی ہی حاجت اے گل
ہاتھہ گلرنگ ہین خود پنجۂ مرجان کیطرح

بارہا موسم گل باغ جہان مین آیا
غنچۂ دل نہ کھلا غنچۂ پیکان کیطرح

واسطی چین نہوتا ہی نہ جاتا ہی فراق
غم مرے دل سی نکلتا نہین ارمان کیطرح

کیا ہو پسند ہجر بت سیمبر مین صبح
تاریک مثل شام ہی اپنی نظر مین صبح

فرقت مین آفتاب کی پہیلی نہین کرن
نشتر چبو رہی ہی ہمارے جگر مین صبح

دیکہی ہی ہمنے گردن محبوب کی بیاض
ای چرخ کیا جچرگی ہماری نظر مین صبح

کس مہر سے جدا ہین کہ ظلمات کیطرح
جز شام تیرگی سی نہین اپنے گھر مین صبح

دیکہا ہی غیر ہجر وطن مین جو میرا حال
پیدا ہوئی ہی چاک گریبان سفر مین صبح

کس کام کا فروغ جو باقی نہو حیات
شمع اجل ہی دیدۂ شمع سحر مین صبح

ای مہر رو در پہ تری جوہری کیطرح
یاقوت مہر لاتی ہی رکھکر کمر مین صبح

مدت ہوئی بلاتے بلاتے شب فراق
آتی نہین ہی جای الہی سقر مین صبح

جس شام کو ارادہ کیا کوے یار کا
کچہ رات سی چلے کہ ہوئی رہگذر مین صبح

آخر شب وصال ہی کھٹکا ہے موت کا
اپنے ہی ایک نالہ مرغ سحر مین صبح

یہ خوفناک میرے سیہ خانے سے ہوئی
بیٹھی سمٹ کے حلقہ بیرون در مین صبح

جانتا ہون ہی جواب خط کا تجھکو انتظار
واسطی قاصد خدا چاہے تو آئے شام صبح

خزان کا خوف کہان ہی عجب بہار مین روح
بسی ہی جاکے کسی گلبدن کے ہار مین روح

رہی جو کشمکش غم سے انتشار مین روح
تو جاکے بیٹھ رہی خلد کوے یار مین روح

ہوای گیسو و رخ مین کہان کہان نہ پھرے
حلب مین صبحکو تہی شام کو تتار مین روح

امید فاتحہ خوانی جواون سی تہی پس مرگ
قریب لاش کے بیٹہی رہی مزار مین روح

دکھاکے آنکہہ یہ ساقی نی کردیا لطف
کہ اب رہیگی قیامت تلک خمار مین روح

قضا کے ہاتھ سے بچنا محال ہے اسکا
ہزار جاکے چھپے آہنی حصار مین روح

ملے گا خاک مین تن ہوکے یہ ہوا اک دن
نہ اختیار مین تن ہے نہ اختیار مین روح

غسید کا ساتھہ مصیبت مین کون دیتا ہے
بدن کے ساتھہ ہوئی دفن کب مزار مین روح

یقین ہے خاک لحد مین اوگاکرے نرگس
نکل گئی ہی مری عین انتظار مین روح

گئی چمن مین بیابان مین کوہ و دریا مین
کہان کہان نہ پھری جست و جو ی یار مین روح

قفس کو لاے جو اک بار باغ مین صیاد
کبہی سمائے نہ پھولے تن ہزار مین روح

کیا خیال بہت واسطے نے پر نہ کھلا
نکل کے جسم سے جاتی ہی کس دیار مین روح

بوسہ رخ جو لیا زلف پریشان کی طرح
پھیر لی آنکہہ مرے یار نے مژگان کیطرح

ہون وہ برگشتہ مقدر کہ قدم سے میرے
چرخ کرتی ہی زمین گبند گردان کیطرح

جوش وحشت مین جو مجھسے وہ پریرو ہوجدا
چاک ہوجای جگر کیون نہ گریبان کیطرح

غرق دریای فنا ہوا بہی سارا عالم
تیغ قاتل جو اوٹھے نوح کے طوفان کیطرح

چٹکیون مین مجھے ہر دم یہ اوڑانا کیسا
امی پری بیٹھہ مرے پاس تو انسان کیطرح

وصف مین کس چمن حسن کا کرتا ہون رقم
کہ چہکتا ہی قلم مرغ خوش الحان کیطرح

واسطی

چراغ جام کو کر جلد ساقیا روشن
اوٹھی ہے کالی گھٹا چھا گئی ہے ظلمت آج

جو ہمنے اونکے بلانے کو آدمی بھیجا
کہا نہ آئینگے کہنا نہیں ہے فرصت آج

اوٹھے ہین دیکھکے منہ ایک خوبصورت کا
یقین ہے روز کٹے گا بعیش و عشرت آج

ندیکھے ایک مین دو واسطی گنے لاکھون
کھلی ہے کثرت تحقیق سے یہ وحدت آج

جب کوئی کہتا ہے ہمسے کونسا ہے خوبگنج
ہم تو ہین عاشق طبیعت کہتے ہین محبوبگنج

آمد آمد دیر سے اوس غیرت یوسف کی ہے
کشور دل مین بسایا چاہیے یعقوبگنج

ای حریصو جمع مال زر سے توبہ چاہیے
صورت قارون نہ تمکو بھی کرے مغبوبگنج

دیکھ لیتے ہین تو اوسکو جانتے ہین سرکا گنج
کسقدر تیرے فقیرونکو ہے نام مرغوبگنج

سچ ہے نام نیک ہے اقبالمندی کی دلیل
واسطے تم بھی بتاؤ کوئی خوش اسلوبگنج

شام ہے ہر صبح آخر دہر مین ہر شام صبح
شام ہجران بھی کریگی گردش ایام صبح

فیض تو دیکھو ذرا نور کف پر نور کا ++
ہاتھ مین لیتے ہی ہوتی ہے چھڑی کی شام صبح

رات دن ایام ہجران مین برابر ہین سیاہ
شب گذرتی ہے تو ہوتی ہے برائے نام صبح

آفتابہ بنکے آتا ہے فلک سے آفتاب
غسل کو جاتا ہے جب وہ جانب حمام صبح

صبح شام ایکجا ہے دیکھو تو کرامت حسن کی
شام ہے وہ زلف مشکین وہ رخ گلفام صبح

چھوٹی آنکھین جنکی ہین اونکو کب آتی ہے تمیز
شام پہچانے نہ جانے دیدۂ بادام صبح

کر جوانی مین ذرا محنت کہ پیری مین ہو عیش
جاگتے ہین شب کو جو کرتے ہین وہ آرام صبح

ہین وہ میکش دیکھکر خورشید کو سمجھے ہین ہم
بادۂ گلگون سے ساقی ذہرا ہے جام صبح

خانۂ صیاد مین اوقات کرتے ہین بسر
شام ہوتی ہے قفس مین ہمکو زیر دام صبح

موسم پیری مین انسان کو تواضع چاہیے
جھک کے پڑھتے ہین نماز دیں صاحب اسلام صبح

تخت تختہ خاک کا داغِ جنون ہی تاج سر
دشت کا مالک ہون مین جاگیر کی کیا احتیاج

جو پھنسا ہی زلف مین اوسکو عبث کرتی ہو صید
آپکے دیوانونکو زنجیر کی کیا احتیاج

سر پہ روشن دل نہین لیتی کبھی احسان غیر
رکھتی ہے شمعِ قمر گلگیر کی کیا احتیاج

ہون مریضِ عشق مین جا کر طبیبو نسے کہو
چھوڑ دو تقدیر پر تدبیر کی کیا احتیاج

اک نگاہِ تیز کافی ہی ہمارے قتل کو
ذبح ہوجائینگے ہم شمشیر کی کیا احتیاج

غفلت آخر ایکدن لیجائیگی سوے عدم
ہے ہمارے خواب کو تعبیر کی کیا احتیاج

کر سکے گا کیا کوئی تعریف حسنِ یار کی
مصحفِ رخسار کو تفسیر کی کیا احتیاج

صبح تک بیدار رہتا ہو نمین ہر شب واسطی
میرے دروازے کو ہی زنجیر کی کیا احتیاج

ہزار شکر جہان سے ہی اپنی رخصت آج
تعلقات جہان سے ملی فراغت آج

زبان یار پہ آئی مری شکایت آج
ہزار شکر کہ یون کھل گئی محبت آج

وہ یاد آتی ہے تا صبح تیری صحبت آج
نہ دیتے دل تو اوٹھاتی کیون مصیبت آج

دکھا کے چہرہ در اشک سے بھرا دامن
ملی ہے ہمکو یہ دولت تری بدولت آج

بڑے مزے سے مری استخوان کو کھاتا ہی
ہما کو ہاتھ لگی ہے عجیب نعمت آج

مریض عشق کی اتنی خبر نہین تمکو
زیادہ گل سے بھی ہی غیر اوسکی حالت آج

یہ خط سبز کو اوس رخ پہ دیکھکر سمجھے
جناب خضر کی حاصل ہوئی زیارت آج

برنگ شمع کھلے سر وہ بزم مین آئے
جلائے کیون نہ مجھے پروانہ سان غیرت آج

چلے جہان سے جھگڑا ہی مٹگیا سارا
کہو وہ تنگ مین آجائین بہر خصت آج

وہ دم پہ چڑھ گئے میرے تو ہنسکے کہنے لگے
جہان مین آپکی بھی ذات ہی غنیمت آج

گذر گئی شب وصلت وہ گھر کو جاتے ہین
دلا ہی جان کے بچنے کی کون صورت آج

اودا اس خانۂ زندان ہی چپ نگہبان ہین
کہ لیچلی ہے ہمین سوی دشت وحشت آج

کل تک تو اپنی آنکھوں سے بہتی تھیں نیتیاں | کیا ہی جو تر نہیں مژۂ اشکبار آج

گھر میں ہمارے وہ صنم آیا ہی واسطے
ہم دیکھتے ہیں قدرت پروردگار آج

کیونکر طبیب سے ہو اس آزار کا علاج | عیسی نکر سکے ترے بیمار کا علاج
سیکھا ہی علم طب وہ ہوئی ہیں نئی طبیب | کرتے ہیں پانچ سات کا دو چار کا علاج
ممکن نہیں کہ کوئی مداوا اثر کرے | آخر کو مرگ ہی ترے بیمار کا علاج
ای گل مریض ہیں تری آنکھوں کے لاد و | کرتا ہی کون نرگس بیمار کا علاج
پیری میں مٹ گئیں وہ جوانی کی گرمیاں | کافور سرد تھا مرض حار کا علاج
آزردہ ہو گئے انکہیں نکلوائیں یار نے | یہ تھا ہماری حسرت دیدار کا علاج
دیں کیا کلام بے سر و پا کا جواب ہم | ہے خامشی جہالت اغیار کا علاج
کب وہ طبیب پوچھتے ہیں مفلسوں کا حال | کرتے ہیں دل لگا کے جو زردار کا علاج

مشکل ہے صحت دل پر داغ واسطے
آسان ہے داغ لالہ کہسار کا علاج

تیر ہی مژگان قاتل تیر کی کیا احتیاج | تیغ ابرو کم نہیں شمشیر کی کیا احتیاج
ہاتھ اوٹھائیں جب عاکو سیم و زر کڈھیر ہوں | خاکساروں کو تری اکسیر کی کیا احتیاج
میرے چہرے سے ہی ظاہر صاف میرے دل کا درد | سامنے اوس شوخ کے تقریر کی کیا احتیاج
یہ بھی کافی ہی مری تسکین دل کیواسطے | سادہ کاغذ بھیجد و تحریر کی کیا احتیاج
ہے تصور یار کا ہر وقت میرے سامنے | ای مصور ہی مجھے تصویر کی کیا احتیاج
جی میں ہی اوس تک میں بے مکتوب پہنچوں نامہ بر | سب اوسے معلوم ہی تحریر کی کیا احتیاج
مجمع اغیار میں کیوں مجھکو کرتی ہو طلب | اس مرقع میں مری تصویر کی کیا احتیاج
آشکارا تو نے مارا دفن کا اب حکم دے | ہو چکا مشہور میں تشہیر کی کیا احتیاج

طوطی خامہ ہے جو شکر فشان اے واسطی
آج ہے منظور اسکو بلبل آہل سے بحث ×

آیا ہے میرے گھر مین جو وہ گلعذار آج
کیسی بدل گئی ہے خزان سی بہار آج

جوبن دکھا رہی ہی نسیم بہار آج
دریا پہ کھیلیے بطمے کا شکار آج

کرتا ہے میرے دیدۂ گریان سے سامنا
کھل جائے گی حقیقت ابر بہار آج

شاید کہ کوئی عاشق غمناک مر گیا
کوچے مین اوسکے تازہ بنا ہی مزار آج

وہ کام کر کہ جسمین ہو کل تیری مغفرت
ای بندۂ خدا ہے تجھے اختیار آج

کہتے ہین صید کر کے وہ عاشق کا مرغ دل
برسون کے بعد ہاتھ لگا ہی شکار آج

غازہ کسی کے خون کا تمنے ملا ہے کیا
کیسا چمک رہا ہے تمھارا عذار آج

تم بھی تو آؤ بام پر اے رشک ماہ و مہر
خورشید و ماہ کا ہے فلک پر مدار آج

ہے نشہ اوسکو حسن جوانی کا واسطی
سنتا ہے کب کسیکی وہ غفلت شعار آج

جاتے ہین کوی یار مین ہم بار بار آج
کل سے بھی کچھ سوا ہی ہمین اضطرار آج

کل سے بھی ہی سیاہ شب انتظار آج
دیکھین کہ کیا گذرتی ہے پروردگار آج

آئیگا چھپ کے قبر پہ وہ گلعذار آج
گل کر دے ای نسیم چراغ مزار آج

اک بھیڑ کوی یار سے ہی میرے گھر تلک
شاید ادھر بھی آئے گا وہ شہسوار آج

برباد تھی خراب تھی کل تک جو سرزمین
بن بن گئے ہین قصر و ہان زرنگار آج

نالہ یہ کسکے دل سے آہی نکل گیا
ہر سمت پھک رہے ہین جو شہر و دیار آج

ساری کدورتین مرے اشکون نے دور کین
ذرہ بھی اوسکے دل مین نہین ہے غبار آج

کیا انقلاب ہی کہ جو تھے صاحب نشان
باقی نہین ہے اونکا نشان مزار آج

یارب یہ کسنے باغ مین کی آکی سرکشی
گر گر گئے ہین سرو لب جو بیبار آج

کیا کام آئے قد خمیدہ بغیر آہ
ترکش مین تیر کی ہی جگہ بیگمان عبث

اندیشہ ہے خبر نہ کسی راہزن کو ہو
جلا رہا ہے کیون جرس کاروان عبث

صبح و مسا وظیفہ نہین جسکو نام یار
ای واسطی ہر اوسکی دہن مین زبان عبث

دکھا چہرہ سے پردہ جانی عبث
سنا تا ہی کیون لن ترانی عبث

جہانمین کوئی سننے والا نہین
کہون کیا مین اپنی کہانی عبث

کسی روز پیری ہے اور عاجزی
جوانو ہے کب جوانی عبث

چھپانکتہ دانون سے بہی وہ ہوئین
ہوا دعوے نکتہ دانی عبث

محبت ہے وہ جسمین باطن ہو صاف
یہ ظاہر کی ہے مہربانی عبث

کبھی کھنچ سکے گی نہ اوسکی شبیہ
تردد مین بیٹھا ہے مانی عبث

مجھے نشہ بادہ عشق ہے
پیون کیون مے ارغوانی عبث

خدا سے ڈرو پاؤن پڑتے ہین ہم
بتو ہمسے ہے سرگرانی عبث

کھنچے جاتے ہین آپ ہم سوی گور
نکر زور رسے ناتوانی عبث

فقط آمد و رفت ہے واسطے
دو روزہ ہے یہ زندگانی عبث

تنگ ہی عارض کو اوسکی نازکی مین گل سے بحث
زلف اوسکی کہتی ہی کیا کیجیے سنبل سے بحث

صاف ظاہر ہے خموشی ہی جواب جا بجا
کون کرنے جای صحن باغمین بلبل سے بحث

کیا ہی دربان کی حقیقت یار سے گر بڑی ہین ہم
جز دکی پروا نہین تہ نظر ہے گل سے بحث

بادہ عرفان کی کیفیت جو حاصل ہو تجھے
شیشہ مے سے کرے دل آنکھ جام مل سے بحث

غیر خاموشی نہین کچھ سوز یانمین ہین تو کیا
کر نہین سکتا سر موشانہ اوس کا کل سے بحث

ہین وہ جادو گر تری آنکھین کہ اونکا ہی یہ قول
بات اک بیکار سی ہی ساحر بابل سے بحث

شمع اجل جلائے گی پروانۂ حیات
اک خواب ہی جو سنتے ہین افسانۂ حیات

جب دور خاک عشق سے ہو دانۂ حیات
پھر کیا ہے ذکر سبزۂ بیگانۂ حیات

ساقی نے جب تلک کہ بھرا ساغر شراب
لبریز ہو گیا مرا پیمانۂ حیات

اچھا ہوا کہ سوز محبت سے دل جلا
محتاج تھا چراغ کا کاشانۂ حیات

ہے آسیای چرخ کی گردش اگر یہی
پیسے گی ایک روز مرا دانۂ حیات

آئے اگر ہوائے اجل ہو گا چور چور
نازک حباب سے ہے یہ پیمانۂ حیات

الفت مین ان بتونکے ہوئی صرف زندگی
بتخانہ بنگیا ہے مرا خانۂ حیات

کہتے ہین نیستی جسے ایسا وہ باغ ہے
ہے دور جس سے سبزۂ بیگانۂ حیات

دکھلائے جب چمک کر وہ خنجر ضیای شمع
کیونکر نہ جل کے خاک ہو پروانۂ حیات

ہمکو بھی دیگا ساقی دوران شراب عیش
ہم بھی ہین ایک میکش میخانۂ حیات

اس میکدے مین ہو گا لبالب ترا جام عیش
لبریز ہو تو ہو کبھی پیمانۂ حیات

دو دن کی زندگی پہ تکبر یہ واسطے
بھر دینگے آب مرگ سے پیمانۂ حیات

مجھ مشت پر سے ہے خلش اے باغبان عبث
ظالم اوجاڑتا ہے مرا آشیان عبث

سو بار آزما چکے الفت مین ہمکو تم
پھر بار بار کرتے ہو کیون امتحان عبث

سر پر فلک ہے چتر زمین فرش زیر پا
بستر کی جستجو طلب سائبان عبث

ہم دیکھتے ہین اوسکو یہان ہر مکان مین
کیون جستجو مین جائیے تا لامکان عبث

کافی ہے اک نگاہ مرے قتل کے لیے
کرتے ہو تیز خنجر و تیغ و سنان عبث

چکر مین ہون زمانی کی گردش سے آپ مین
کیون پھر رہا ہے سر پہ مرے آسمان عبث

ہر جام بادہ ساغر آب حیات ہے
رندو نہین ہے خدمت پیر مغان عبث

ظاہر ہے چار پردون سے خورشید کی ضیا
پردہ ہی ہے سے آپکا ایمہربان عبث

تشبیہ دے جو پھول سے تمکو خفا نہو — انصاف شرط ہی کہ یہ ہے منصفی کی بات
ناخوش ہوئے تو کہنے لگے دیکے گالیان — مین جی مین خوش ہوا کہ یہ ہی میرے جی کی بات
بوسہ تو کچھ لیا نہین عارض کو چھو لیا — آزردہ آپ کیون ہوئے تھی دل لگی کی بات
گذری جو کچھ رقیب سیہ دل پہ کل وہان — ہی یہ خلاف وضع تمہین کیا کسی کی بات
بلبل کے درد دل پہ عبث خندہ زن ہین گل — رونے کا ہی مقام نہین یہ ہنسی کی بات
قاتل کو دار و گیر قیامت کی دی خبر — دشمن سے اپنے ہمنے کہی دوستی کی بات

اچھا نہین ہے صحبت بد مین یہ اختلاط
حق کہہ دیا ہی یاد رہے واسطی کی بات

کہین کیا کسقدر ہے دل خدا دوست — وظیفہ رات دن ہے اسکا یا دوست
وہ عاشق دل ہے دشمن کا ہوا دوست — سنا اوسکی زبان سے بھی جو یا دوست
خدا کو دوست رکھے کیون نہ بندہ — بہت بندہ کو رکھتا ہی خدا دوست
کہو تو غیر کے منہ پر بھی کہدین — نہین ہمسا تمہارا دوسرا دوست
نہین ہے کوئی زیر خاک اپنا — لحد تک ساتھ ہین سب آشنا دوست
جو اوسکا ہے عدو میرا عدو ہے — جو اوسکا دوست ہی ہے وہ مرا دوست
ہوئے مفلس ہوا دشمن زمانہ — ہوئے منعم زمانہ ہو گیا دوست
کرین ہر روز ہم دربار اوسکا — کوئی سلطان جو ملجائے گدا دوست
طریق نیک ہے عاجز نوازی — نرکھے کاہ کو کیون کھربا دوست
قضا بھی الامان کہکر ہو بیدم — جو آئے کھینچکر تیغ ادا دوست
بلند و بست عالم ہے مرے گھر — کہ دل بیٹھا جو پہلو سے اوٹھا دوست

بن آئی واسطے اعدا کی کیسی
نصیب دشمنان گر ہو خفا دوست

غمگین ہو نہین ایسا مجھے نفرت ہے ہنسی سے
دیکھی نہ کبھی قہقہہ دیوار کی صورت

ثابت تھا جو گھر مین صفت کوکب ثابت
سیار ہے وہ کوکب سیار کی صورت

یہ دل مین مرے رہگئی حسرت کہ شب وصل
لپٹا نہ گلے سے ترے مین ہار کیپورت

ای واسطی غبار بہت چڑھتے ہین مُنہ پر
دم بھر مین بگڑ جائیگی دو چار کیصورت

وہ دل کہان کہ جسمین رہے آرزوے دوست
اور وہ زبان کہان کہ کرے گفتگوے دوست

کسطرح صحن باغ کو سمجھون نہ کوی دوست
پھولونکو سونگھتا ہون تو آتی ہے بوی دوست

ہر دل مین دیکھتے ہین بھری آرزوی دوست
سُنتے ہین ہر زبان سے ہم گفتگوی دوست

لطف و غضب کا اوسکے نمونہ ہے ہر چمن
پھولو نمین بوی دوست ہے کانٹو نمین خوی دوست

مرغان خوش نوا جو چہکتے ہین باغ مین
ہم جانتے ہین کرتے ہین یہ گفتگوی دوست

بخت رسا دکھائے کبھی تو شب وصال
یارب ہمارے ہاتھ ہون طوق گلوی دوست

رضوان دکھائے خلد تو دیکھین اک نظر
آنکھین ہین اپنی محو تماشای روی دوست

راہین ہین دونون جا ہے جدہر چل ہے ایک راہ
کعبہ مقام یار ہے بتخانہ کوے دوست

غنچے چٹک رہے ہین صبا سے جو باغ مین
کانون کو آرہی ہے صدای گلوی دوست

رضوان کی بھی طلب ہے نجاتا کسیطرح
گلزار خلد کو جو سمجھتا نہ کوے دوست

سیر چمن سے کیون نہ شگفتہ ہوا پنا دل
لالے مین رنگ یار کا ہے گل مین بوے دوست

پیکان تیر یار کے لینے کو دل چلا
صادق وہ دوست ہے جو کرے آرزوے دوست

سارے جہان سے نہین کچھ کام واسطے
مُنہ ہو برنگ قبلہ نما اپنا سوے دوست

سُنتے ہین ہم وہ سنتے نہین ہین عجیب کی بات
کیونکر نہ دلمین دل کی رہے جی مین جی کی بات

اللہ نے بتون کو بنایا ہے سنگدل
دل لیکے کوئی کرتے نہین دلبری کی بات

اسوجہ سے کہ سر پہ چڑہایا ہی آپ نے
بل کر رہا ہے گیسو عنبر فشان بہت

پونہچونگا دم مین قید سے پاؤن تو مخلصے
کنج قفس سے دور نہین آشیان بہت

ایسے پڑے ہین دور سنین گی نہ ہم صدا
چلّا رہا ہی کیون جرس کارواں بہت

کسکو تمہارا مطلع ابر دنہین پسند
اچھا کلام چاہتے ہین قدردان بہت

در پیش ایکدن ہی خموشی کا مرحلہ
ہر بے زبان سے بڑھ کر نہ بول اٹھے زبان بہت

ای فتنہ گر نہ تیغ ابھی کر نیام مین
مقتل مین لوٹتے ہین پڑے بیجان بہت

دیتے نہین ہو بوسہ ہمین ایک بھی کبھی
دل بھی تمہارا تنگ ہے مثل دہان بہت

کیا مجھہ خمیدہ قد کا رسا تیر آہ ہو
کم زور کھینچتے کھینچتے ہوتی ہی کمان بہت

پونہچے تو مر کے کوچۂ قاتل مین واسطے
در پیش ابھی ہین معرکۂ امتحان بہت

جس صبح اوٹھون آئے نظر یار کیصورت
یارب نہ کھانا مجھے اغیار کیصورت

چھپتی ہی نہین صاحب آزار کیصورت
دو دن مین بدل جاتی ہی ہما کیصورت

نرنہار تواضع پہ بنجا اہل جہان کے
جھکتے ہین یہ کار تو تلوار کیصورت

مدت سے جو ہین خانۂ صیاد مین ہم قید
ہے گل کی ہمین یاد نہ گلزار کیصورت

یوسف ہی مرا یار مگر پردہ نشین ہے
اب تک تو نہین دیکھی ہی بازار کیصورت

مرغوب ہی نقطہ دہن یار کا ایسا
ہم گرد پھرا کرتے ہین پرکار کیصورت

بلبل کیطرح شیفتۂ باغ نہین مین
گل مجھسے خامش کرتی ہین کیون خار کیصورت

ششدر ہون جدائی مین گھر دیکھہ کے خالی
بیجس ہے بدن صورت دیوار کیصورت

مجروح کرے ترکش فلک کو تو عجب کیا
نالہ مرا بندوق ہوا دار کی صورت

ہی عفو خطا شرط کہ ہم سامنے تیرے
ڈرتے ہوئے آتے ہین گنہگار کیصورت

کیا جام مین تھا عکس فگن گیسوے ساقی
می ہوگئی قاتل جو کف یار کی صورت

کشتی مئی کو نہ کسطرح کہون کشتی نوحؑ | بحر اندوہ سے کرتی ہی مجھے پار شراب

واسطی موسم گل مین ہی دورنگی ظاہر
سب کو گلدیدۂ زہاد مین ہی خار شراب

انداز سخن خوب چلن خوب ادا خوب | جو بات تمھاری ہی وہ ہی نام خدا خوب
دل پستے ہو زیر قدم مثل حنا خوب | پیدا کیے ہین طرفہ چلن آپ نے کیا خوب
آیینہ بنایا ہی مجھے بحر جہان مین | ہر شکل برابر ہی مجھے زشت ہو یا خوب
مجھکو تو محبت ہے یہ بہت جانین نہ جانین | آگاہ ہی احوال سے بندہ کی خدا خوب
یہ شہر حقیقت مین ہی اللہ کی قدرت | ہی ایک سی اک اسمین بت ماہ لقا خوب
آخر یہ دیا حکم کہ اللہ پہ چھوڑ دو | کی درد محبت کی طبیبون نے دوا خوب
گلشن مین تو آئے ہین مگر جی نہین لگتا | کچھ خانۂ صیاد کی تھی آب و ہوا خوب
دعوی ہی تری ابروی خمدار سی اوسکو | کسطرح مہ نو نہ ہوا نگشت نما خوب
منہ چاند سا دکھلا کے ہمین ہالہ بنایا | ای غیرت مہتاب یہ تمنے نہ کیا خوب
اس قافلہ مین کیا ہی کوئی یوسف گلرو | ہی نغمہ بلبل سے بھی آواز درا خوب

ای واسطی اوس ترک سا دیکھا نہین ظالم
مرنے پر مری لاش کو تشہیر کیا خوب

صدمی اوٹھا اوٹھائی ہو نہین ناتوان بہت | تھوڑے بھی تیری ظلم ہین ای آسمان بہت
سر پر ہماری کوہ الم ہی گران بہت | ہر خید مثل کاہ ہین ہم ناتوان بہت
یاران سرفروش مین ہوتی ہین ہم سبک | ای تیغ یار ہم سی نہ ہو سرگران بہت
بیوجہ بات بات مین دیتی ہو گالیان | بگڑی ہوئی ہی آپ کی صاحب زبان بہت
زاہد کو اسقدر اگر انکار ہے تو ہو | ایسے مرید حضرت پیر مغان بہت
اب چند روز کنج قناعت مین بیٹھیے | حرص جہان مین عمر ہوئی رائگان بہت

ساقیا ہون وہ مرقع مین جہان کی میکش
دی خدا نطق تو مانگی مری تصویر شراب

نشہ مین یاد جو اوس مہر لقا کی آجائے
اور چمکاے مرا اختر تقدیر شراب

مست پیتے ہین تو مجروح جگر ہوتی ہین
ہجر ساقی مین ہی آب دم شمشیر شراب

کیا خجالت ہی کہ اوسکے لب میگون کے حضور
ہی سفید اپنی نظر مین صفت شیر شراب

آفتاب اسکو بجا سارا جہان کہتا ہے
ساقیا رکھتی ہے خورشید کی تنویر شراب

می پیون ہجر مین ساقی تو ابھی جاؤن
صاف دکھلائی مجھے زہر کی تاثیر شراب

راز الفت کو مین افشا نکرون مستی مین
ڈر ہی مجھکو نکری صاحب تقصیر شراب

واسطی سرخ ہین سب بادہ کشونکی چہرے
رنگ ہونے نہین دیتی کبھی تغییر شراب

ٹھہرون مجرم جو پیون مین کبھی بے یار شراب
جائی ساقی نکری مجھکو گنہگار شراب

کثرت گل ہی اور دہر غلبہ مستی ہی ادہر
فصل گل آئی ہی پھر پیتے ہین میخوار شراب

ہی یہی دور تری نرگس میگون کا اگر
رمضان مین بھی بکیگی سر بازار شراب

می پیون فرقت ساقی مین تو ٹکڑی ہو جگر
کم نہین آب دم تیغ سے زنہار شراب

کسطرح اس سے مین حیران ہون کہ غم کٹتا ہے
نہ تو دشنہ ہی نہ خنجر ہی نہ تلوار شراب

جسجگہ نرگس میگون ہی تری بادہ فروش
مول جی بیچ کی لیتے ہین خریدار شراب

فکر اسباب نہ گھر بار کا رہتا ہی خیال
ہر گرانبار کو کرتی ہی سبکبار شراب

منہ لگاتے ہی ہوئی سم نہ رہا دم باقی
تھی مگر فرقت ساقی مین کف مار شراب

ہی متاع خرد و ہوش نہ جنس دل و دین
لوٹ کر لیگئے بازار کا بازار شراب

ہون وہ میخوار کہ ساقی ہی مری نظر و نگین
گل شاداب قدح شبنم گلزار شراب

پیک یون پان کی ہی اوسکی گلی سے ظاہر
جسطرح شیشہ بلور مین گلنار شراب

مست ہون ساقی کوثر کی مے الفت سے
بہر مستی نہین ساقی مجھے درکار شراب

آشیان کیسا ہے تن مین نہ جان عندلیب
آتش گل نی جلایا دود مان عندلیب

وصف ہو سکتا نہین ہے اوسکے روے سرخ کا
لال ہی مانند برگ گل زبان عندلیب

در قفس کا کھولدی جب بھی نہ جائی سوی باغ
چاہیے جب صیاد کرلے امتحان عندلیب

کردیا برباد دونون کو خزان نی اسقدر
ہی پتا گل کا نہ گلشن مین نشان عندلیب

باغبان زلف عروس باغکی لازم ہی زیب
شانہ بنوالیگی کوئی استخوان عندلیب

سوز الفت سی ہوا کیا اتحاد حسن و عشق
آتش گل کا زبانہ ہی زبان عندلیب

رنگ لائی باغ مین صرصر ہماری آہ کی
گل چمن مین اوڑتی پھرتی ہین بسان عندلیب

جان تازہ آئی حسن یوسف گل دیکھکر
کم زلیخا سے نہین بخت جوان عندلیب

شاخ گلبن سے ابھی صیاد لٹکا تا قفس
صاحب تاثیر اگر ہوتی فغان عندلیب

چاہتا ہی باغبان یہ اتحاد حسن و عشق
نکہت گل ہو جو نکلے تن سی جان عندلیب

خانہ صیاد سی اب اوڑ کی جا سکتے نہین
تھا کبھی صحن چمن مین آشیان عندلیب

ہی اگر قصد سفر ہم عاشقونکو ساتھ لو
یوسف گل کو ہی لازم کاروان عندلیب

حال پر عاشق کی ہوتی مہربان معشوق اگر
پوچھتا دامن سی گل اشک روان عندلیب

شاخ گل پر آشیان نہی بھی دی ای باغبان
کچھ نہو گا بار مشت استخوان عندلیب

گل نہین رکھتے جو گوش حق شنو پر واہ نہین
ساکنان عرش سنتے ہین فغان عندلیب

وصف لکھا ہی جو مینی اوس گل رخسار کا
نغمہ بیرا ہی قلم میرا بان عندلیب

خرمن گل جل کی خاکستر ہوا ای واسطی
برق تھی یا نالہ آتش فشان عندلیب

طاقت آجائی جوان ہو جو پی پیر شراب
ساقیا رکھتی ہے خاصیت اکسیر شراب

ہجر ساقی مین تنفر ہی یہ میخواری سی
خون مرا ہو جو کھنچے صورت شمشیر شراب

پوچھیے زہد کا باعث تو تہیدستی ہے
کیا کرین ہم نہین ملتی کسی تدبیر شراب

ساقیا

بیفایدہ کرتے ہین دوا میری اطبا
بیمارِ محبت کبھی اچھا نہین ہوتا

باہر ہے کھڑا رکھایہ کہکر مجھے شب بھر
نامحرمونکا گھر مین گذارا نہین ہوتا

ای واسطی تم دل سے عزیزون پہ فدا ہو
یہ کیا ہی کوئی دوست تمہارا نہین ہوتا

برتر ہے آسمان سی مقام ابو تراب رض
لکھا ہے لوحِ عرش پہ نام ابو تراب رض

روشن قمر کیطرح ہی قنبر کا مرتبہ
آقای دوجہان ہے غلام ابو تراب رض

چکھا ہے اوسنے کوثر و تسنیم کا مزہ
جسنے پیا ہے بادۂ جام ابو تراب رض

گویا زبانِ پاک ہے اللہ کے زبان
قرآن کا ترجمہ ہے کلام ابو تراب رض

مسکن مسیح کا ہے سر آسمان اگر
دوشِ رسول پر ہے مقام ابو تراب رض

گرتے ہوئی نظر سے سنبھلتے ہین آج تک
کیا دستگیرِ خلق ہے نام ابو تراب رض

اعدا کا کیون نہ خرمن ہستی ہو جلکے خاک
چمکے جو مثل برق حسام ابو تراب رض

وہ چشم ہی کرے جو تماشای رو پاک
وہ گوش ہی سنے جو کلام ابو تراب رض

پیدائش آپکی ہی کہین ابو البشر سی قبل
اس بات پر دلیل ہے نام ابو تراب رض

جس دن سی کربلا مین چھپا آفتاب دین
صبح ابو تراب رض ہے شام ابو تراب رض

جبتک رہے جہانمین کہتے تھے جبرئیل
اللہ سے سلام و پیام ابو تراب رض

روشن جہان پر ہی حسینؑ و حسن کی قدر
وہ مہر تھے یہ ماہ تمام ابو تراب رض

زیرِ قدم بچھاتے تھے آنکھین ملائکہ
اللہ رے وقارِ خرام ابو تراب رض

کہتے ہین جسکو طائرِ توحید واسطی
ہے پای بند حلقۂ دام ابو تراب رض

ہین جو کاتب واقف رازِ نہان عندلیب
لکھتے ہین اوراق گل پر داستان عندلیب

لائی طوفان اسقدر اشکون کا روان عندلیب
نوح کی کشتی بنا ہی آشیان عندلیب

رات آئی ہی کہان شعر ابھی پڑھنا ہے
سنکے ای ماہ میری سحر بیانی سونا

چشم عبرت سے زمانے کا تماشا کرلے
پھر ہے ای راہرو منزل فانی سونا

مضطرب رہتا ہی دل آنکھو نمین شب کٹتی ہی
جان کیا جانے تمھارا خفقانی سونا

نیند اوڑ جاتی ہی فرقت مین جو یاد آتا ہی
سینہ سے لگ کی تیرا یوسف ثانی سونا

زرد رنگت سی کھلا ہے یہ کسیکا کشتہ
سوز فرقت سے ہوا ہے یرقانی سونا

بند ہو جائینگی آنکھین مری آجائیگی موت
غیر کے ساتھہ نہ ای ظلم کی بانی سونا

جاگنا ہوگا اگر موسم پیری آیا +
چاہیے چین سے ہنگام جوانی سونا

سیمتن یار کے زر گر سے یہ فرمایش ہی
زیور گوش کو درکار ہے کانی سونا

کھینچی میرے رخ زرد کی لازم ہی شبیہ
کہ چڑھے کاغذ تصویر پہ مانی سونا

گرمی عارض جانان سی پگھل جاتا ہی مہر
جسطرح آنچ کڑی کھاکے ہو پانی سونا

واسطی دیکھہ خبردار نکر آنکھین بند
شب فرقت مین اجل کی ہی نشانی سونا

کس شب او ٹھن شغل می و مینا نہین ہوتا
کس روز کباب اپنا کلیجا نہین ہوتا

کب محو تصور دل شیدا نہین ہوتا
کس دم مین ہم آغوش تمنا نہین ہوتا

یون ہونے کو دنیا مین تو کیا کیا نہین ہوتا
پر دل سی کوئی دوست کسیکا نہین ہوتا

عریانی سی جامہ کوئی اچھا نہین ہوتا
میلا نہین ہوتا یہ پرانا نہین ہوتا

سایہ بھی تو ہمراہ لحد مین نہین جاتا
ساتھی کوئی مشکل مین کسیکا نہین ہوتا

کیون بھیڑ لگائی ہی مرے سر پہ دم نزع
کہدو کوئی مرتا ہی تماشا نہین ہوتا

دل دیکے لیا بوسہ جانان تو عجب کیا
دنیا مین کہین مفت کا سودا نہین ہوتا

عاشق جو غم ہجر مین ہین موت کے خواہان
ایسونسے اجل کا بھی تقاضا نہین ہوتا

کیا الفت دندان مین تجھی تشنگی شوق
سیراب گہر سے کوئی پیاسا نہین ہوتا

صفحہ ۵۳

سوز غم فراق نے یہ حال دل کیا
اولے کیطرح کچہ بھی سنبھلتے ہوئے نتھا
رہتا غرور سر مین حسینونکے کسطرح
جو بن ذرا شباب کے ڈھلتے ہوئے نتھا

پیسا حنا کی طرح مرے دل کو واسطی
کچہ رحم اونکو پاؤن کے ملتے ہوئے نتھا

عرصہ تری بیمار کو اب کھینچ نہین سکتا
گذری شب غم روز تعب کھینچ نہین سکتا
بند آنکھہ مصور کی ہوئی جاتے ہی ہر دم
نقشہ ترا ای برق غضب کھینچ نہین سکتا
کیون قتل مجھے تیغ نگہہ سے نہین کرتے
خنجر جو نزاکت کی سبب کھینچ نہین سکتا
دولت سی کنارہ کوئی کرتا ہی جہان مین
دامن سے تری دست طلب کھینچ نہین سکتا
زلف سیہ یار کا بندھتا ہے تصور
صد مہ ترا ای ظلمت شب کھینچ نہین سکتا
رعشہ ہی غضب جسم مین اب بادہ کشی سے
خمیازہ ایام طرب کھینچ نہین سکتا
نازک ہی دماغ اونکا یہان حال یہ اپنا
نالہ کبھی بے شور و شغب کھینچ نہین سکتا
جاتی ہی مرے دلسی کوئی الفت مژگان
یہ تیر جگر سے کسٹی ہب کھینچ نہین سکتا
ابرو کی کمان یاد ہی بھولی ہی عبادت
چلہ بھی نقاہت کی سبب کھینچ نہین سکتا
می دینے مین ای پیر مغان بخل ہی ناحق
کیا شیرہ انگور و رطب کھینچ نہین سکتا
کچہ دیر نہین اب کہ بدن سرد ہوا اپنا
آزار ترا گرمی تب کھینچ نہین سکتا

اس واسطی زار کو روضہ پہ بلا لو
دوری کا غم ای شاہ عرب کھینچ نہین سکتا

ہی شب وصل سر شام بجانے سونا
اپنے عاشق کی ذرا سنکے کہانی سونا
پہنو کانون مین نہ تم ای مرے جانی سونا
منفعل ہوگا بنا گوش سے کانی سونا
پیچھے تصویر تو اوس سیم بدن کی لکھنا
چھاپ پہلے ورق سادہ پہ پانی سونا
میرے نالونکی شکایت ہے جو مر جاؤن مین
چین سے رات کو تم ای مرے جانی سونا

سنا ہی آج وہ نکلین گے گھر سے کھینچ کے تیغ
قریب وقت ہے تقدیر آزمائی کا

گمان تھی یہ خلش خار راہ کی لذت
ہمارے سر پر ہی احسان برہنہ پائی کا

یقین ہے تاج سر بادشاہ اولٹ کے نبی
گرے جو کاسہ مرے ہاتھ سے گدائی کا

دیار کوفہ حسینوں کا کیا محلہ ہے
رواج آئین جور رہتا ہے بیوفائی کا

غبار خط سے مکدر ہوا جو عارض صاف
پیام آپ وہ دینے لگے صفائی کا

ہمارا طالع خفتہ ہے نارسا کتنا
کہ خواب بھی یہ نہین دیکھتا رسائی کا

سنا ہی قصۂ یعقوب ہجر یوسف مین +
خدا دکھائے نہ آنکھونکو دن جدائی کا

سمجھ کے رقعۂ شادی وہ گل پھر شاید
لفافہ خط پہ کرون کاغذ حنائی کا

عجیب فتنۂ عالم ہی مشت خاک بشر
پیمبری کا ہی دعوی کبھی خدائی کا

شکست ہو پر پروانہ کی درست ابھی
جو موم شمع کرے کام مومیائی کا

جواب خط جو لکھا واسطی سنے ہمکو
ہوا وہ نسخہ مجرب تپ جدائی کا +

لطف شب افتاب نکلنے ہوئے نتھا
وقفہ جہانکو رنگ بدلتے ہوئے نتھا

دار و مدار غیر ہے اب بزم یار مین
یہ اختیار تو مرے چلتے ہوئے نتھا

کوچے مین اوسکے جا کی ہوا قتل نامہ بر
اچھا شگون گھر سے نکلتے ہوئے نتھا

بھولے نہ ہم عروج مین افتادگی کی یاد
گرنے کا کب خیال سنبھلتے ہوئے نتھا

وابستہ چشم لطف سے تھی ہستی جہان
عالم تری نگاہ بدلتے ہوئے نتھا

ملتا سبک روان عدم کا نشان کیا
شور جرس بھی قافلہ چلتے ہوئے نتھا

تھا چار دن کا اپنی عناصر مین ارتباط
دیکھا تو کچھ بھی دم کے نکلتے ہوئے نتھا

غافل آل کار سے تھی اس چمن کی نخل
کھٹکا خزان کا پھولتے پھلتے ہوئے نتھا

روشن ہماری دل کو کیا داغ عشق نے
تاریک گھر چراغ کے جلتے ہوئے نتھا

واسطی کی لاش پر آکر یہ فرمانے لگے
نیم بسمل تھا تڑپ کر مر گیا اچھا ہوا

غیرون کے آگے یارسے بوسہ طلب کیا — نادانی کیسے ہمسے ہوئی کیا غضب کیا
رندون نے فاش پردۂ منہ لعنت کیا — پیر مغان کا بھی تو نہ پاس ادب کیا
ہر چند سنگ راہ ہوئی تبکدہ مین بت — کعبے تلک پہنچ گئے ہم شکر رب کیا
غیرون کی یہ مجال تھے کرتی جو گفتگو — ہمنے فقط حضور کا پاس ادب کیا
محبوب رشک ماہ ولب نہر و جام مے — پایا وہی جو ہمنے خدا سے طلب کیا
تحریر جسمین ابروی پرخم کا وصف تھا — اوسنے غزل مین شعر وہی منتخب کیا
چھوٹا ہے چاہتے ہی رخ صاف پردۂ نافہ — رنگے نی قصد سیر دیار حلب کیا
کشتہ ہوئی گلے یہ پھری تیغ مغربی — فرقت مین جب نظارۂ ماہ رجب کیا
چپ کر گئی ہم اوسکے گلے مین سور انکو — بجلے سیاہ ابر مین چمکے غضب کیا
دیتی وہ گالیان مجھے غیرونکے سامنے — اچھا ہوا کہ لب کا نہ بوسہ طلب کیا
دیکھا پری کو ہمنے تو شبہہ مین آپ کے — پیدا ملال آپ نی کیون بی سبب کیا

ای واسطی وسیلہ محشر ضرور تھا
نام علی کو شام و سحر ورد لب کیا

درخت ہمنے جو بویا تھا آشنائی کا — مزہ تو یہ ہے کہ لاوے نہ پھل جدائی کا
جواب کی زندہ رہی سہ کے غم جدائی کا — نہ لین گے بھول کے بھی نام آشنائی کا
قفس مین اور ابھی صیاد ہمکو رہنے دی — بھار جا چکے اب لطف کیا رہائی کا
ہزار غور کرے کون دیکھہ سکتا ہے — اودھر سے شروع ارادہ ہے خودنمائی کا
سمجھ کے جانین ذرا سیر خانقاہ کو رند — لگے لباس مین دھبا نہ پارسائی کا
ہلال جا کے وہی فرق آسمان پہ بنا — گرا جو لوٹ کی نعل اوسکی زیر پائی کا

ہاتھہ دل سی تیری غم مین نہ فقط دہو بیٹھا
روتی روتی غرض آنکھونکو بہی مین رو بیٹھا

گالیان یار نی دین بوسۂ دندان ندیا
ابرو آب گھر تھی تو اوسی کہو بیٹھا

کیا زمین پاؤن پکڑتی ہی تیری کوچہ کی
صفتِ نقش قدم پھر نہ اوٹھا جو بیٹھا

خارِ صحرای جنون اسسے جبھی تلوونمین
پاؤن سی ہاتھہ ترا آبلہ یاد ہو بیٹھا

نہ اوٹھونگا جو اوسمے گا تو جنازا میرا
پھر چکا سارا جہان گوشی مین اب تو بیٹھا

چار چاند اور لگے دبدبہ حشمت مین
چار زانو کبھے مسند پہ جو وہ ہو بیٹھا

واسطی یہہ تو طریقہ ہمین آیا نہ پسند
کس لیے گہر مین برا کہتا ہی سبکو بیٹھا

درد فرقت سی تڑپ کر مر گیا اچھا ہوا
اب تیری بیمار نے پائی شفا اچھا ہوا

دوش سے بارِ گران اوترا سبکباری ہوئی
تیغ قاتل سے ہمارا سر کٹا اچھا ہوا

رنگ لائیگا ہمارا جوش سودا کچہہ نہ کچہہ
گل کہلے گلشن مین ای بادِ صبا اچھا ہوا

بیگناہون کے لہو کا سبکو ہوتا تھا گمان
اوسکے ہاتھون سے چھٹا رنگ حنا اچھا ہوا

غیر کی تعریف کرتے ہو ہمارے روبرو
خوب سمجھے آپ کا کہنا برا اچھا ہوا

اب کی وہ شدت مرض کی ہی کہ مشکل ہی نجات
یون پڑا بیمار اکثر بارہا اچھا ہوا

اب نہین جوش جنون مین اپنی بیگانی کا فکر
ہو گئی دام تعلق سے رہا اچھا ہوا

درد مین خفت ہوئی کچہہ تجکو اسکے ہی خوشی
ای دلِ نادان یہ تیری حق مین کیا اچھا ہوا

شکر ہے گذری شب فرقت ہوئی پیدا سحر
ٹل گئے سر سے میری کالی بلا اچھا ہوا

ہجو میری غیر کے تعریف تم کرتے ہو وا
آشنا ٹھہرا برا نا آشنا اچھا ہوا

پا کی صحت اب غم دفع مرض مین ہلون بعض
لوگ کہتے ہین مجھے اچھا ہوا اچھا ہوا

ابرو ونکے وصف مین کہنے لگا جسدم غزل
ایک سی بھر شعر میرا دوسرا اچھا ہوا

چھینٹین دامن پر جو پڑتین خونکی ہوتا تھا گمان
ذبح کے دم اوسنے باندہی دستمالچہ اچھا ہوا

حیف خط سبز سے وہ بال طوطی بن گیا | رو کش آئینہ جو آئینہ رُخسار تھا

وقت گریہ سیکڑون طوفان اٹھتی اے واسطی
صاف چشم تر کا پردہ ابر دریا بار تھا

دیکھا جو بحر کو تو دوئی کا اثر ملا + | بادلم کی طرح ہمین تو اُم گھر ملا
ہم مر گئے تو آہ رسا کو اثر ملا | بعد شکست رایت فتح و ظفر ملا
چکے نصیب وصل بت سیمبر ملا | عسرت گئی امیر ہوئے گنج زر ملا
باریک بینیون نی کیا ہی تمام کام | گم ہو گیا مین خود جو نشان کمر ملا
باقی بدن مین بسکہ حرارت تھی بعد مرگ | کافور کا نہ اپنے کفن مین اثر ملا
صیاد نے اسیر کیے طایر اسقدر | گلشن مین ڈھونڈھنے کو نہ بلبل کا پر ملا
محروم میری طرح رہی میری آہ بھی | سو مرتبہ گئی نہ اجابت کا در ملا
ہاتھ آیا کچھ نہ حسرت دیدار کے سوا | یہ ہمکو راہ عشق مین راہ سفر ملا
آغاز شام سے شب فرقت مین تا سحر | ڈھونڈھا چراغ لیکے نہ نور قمر ملا
حاصل ہوا وصال اٹھا کر خرابیان | ویرانی طی کیے تو ہمین گنج زر ملا
وصف دہان یار جو خط مین کیی رقم | عنقا کی طرح سے نہ کوئے نامہ بر ملا
ہوگا وہ آب آب و فور حجاب سے | ای سادہ رو نہ آئینی سے نو نظر ملا
تو مدح خوان گل مین ثنا خوان یار ہون | مجھ سے زبان اپنے نہ مرغ سحر ملا
کھایا کیا مین فرقت مین جانان داغ غم | اسکے سوا نہ اور کوئی ماحضر ملا
کیونکر شکست شیشہ خاطر درست ہو | خود دل شکستہ ہو گیا جو شیشہ گر ملا
بحر جہان مین غم ہے کسیکو کسیکو عیش | ماہی کو خار اور صدف کو گہر ملا

دیکھی کتاب عشق بہت ہمنے واسطے
قصے طویل تھے نہ کوئے مختصر ملا

اپنے سایہ مین جو دیتا وہ پری مجھکو جگہہ
سایہ پڑتا میرا جس پر وہ سلیمان ہوتا

قامتِ یار کا مضمون جو کوئے بندہ جاتا
واسطی حشر کا دیوان مرا دیوان ہوتا

کام کوئی نہ شبِ وصل ہمارا نکلا +
شام ادھر آئی اودھر صبح کا تارا نکلا

پاؤن پاپوش سے جسوقت تمہارا نکلا
برج جوزا سے مین سمجھا کہ ستارا نکلا

نام قاتل جو زبانی مین تمہارا نکلا
کشتہ ہونی کے لیی چاہ سے پیارا نکلا

کسے منصف نے جو میزانِ نظر مین تولا
حسنِ یوسف سے بھی وہ چند تمہارا نکلا

قلزمِ حسن سے باہر نہ شناور نکلے
جسکو سمجھے تھی کنارا وہی دھارا نکلا

ابرو ابروی جانان سی رہی یا نہ رہی
ماہِ نو ابر سے کرتا یہ اشارا نکلا

امتحان خوب حسینون نی کیا کس دیکھا
قلب برگز نہ زرِ داغ ہمارا نکلا

سمجھے سب اہل نظر رجعت خورشید ہوئے
گھر مین جاکو جو وہ محبوب دوبارا نکلا

قیس دیوانہ بگولے کیطرح گرد پھرا
نجد سے ناقہ لیلے جو قضارا نکلا

مل گیا یار کی مٹھے مین ہمین دل کا پتا
چور مہندی کا جو تھا چور ہمارا نکلا

صاف سمجھے کہ یہی شعلہ رخونکا کشتہ
سنگِ تربت سی کسے کی جو شرارا نکلا

واسطی دوست بھی رکھتے ہین عداوت ہمسے
کسکو اپنا کہین کوئی نہ ہمارا نکلا ❋ *

تھی سیہ مستِ فنا شب لو رہین ہشیار تھا
صبح تھی خوابِ عدم مین جب بھی مین بیدار تھا

نورِ بت سی دیر جب تک مطلع انوار تھا
صورتِ چشمِ تماشا حلقہ زرنار تھا

سوزنِ جرّاحِ سینے سی چورائی کیونکر نکھم
دامنِ محشر ہمارا رخم دامن دار تھا

نافہ آہو تھے داغ لالہ جب تک تھی بہار
جوشِ نکہت سی گلستان خطہ تاتار تھا

کس مہ عارض سی تھی شبکو مکانمین جاندنی
کوکبِ رخشان نظر مین رخنہ دیوار تھا

اپنی دشمن سے بھی رکھتا نہین دل مین غبار
کسقدر صاف ہی آئینہ باطن میرا

تخت شاہی جو ملے اوسپہ لگاؤن ٹھوکر
مسند فقر پہ دل ہی متمکن میرا

خط رخسار دکھا کر وہ پری کہتا ہے
کلمہ پڑھتے ہین انس و ملک و جن میرا

نطق رکھتا تو یہ کہتا تیرا گیسوی دراز
کیا تعجب ہی اگر خضر ہو ہم سن میرا

رنگ لالی کا نہ بھاتا ہے نہ پھولونکی شمیم
باغ مین جی نہین لگتا کبھے تجھ بن میرا

شکل آئینہ سمجھتا ہون بد و نیک کو ایک
دل مین کچھ ریب نہین صاف ہی باطن میرا

بیقراری کی جو مضمون لکھے ہین مینے
متحرک ہی وہ جو حرف ہی ساکن میرا

قرض ملجامی کوئی بوسہ مجھے اوس بت سے
برہمن ہو جو صنم خانی مین ضامن میرا

ای صنم کاش وہ خورشید لقا آئی ادہر
برج خورشید ہو کاشانہ کسی دن میرا

ربط مین اوس بت کم سن سے بڑہاتا لیکن
واسطی وای دریغا وہ نہین سن میرا

گفتگو مین جو خیال رخ جانان ہوتا
ہر سخن ترجمۂ آیت قرآن ہوتا

ڈوب مرتا غم ہجران نہ اوٹھاتا ہرگز
تجھ مین پانی اگر ای چاہ زنخدان ہوتا

رخ روشن پہ نہ ہوتا جو وہ گیسوی دراز
برطرف قصۂ ہندو و مسلمان ہوتا

ای پریرو نہ تری بام تلک جا سکتا
عرش پرواز اگر مرغ سلیمان ہوتا

رخ پرنور کو خورشید سی کیا نسبت ہی
انکھین ملتا تیری تلوونسے جو انسان ہوتا

زلف جانان سے جو تشبیہ نہ دیتے شاعر
طرۂ گلزار مین کیون سنبل پیچان ہوتا

تولتا وہ فلک حسن جو رفعت اسپنے
برج خورشید فلک پلۂ میزان ہوتا

ای طبیبو مرض غم سی شفا پاتا مین
مری نسخے مین جو سیب زنخدان ہوتا

یاد زنجیر دلاتے نہ اگر موج ہوا
کون ہم وحشیونکا سلسلہ جنبان ہوتا

دل میرا الفت گیسو کو چھپائی کیونکر
مشک آہو سے نہین ناف مین پنہان ہوتا

واسطی باعث آوازہ ہوئی میری زبان
ساری دنیا نے مجھے میرے سخن سے جانا

جان بلب ہون سر بالین وہ آکر آئے گا
دیکھکر جان نکلتی ہوئی گھبرائے گا

نامہ بر کوچہ جانان سی نہ پھر آئے گا
چھاؤنی دلکو یقین ہی یہ وہین چھائیگا

دشت غربت مین اگر کوئی نہین ہے ہمدم
دست ہر خار تو تلوے مرے سہلائیگا

جو نسو یا شب فرقت مین کبھی جیتے جی
لیٹ کر قبر مین بھی پاؤن نہ پھیلائیگا

قتل ہیجرم کا اپنی نہین کچہ خوف مجھے
ہان یہ ڈر ہی کہ وہ سمجھے گا تو شرمائیگا

آشنا بحر سخن سے نہین وہ طفل ابھی
تہ کو پونچے گا تو بالا مجھے بتلائیگا

وعدہ ساقی نی کیا ہی تو پلائیگا شراب
وہ مری خون کی جھوٹی نہ قسم کھائیگا

لن ترانی سی یہ ثابت ہے کہ وہ برق جمال
ایکدن طور کا جلوہ مجھے دکھلائیگا

ناصح آتا ہی اگر پاس مرے آنے دو
خود سمجھتا نہین وہ کیا مجھے سمجھائے گا

حشر تک راہ پر آئے گا نہ وہ شاہسوار
کھوٹے کاغذ کے کہانتک کوئی دوڑائیگا

جھدای پیر و جوان چاہیے تمکو پی رزق
طفل بھی شیر نہ بے روئے ہوئے پائیگا

ہون وہ پیاسا نہ ملے گا مجھے پانی لب نہر
ہر حباب لب جو آنکھہ چرا جائیگا

دلکو رہتی ہی حسینون ہی کی ہر وقت تلاش
جانتا ہون یہ کوئی تازہ بلا لائے گا

کف افسوس نہ ملیے مرے ماتم مین بہت
طایر رنگ حنا ہاتھہ سے اوڑ جائیگا

واسطی یار سے پوچھو دم رخصت اتنا
ہم تو جاتے ہین کہو دل تو نہ گھبرائیگا

تیری پسندی ہی نکلنا نہین ممکن میرا
شب مری زلف تری چہرہ ترا دن میرا

روز کہتے ہو کہ مین قصد سفر رکھتا ہون
کوچ ہو جائیگا دنیا سے کسیدن میرا

روح و قالب کیطرح ساتھہ ہے میرا تیرا
بی مرے تیرا گذارا ہی نہ تجھ بن میرا

۴۰

تو ڑ بعد مرگ دکھلایا یہ تیر آہ نے
سنگ تربت ہر جگہ چھد چھد کر جالی ہوگیا

جھولیان بھر بھر کر لاتا ہی زر گل باغ سے
فصل گل آتی ہی مالا مال مالی ہوگیا

ہون وہ دیوانہ کہ اپنی مرگ کا کچھ غم نہین
ہان یہ غم ہی خانۂ زنجیر خالی ہوگیا

معرکہ مین عشق کی ٹھہرا نہ غیرون کا قدم
اک ہمین ہم رہ گئے میدان خالی ہوگیا

شعر مین موزون کیا جب سے لب شیرین کا وصف
شاعرون مین شہرۂ شیرین مقالی ہوگیا

فرقت محبوب مین بستر سے ہل سکتا نہین
جسم بیحس مثل تصویر نہالی ہوگیا

ہی جو یہ زیب کمر بار کمر ہوجائیگا
جسگھڑی اوسکا تنیچہ ہم پہ خالی ہوگیا

راتدن لب پر نہین اوسکی بجز ذکر شراب
کیا بلا واعظ بھی رند لا ابالی ہوگیا

نقش ہی از بسکہ دلمین اوس مہ کامل کی شکل
مجھکو بھی ادعوی صاحب کمالی ہوگیا

واسطی بیقدر ہی رنگ طلائی کی حضور
طشت زرین فلک پیتل کی تھالی ہوگیا

خالی از رنج نہین روح کا تن سے جانا
سخت مشکل ہی مسافر کا وطن سے جانا

چار دن پھول ہی مہمان غنیمت ہی وصال
کہو بلبل سی کہ باہر نہ چمن سے جانا

ناف دیکھی جو پتا اوسکی کمر کا سمجھے
دہن یار کو جانا تو سخن سے جانا

چاہ کنعان نہین یوسف نکل آئی جس سے
دل نہ نکلی گا تیری چاہ ذقن سے جانا

ہم فقیرون کو کبھی خلعت شاہی جو ملا
بدتر اوسکو کہین مردی کی کفن سے جانا

تنگ آیا ہون مین دنیا کی حوادث سی بہت
جلد ٹھہرے کہین اس دار محن سے جانا

ٹھہر ای روح ذرا تو ابھی جلدی کیا ہی
یار آئے تو مرے خانۂ تن سے جانا

بعد ہونٹھون کی تصور تری گیسو کا بندھا
کشور چین مین ہوا راہ ہمن سے جانا

ہین جو خوش چشم نہین یک جگہ اونکو قرار
گردش چشم غزالان ختن سے جانا

صلۂ شعر امیرون سے گوارا نہ ہوا
زر کو بہتر نہ کبھی نقد سخن سے جانا

آمد آمد تیرے دیوانے کی صحرا سے جو ہی
در کھلا رہتا ہی ہر دم خانۂ زنجیر کا

لوٹتا ہون خاک کوی یار مین مین خاکسار
برج خاکی مین ستارہ ہی مری تقدیر کا

جب سے خطِ سبز نکلا اوس رخِ گلرنگ پر
سبزۂ بیگانہ سبزہ ہوگیا کشمیر کا

زخمی ہوتا ہون شبِ وصل ای موذن ہوشمند
کم نہین تلوار سی لعسرہ تری تکبیر کا

خاک پای یار مجھکو کیمیا سے کم نہین
پھاڑ کر پھیکون اگر نسخہ ملے اکسیر کا

ہون وہ دیوانہ کہ کرتا ہون پری شیشہ مین بند
چاہ بابل سی یہ سیکھا ہی عمل تسخیر کا

چین ابرو نی کیا ساری زمانی کو شہید
صاف جوہر کھل گیا قاتل تری شمشیر کا

یہ گریبان مین تری یاقوت کا تکمہ نہین
جانتا ہون قطرۂ خون ہی کسی دلگیر کا

یاد ہی ہر وقت خطِ مصحفِ رخسار یار
مین تو حافظ ہوگیا قرآن کی تفسیر کا

جس سے جھک کر ملتی ہین کرتی ہین اوسکو آپ قتل
قامتِ پرخم مین عالم ہی خمِ شمشیر کا

چھپکے دزدیدہ نگہ سی زخمی کرتا ہی وہ ترک
بی نشان ہی تیر پر دل ہی نشانہ تیر کا

ای پریرو تیرا دیوانہ ہی کیا آتش قدم
قید مین بریان ہر اک دانہ ہوا زنجیر کا

اوس گلِ رخسار کا بلبل ہون ای بہزاد مین
رنگ گل سی چاہیے کھینچنا مری تصویر کا

ہی تصور دلمین اوس چہرہ کا جب سی واسطے
جلوہ گہ سینہ ہوا خورشید کی تنویر کا +

نور سے بے سایہ جسکا جسم عالی ہوگیا
آپ وہ اپنا گواہ ہمبیت الی ہوگیا

ہون وہ میکش نکہت گل سی ہوا مست شراب
گل مجھے جامِ شراب پرتکالی ہوگیا

آگیا ابروی جانان کا جو لکھنے مین خیال
آفتابی دائرہ جو تھا ہلالی ہوگیا

ہون وہ گریان آنسوؤن کا سینہ کبھی تھمتا نہین
آنکھ کا پردہ سحاب برشکالی ہوگیا

خون کی چھینٹون سے کیا نقصان قاتل کا ہوا
سادہ تھا شمشیر کارومال شالی ہوگیا

پھاڑ کھایا گھر نے میرے مجھکو ہجرِ یار مین
صورتِ شیرِ نیستان شیرِ قالی ہوگیا

بت پوجنے کا آنکھہ کو ایسا مزا پڑا
تار نظر کو رشتۂ زنار کر دیا

دیکھا شگاف در سے جو آئینہ سادہ رخ
حیرت نے مجھکو پشت بہ دیوار کر دیا

رونی سی اور یار کی دلمین پڑی گرہ
اشکون نی اوسکو عقدۂ دشوار کر دیا

الفت مین تاک جھانک کا لپکا یہ پڑ گیا
آنکھونکو نذر روزن دیوار کر دیا

کچہ بڑھ چلا تھا اوس رخ پر نور سے ضرور
داغی کلف نی ماہ کا رخسار کر دیا

شانہ ہلا کی عاشق نالان کا قبر مین
فتنے کو تمنے خواب سے بیدار کر دیا

دل کا مکان کلفت تھا سو تیر آہ نے
در توڑ کر عجیب ہوادار کر دیا

کہتا ہی یار اس تن لاغر کو دیکھکر
کیا الفت کمر نے اسے زار کر دیا

اوس قد سے بڑھ چلا تھا صنوبر سو رخ نی
بی برگ کر دیا اوسے بے بار کر دیا

کیا کہیے حال دل کہ حسینونکے دھیان نے
ایسے مکان کو توڑ کے بازار کر دیا

کہتے ہین دیکھکر وہ رخ زرد مہر کا
اچھا مسیح نے اسے بیمار کر دیا

صانع نی حسن و عشق کو عالم مین کر دیا خلق
مجبور ہمکو آپکو مختار کر دیا

اک برہمن بچی کی محبت نے اے ہدا
زنار کو گلے مین مرے ہار کر دیا

دلمین خیال کر کی اون آنکھونکا واسطے
کعبہ کو ہمنے خانۂ خمار کر دیا

توڑ ہی اوس ترک کی موی مژہ مین تیر کا
کاٹ ہی اوس ابروی خمدار مین شمشیر کا

دھیان ہی رات تونکو گیسوی بت دیر کا
پیچ جاتا ہی نہین ہرگز مری تقدیر کا

بام پر اپنے بلا لیتا ہی وہ رشک قمر
اوج پر ہی آجکل اختر مری تقدیر کا

ابر رحمت بے می و ساقی ہی رحمت جانکو
کاٹ ہی موج نسیم صبح مین شمشیر کا

گردن مینا و موج می کا ادنی ہی یہ وصف
تیغ وہ بہر جوان ہی یہ عصا ہی پیر کا

کیا مٹائی داغ عشق زلف دلسی تیرہ بخت
یہ تو دھبا ہی مداد خامۂ تقدیر کا

کھا چکے ہین وہ نہ آنے کی قسم
واسطی ہوتا ہی کیا

کون آئینہ رخسار کا حیران نہ ہوا
حال کسکا غم گیسو مین پریشان نہ ہوا

جب ہمین شوق تماشای گلستان نہ ہوا
فائدہ کیا جو در باغ پہ دربان نہ ہوا

شکر صد شکر گلا تیغ گریبان سے کٹا
سر پہ ای خنجر قاتل ترا دربان نہ ہوا

آرزو دل کی رہی دلمین ہمارے ساقی
مے میسر ہوئی جس روز کہ باران نہ ہوا

شب تاریک سی بدتر نظر آئی شب ماہ
میری آغوش مین جب وہ مہ تابان نہ ہوا

ہون وہ غمگین کہ رہی مجھکو خوشی سے نفرت
زعفران زار کو بھی دیکھہ کی خندان نہ ہوا

ضعف سی دلمین رہا ولولہ جوش جنون
کبھے ہاتھون سے مری چاک گریبان نہ ہوا

پردہ ابر مین خورشید کوئی چھپتا ہی
داغ سینہ کا کسے طرح سی پنہان نہ ہوا

داغ کھا کھاکے تری رشک سی اے نخل سہی
کونسا سرو چمن سرو چراغان نہ ہوا

کب اعانت کی وہ طالب ہین جو ہین زیر دل
کبھے محتاج حنا پنجہ مرجان نہ ہوا

دیتی ہین مصحف عارض کا جو بوسہ وہ مجھے
گبر کہتا ہے مین افسوس مسلمان نہ ہوا

کب ہوئی شام کہ جلکے نہ مری داغ جگر
کب ہوئی صبح کہ مین چاک گریبان نہ ہوا

کہین کس منہ سی کہ اوس تن کی بسمل ہے یہ
زخم تیغ نگہ ناز نمایان نہ ہوا

ہوگئی پیر مگر ہمنے نہ دیکھا وہ رخ
صبح پیدا ہوئی پر مہر درخشان نہ ہوا

موت ہی آئی نہ یار آیا شب فرقت مین
بیکسی مین کوئی احوال کا پرسان نہ ہوا

واسطی واہ ری جمعیت خاطر پس مرگ
خاک ہونے پہ غبار اپنا پریشان نہ ہوا

دکھلاکے شکل خواب مین بیدار کردیا
غافل تھا مجکو آپ نی ہشیار کردیا

غازے نی رخ کو غیرت گلزار کردیا
مسی نے لعل لب کو دھوان ہار کردیا

صورت دکھائی خاک کو آئینہ رو مجھے
پردہ حیا کا سد سکندر بنا دیا

ہمنے علوی فکر سے مستی مین ساقیا
خم آسمان کو مہر کو ساغر بنا دیا

ہمنے مین اشرفی سے ہر اک داغ کم نہین
ای سوز عشق تو نے تو نگر بنا دیا

رہتی ہین روز آئینہ رویون سے صحبتین
میری خدا نے مجکو سکندر بنا دیا

موتی پروئے ہمنے جو رویا فراق مین
موی مژہ کو رشتہ گوہر بنا دیا

آخر جلا جلا کے تپ حار عشق نے
شعلہ جگر کو سینہ کو مجمر بنا دیا

رکھا جو سلک نظم مین ترصیع کا خیال
ہمنے عروس فکر کو زیور بنا دیا

رکھکر ہمیشہ ہمنے قد یار کا خیال
میدان دل کو عرصہ محشر بنا دیا

مانند گرد باد ہون آوارہ دشت مین
کیسا جنون نی پاون مین چکر بنا دیا

اک حور وش کی یاد مین روئی ہم اسقدر
آنکھون کو اپنے چشمہ کوثر بنا دیا

کیا کیا عذاب ہین دل عشاق کے لیے
عقرب مژہ کو زلف کو اژدر بنا دیا

دیکھا جو اوسکو شوق کتابت تو واسطے
ہمنے رگون کے تار سے مسطر بنا دیا

جاگ آنکھین کھول دی سوتا ہی کیا
زندگی کے دن عبث کھوتا ہی کیا

عشق کا آغاز ہے ای دل انھے
دیکھ تو انجام مین ہوتا ہے کیا

چشم کے چشمہ سے دریا بہ گئے
یہ سمندر کا کوئی سوتا ہے کیا

آگئی پیری جوانی ہو چکے
چونک ای غافل پڑا سوتا ہے کیا

عشق مین ظاہر ہے حال کو ہکن
لاکھ محنت کیجیے ہوتا ہے کیا

مار گیسو کی نہ کر الفت دلا
دیکھ اپنے حق مین بس لوتا ہے کیا

قافلہ راہی ہے صبح کوچ ہے
جاگ غافل بی خبر سوتا ہے کیا

شیشہ می سے کہو آیا وہ مست
ہچکیان لی لیکے تو روتا ہے کیا

کام آئی جنون مین عریانے
خار اُونکے جو پیرہن ہوتا

صدمۂ ہجر اور ہم ای چرخ
بالغ ہوتا وہ گلبدن ہوتا

بو جو تیرے صبا اوڑالاتے
دل شگفتہ چمن چمن ہوتا

مہندی مل کر اگر وہ گل آتا
اور ہی رنگ انجمن ہوتا

دور ہوتی دوئی جو وحدت سے
شیخ ہوتا نہ برہمن ہوتا

تاب رفتار کسکو ضعف سی تھے
بیٹھہ جاتے جہان وطن ہوتا

اوُسنے ملبوس جو اُوتارا تھا
کاش میرا وہی کفن ہوتا

واسطی کیون کنوئین مین گرتی ہم
گر نہ عشق چرخہ ذقن ہوتا ٭

بلا سے کیا ڈری دل تیری نیسے اجنا کشکا
نہین ہے ماہی بی آب کو کیہ خوف آتش کا

ملکین جب سی ہوا اسمین تصور اک پری وش کا
دل پُر داغ پر عالم ہی ایوان منقش کا

بجای می عطا کی ہی فلک سیر آج ساقی نی
دماغ اب آسمان پر کیون نہو رندان میکش کا

نفس کی آمد و شد سی ہی ہجر یار مین ایذا
گمان ہو کسطرح دلکو نہ آری کی کشاکش کا

تجلی رُخ محبوب کوئی دیکھہ سکتا ہے
کلیم اللہ پر یہان حال طاری ہو گیا غش کا

سلیمان ناز برداری کا جسکے فخر کرتی ہین
بحمد اللہ دیوانہ ہون مین ایسے پری وش کا

ملک مرتی ہین حورین غش مین پریان جاندیتے ہین
عجب فتنہ ہی پتلا خاک و باد و آب و آتش کا

مقولہ عشق مین ای واسطی ہی معتبر اپنا
سند جسطرح علم نحو مین ہی قول اخفش کا

دختنی مجھکو چرخ کا ہمسر بنا دیا
سینے مین داغ یاد نمین چکر بنا دیا

اہین ہزار کین نہ پسیجا کسے طرح
اوس بت کا دل خدا نے وہ پتھر بنا دیا

احسان کاسہ گر نے کیا مجھہ پہ بعد مرگ
ساقی کو میری خاک سی ساغر بنا دیا

خالی نہین جہان مین کوئی مکر و زور سے
عالم تمام عالمِ نیرنگ ہو گیا

ایسا رقیب تیرہ درون ہی کہ وقتِ سیر
سرخہ سوار ہوتی ہے شبرنگ ہو گیا

مضمون رنگ رنگ کی باندہی جو طبع نے
طیار کارخانۂ ارزنگ ہو گیا

خورشیدِ روی یار سا ہی آتا نہین نظر
مرغِ نگاہ مرغِ شب آہنگ ہو گیا

یوسف لقا سے اپنی جدا ہو کی واسطی
پیراہنِ حیات سی مین تنگ ہو گیا

گلا کیون ہجر مین آسکا نہ کرتا
مثل سچ ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا

اگر وہ وعدۂ فردا نہ کرتا
کبھے یون حشر مین برپا نہ کرتا

زمینین ناپتا ملکون مین پھرتا
نہ ملتے تم تو مین کیا کیا نہ کرتا

تمنائین ہزارون عمر تھوڑی
جہان مین کیا مین کرتا کیا نہ کرتا

اوٹھاتا بارِ الفت کون سر پر
اگو مجھکو خدا پیدا نہ کرتا

جو پاتا قابلِ دیدار آنکھین
کبھے عاشق سی وہ پروا نہ کرتا

کیے ہین دوستی نے وہ ظلم مجھ پر
کوئی دشمن کبھے ایسا نہ کرتا

کہا اچھا مجھے دشمن ہوئی غیر
بُرا کھتا جو وہ اچھا نہ کرتا

مجھے تو ہر طرح تھا عذر لازم
جرائم عفو وہ کرتا نہ کرتا

نہ پھنستا چاہ مین دنیا کے مکار
جو زاہد کو خدا اندھا نہ کرتا

جو کرتا قتل وہ تیغِ ادا سے
کبھے مین خونکا دعوی نہ کرتا

نہ کرتے تم اگر غیرون سے شکوا
کبھے مین ایکا شکوا نہ کرتا

نہوتا واسطی گر عشق پنہان
تو یون سینے مین دل دھڑکا نہ کرتا

ہم سے کیو نکر وہ ہم سخن ہوتا
بات کرتا اگر دہن ہوتا

کر دیا گرمی وحشت نی جو پانی پانی
طوق گردن مین مری حلقۂ گرداب ہوا

بیگنا ہونکے گلے کٹتے ہین ہر دم ای ترک
کوچہ تیرا نہ ہوا مسلخ قصاب ہوا

اہل دولت سے ترحم فیض کی امید کہے
آب گوہر سے نہ پیاسا کوئی سیراب ہوا

فرط ظلمت سی شب ہجر رہا نام کو نور
اسقدر ماہ گھٹا کرمک شب تاب ہوا

اپنے نظّاری سے محروم ہی وہ بھی مریطرح
آئینہ گرمی عارض کی سبب آب ہوا

گومتی مین ہوئی شامل جو میرے چار آنسو
لکھنؤ فیض قدم سے مری یہ آب ہوا

تیری فرقت مین کسی چین سے ای قلزم حسن
جو ہوا تجھ سے جدا ماہی بی آب ہوا

ساقیا مجھکو کہان گردش قسمت سے نجات
جام آیا جو مری ہاتھ مین گرداب ہوا

کسکے دانتون کا دم گریہ تصوّر آیا
جو گرا آنکھہ سے آنسو دُرِ نایاب ہوا

اسطرف حج کے لیے ہند سی راہی ہوئی ہم
واسطی کعبہ نشینون کو اودہر خواب ہوا

اوس بت کی دوستی مین نیا رنگ ہوگیا
لہینچین یہ سختیان کہ جگر سنگ ہوگیا

ہوتی ہی نوجوان نیا رنگ ہوگیا
جسکے نگاہ اوس پہ پڑی دنگ ہوگیا

قاتل خدا کیواسطے کر تیغ میان مین
عالم تو دوہی ہاتھو نمین چور نگ ہوگیا

تولا جو تیری حسن کو میزان عقل مین
جلوہ نہال طور کا پاسنگ ہوگیا

دنیا کی راہ سخت عجب سنگ لاخ ہی
تیمور دوڑ کر جو چلا لنگ ہوگیا

ساقی کے خط سبز کا اوسمین پڑا جو عکس
ساغر شراب کا قدح بنگ ہوگیا

پہلو مین دل کا اب مجھی ملتا نہین پتا
نزدیک کعبہ تھا کئی فرسنگ ہوگیا

وہ بت ہی تو ارادہ کیا جب نہان کا
میلا سا ایک جمع لب لنگ ہوگیا

تا صبح ہمسے وصل کی شب وہ لڑا کیے
گہر بنی حق مین معرکہ جنگ ہوگیا

فصل بہار آئی بنا میکدہ چمن
ہر پھول ساغر مے گلرنگ ہوگیا

جینے سی ہین ہم تنگ شب ہجر مین بے آہ موت آتی ہے تو جلد آیہ بھانا نہین اچھا
دل دیکھنے والونکے ہوی جاتی ہین پامال اٹھکھیلیونکی چال سے آنا نہین اچھا

ای واسطی الفت ہی غضب دل مین بتونکی
کعبہ کو صنم خانہ بنانا نہین اچھا

پاؤن پر قاتل کے جب سر رکھدیا اوس نے بھی گردن پہ خنجر رکھدیا
کیا عزیزونکو خلش تھے بعد مرگ کیون مری سینے پہ پتھر رکھدیا
در تلک آنی نہین دیتا مجھے کس نے دربان اوسکو نوکر رکھدیا
ہاتھہ سینے پر مری رکھا نہین اوس نے چھاتی داغ دل پر رکھدیا
ہین ابھی باقی ہزارون کشتنے ہاتھہ سے کیون تمنے خنجر رکھدیا
آنکھہ سے پیدا ہوا جب طفل اشک نام اوسکا ہمنے گوہر رکھدیا
اختلاط غیر کے انکار پر ہاتھہ اوس نے میری سر پر رکھدیا
مجہ تلک پہنچا جو دورہ بزم مین ہاتھہ سے ساقی نے ساغر رکھدیا
خوف عصیان کیا کہ یارون نی میرے قبر مین صد سرہ برابر رکھدیا
جب فرشتون سے نہ اوٹھا بار عشق آدم خاکی کے سر پر رکھدیا
قتل کو قاتل نی جب تکلیف کے ہمنے بھی سر زیر خنجر رکھدیا

واسطے دیکھی جو عصیان بیحساب
حاکم محشر نے دفتر رکھدیا

سوز دل سے یہ تیری ہجر مین بیتاب ہوا کہ میرا طایر دل طایر سیماب ہوا
ذرہ افشان کا اوس ابرو کی تلی جیب جمکا نور قندیل نمایان تہ محراب ہوا
دوستون ہی مین ہوئی عمر بسر آج تلک ہم وہان پہونچے جہان مجمع احباب ہوا
نظر مہر ہے اوس خاک نشین پر اوسکی ذرہ ہم مرتبہ مہر جہان تاب ہوا

خامشی مین بھی اوسکا نام لیا — ہمنے دل سے زبان کا کام لیا
رات دن پی شرابِ عشق مگر — کبھی شیشہ لیا نہ جام لیا
وعظ و اغظ کی ہمنے کب سنے — مول یہ دردِ سر مدام لیا
دھیان مین رخ کی شاہِ روم ہوئی — یاد کی زلف مُلکِ شام لیا
ایک ہم کیا وہ نام جنے سنا — دونون ہاتھون سے دلکو تھام لیا
کیا خزان نی کیا گلونکو تباہ — خونِ بلبل کا انتقام لیا
کیون نہ دونمین رخ رقیب کو داغ — بوسۂ روی لالہ فام لیا
یادِ ابرو مین اپنی موت آئی — دم نہ ہمنے تہِ حسام لیا
ہاتھ ابرو پہ رکھدیا اوس نے — تیغ کی باڑھ پر سلام لیا

واسطی واہ کیا علی کا ہی نام
جنے گرتے ہوؤن کو تھام لیا

ہر ایک کی گہر آپکا جانا نہین اچھا — یہ پچھتاؤ گے دیکھو یہ زمانا نہین اچھا
چلمن سے تیرا آنکھہ لڑانا نہین اچھا — در پردہ غریبونکو ستانا نہین اچھا
آئی ہو جو مرقد پہ تو دو پھول چڑھاؤ — تیوری تو خفا ہو کے چڑھانا نہین اچھا
ای دیدۂ تر روک لی اشکونکو کبھی تو — ہر روز یہ طوفان اوٹھانا نہین اچھا
تا وقت سحر دیکھہ کہ جلجائے گی تو بھے — پروانو نکو ای شمع جلانا نہین اچھا
کاندھا میری تابوت کو دیتی ہو عبث تم — نازک ہو بہت بوجھہ اوٹھانا نہین اچھا
ڈرتا ہون نہ گھٹ جائی کہین قدر تمہارے — بازاریون سے ربط بڑھانا نہین اچھا
دل نذر کرون نرگسِ جانانکو مین کیونکر — بیمار کو آئینہ دکھانا نہین اچھا
ہو جاوی کہین فاش محبت کا نہ پردہ — ای دیدۂ تر اشک بھانا نہین اچھا
گھڑیا لیو ہی صبح شبِ وصل ابھی دور — بی وقت گجر کا یہ بجانا نہین اچھا

پتھر سے نہ آسیب خزان سی ہی اذیت
کیا سرو نے پایا ہے ثمر بی ثمرے کا

جیتا رہے قاصد کہ دیا وصل کا مژدہ
مشتاق تھا مین دیر سی اس خوش خبری کا

ہے جلوہ نما کاہکشان پردۂ شب سی
مو باف نہین ہی تری چوٹی مین زرہکا

مدحت تری توسن کے بیان ہو نہین سکتی
طاؤس کا جلوہ ہے چلن کبک دری کا

ہوتی ہے نہین صبح کبھی شام جدائی
اولٹا ہے اثر میری دعای سحری کا

ہے مثل نگین شرط جگر کاوی محنت
عالم مین ارادہ ہے اگر ناموری کا

پھولی وہ سماتی نہین جامے مین خوشی سے
بازو پہ جو انکا ہے عقیق شجرے کا

گر لال پری اوسکے لب لعل کا ہی نام
ہی حسن خط سبز مین بھی سبز پری کا

بد تر ہین نہین بی ہنر و نسے بھی ہنر ور
اس عہد مین کچھ عیب نہین بی ہنری کا

دم گھٹتا ہے اپنا قفس تنگ مین یارب
جھوکا کوئی آجائی نسیم سحری کا

کس کام کی ہین گوش گل و دیدۂ نرگس
کوری کا اسی ہے اسی آزار کری کا

خط لکھہ کے جو قاصد نہ ملا ہمکو کئی دن
عاجز ہوئی خود قصد کیا نامہ بری کا

کیا ترک ہوای واسطی اوس ترک کی الفت
مُنہ کوئی دم تیغ سے مڑتا ہی جریکا

ملک استغنا ملا جنگل کو مین راہی ہوا
داغ سودا سر پہ میری افسر شاہی ہوا

عرش سے گذرا یہ اپنا بحر طوفان خیز اشک
ہالۂ مہتاب گردون پر پر ماہی ہوا

تو وہ شاہ حسن ہے فیض تصور سی ترے
داغ جو سینہ پہ آیا یا سکہ شاہی ہوا

گنج جو پایا اوڑایا دم مین اوسکو ای صنم
کارخانہ تیری درویشونکا للہی ہوا

زرد کیون کردی نہ افسانکو تری مژگانکا عشق
تنکے چنکر رنگ روی کہربا کاہی ہوا

نام چاہے عشق مین تو نقش ہستی کو مٹا
کوہکن مشہور عالم کرکے جانکاہی ہوا

واسطی سب پر ہے ظاہر قوت ایمان تیرے
بھرہ یاب بیعت دست یداللہی ہوا

ای پیر مغان ہوگی نہ اک جام سی سیرے
خم کیون مجھے تو مُنہ سے لگانی نہین دیتا
برباد حباب لب جو سبزہ ہے پائمال
سر ایک کو نیچے چرخ اُوٹھانی نہین دیتا

منظور نظر واسطی اون کو تو ہے پرسش
یہان درد گلو حال سُنانی نہین دیتا

مین حور کا طالب ہون نہ خواہان ہون پری کا
مشتاق اگر ہون تو تیری جلوہ گری کا
کیا ذکر تیری خال کے ہو جلوہ گری کا
صورت تو ہی زنگے کی مگر حسن پری کا
صیّاد کی دربار مین اب ہوگی رسائی
ہاتھہ آیا وسیلہ مجھے بی بال پرے کا
ہر مرتبہ لاتی ہے شمیم اوس گل تر کے
کیا شکر ہو احسان نسیم سحرے کا
یا جنبش مژگان سے اوٹھا کرتی تھے طوفان
یا نام نہین ہے مری آنکھون مین تری کا
کیا کوئی نکل جائی تیری کوچی مین اگر
جب پاون پکڑتی ہو زمین رہ گذری کا
نقش کف پا کا جو بچھاتا ہے نیا جال
منظور شکار اوسکو ہی کیا کبک دری کا
طول شب فرقت سی عبادت بھی ہی ساقط
آتا ہے نہین وقت نماز سحرے کا
ناحق ترے بیمار کے ہین گرد پرستار
کیا ساتھہ کوئی دیگا عدم گی سفری کا
ابرو کے تصوّر سے مری دلکو ہی طاقت
جسطرح قوی تیغ سے بازو ہو جرے کا
اورونکو مبارک رہی امید ترحّم
ہمکو تو مزہ ہے تیری بیداد گرے کا
بیمار ہون الفت مین جو اک شک پری کی
سب کہتی ہین مجھکو اسی سایہ ہی پری کا
تشبیہ رگ گل سے جو دونمین تو بجا ہے
مضمون ہے نازک تیری نازک کمری کا

ای واسطی دنیا کا نہ اب دین کا ہی ہوش
الفت نی دیا جام مے بی خبرے کا

سایل ہے جو دریا میری آنکھونسی تری کا
گرداب نہین کاسہ ہے دریوزہ گری کا
اتنا بھی نکر حسن جوانے پہ تکبّر
ای یار یہ جھوکا ہے نسیم سحرے کا

اپنے ہاتھون سی ہم بلا مین پڑے — جھانکنا تاکنا ضرور نتھا
جوش مستی مین اپنی ہاتھو نشی — کون خم تھا جو چور چور نتھا
ملتی کیا جرم میکشی کی سزا — ورد کسدن ہوا الغفور نتھا
حور طلعت کو کیون پری کہتی — عقل مین انکی کچھہ فتور نتھا
می پلاتا جو ہمکو پیر مغان — کچھہ مروت سی اوسکی دور نتھا
فہم ناقص سی ہم غلط سمجھے — ناز تھا یار کا غرور نتھا
باغ ہستی کو غور سے دیکھا — کون گل یان چراغ طور نتھا
گور پر فاتحہ کو تو آئے — کچھہ ہمارا مکان دور نتھا

خم مین بیٹھا سمجھہ کے افلاطون
واسطی کیا وہ ذی شعور نتھا

منہ چاہ زنخدان کو لگاتی نہین دیتا — وہ دلکی لگی مجھکو بجھاتی نہین دیتا
دربان نسی جو اوس در پہ مجھی ملتی ہی خصت — کمبخت ادب پاؤن بڑہاتی نہین دیتا
کیا آنکھہ اوٹھا کر مین لب بام اوسے دیکھون — سر ضعف گریبان سی اوٹھاتی نہین دیتا
صیاد اسیران قفس سی ہی یہ غافل — آکر کبھی دو چار بھی دانی نہین دیتا
کیون ضعف مری دلکا نہو مجھکو غنیمت — نالی کو کبھی لب تلک آنی نہین دیتا
کیا عید کی دن اوس سی گلی ملنی کی امید — دامن کو بھی جو ہاتھہ لگانی نہین دیتا
معلوم نہین اوسکو کہان کی ہی عداوت — دربان مجھی اوس حرم مین جانی نہین دیتا
کوڑی نہین دیتا ہی جو ہوتا ہی نہ دینا — دیتا ہی تو کسکو وہ خزانی نہین دیتا
گردون کو یہ ہی فکر مری گر سنگی کی — دل داغ بھی کھاتا ہی تو کھانی نہین دیتا
کیا درد دل اپنا کہی معشوق سی عاشق — بیمار کو غش ہوش مین آنی نہین دیتا
اوس گل کو عداوت ہی یہ مجھسی کہ صبا کو — دو پھول بھی تربت پہ چڑہانی نہین دیتا

روتے روتے آخر آنکھونکا ضرر ہو جائیگا
اوڑکے عنقا طایر نور نظر ہو جائے گا

ہی تیقن راہ مین گم نامہ بر ہو جائے گا
درج نامے مین جو مضمون کمر ہو جائی گا

آگیا گر خوش بیانی پر وہ غنچہ سا دہن
مثل گل صد چاک بلبل کا جگر ہو جائیگا

یا الٰہی مجھ تلک آئی نہ واعظ کا قدم
اوسکی بک بک سی تو مجکو درد سر ہو جائیگا

یہ یقین ہوتا ہے مجکو اپنی اشک و آہ سے
برق یہ بجھائی گے وہ ابر تر ہو جائی گا

ہے ترقی پر جو یوہین حسن روز افزون یار
روی روشن غیرت شمس و قمر ہو جائی گا

الفت رنگ طلائی مین جو مرجاؤنگا مین
گنبد مدفن یقین ہی کوہ زر ہو جائی گا

بام پر جب سیر کو آئے گا وہ رشک قمر
ماہ کا مثل کتان ٹکڑی جگر ہو جائی گا

نیک و بد سب حال کھل جائیگا آخر یارب
کاتب اعمال اپنا نامہ بر ہو جائے گا

تیغ باندہی ہی اگر قاتل کمر بل کھائیگی
دوش نازک پر گران بار سپر ہو جائی گا

یا رخ مین جن زخم دل پر ہم جو چھڑکین گے نمک
مرہم کافور کا اوسمین اثر ہو جائے گا

اوسکے کوچی مین چلین گی جب تری کی راہ سے
قافلہ موجون کا اپنا ہم سفر ہو جائے گا

کسقدر نام خدا وہ ترک ہی شیرین ادا
ہاتھ مین نیزہ جو لیگا نیشکر ہو جائی گا

غیر ممکن ہے کہ ہو فرقت مین ایذا سے نجات
درد دل ٹھہرا اگر درد جگر ہو جائیگا

آرزوئے دل مطول سی نہوگی مختصر
زیست کا قصہ بھی اکدن مختصر ہو جائیگا

ہین سبکرو واسطی راہ عدم کا خوف کیا
اوّل منزل یہان آخر سفر ہو جائے گا

کوئے تدبیر مین قصور نہ تھا
وصل قسمت مین ای حضور نہ تھا

چشم اہل جہان مین نور نہ تھا
ورنہ اسکا کہان ظہور نہ تھا

آدمی آدمی سے ملتا ہے
پاس تے تو تم سے دور نہ تھا

ماہ کو آفتاب کو دیکھا
تیری چہرہ کا اون مین نور نہ تھا

دعوی کبھی نہ اوس رخِ روشن سے چل سکا
مہتاب کو کلنگ کا ٹیکا لگا رہا

اشوبِ چشمِ یار کا شاید خیال تھا
تا دیر ہمکو نزع مین گہرا لگا رہا

مہمان وہ میری گھر رہی شب بھر تو واسطی
در پر مگر سوارے کا اکا لگا رہا

دعی سان حاصل جوابِ خط اگر ہو جائیگا
پر لگا کر مرغِ سدرہ نامہ بر ہو جائیگا

چشمِ تر مین روی جانان جلوہ گر ہو جائیگا
مہر کا اس برجِ آبی مین گذر ہو جائیگا

خط تو اوس گل کو لکھا قاصد نہین ہی تو نہو
طایرِ رنگِ پریدہ نامہ بر ہو جائی گا

دل جو روشن ہی تو کر لی نیک و بد مین جو تمیز
ظاہر اس شیشہ مین سب عیب و ہنر ہو جائیگا

نخل کے سایہ مین بیٹھونگا جو مین تفتہ جگر
ہر ثمر اخگرِ ہر اک غنچہ شرر ہو جائیگا

رنگِ رنجش کھو لیگا آئینۂ دل سی تیرے
خاکساری مین ہماری یہ اثر ہو جائی گا

وہ جو اپنی چہرۂ روشن سے اولٹی گا نقاب
ابر مین شرما کے پوشیدہ قمر ہو جائیگا

منزلِ ہستی مین غافل ہو شیاری شرط ہے
دفعتہً اک روز اس جا سے سفر ہو جائی گا

خواب مین بوسہ تری سیبِ زنخدان کا ملا
کیا خبر تھے نخلِ حرمان بار ور ہو جائیگا

طفلِ جانان کو یگی جلوہ گر حسنِ شباب
بڑھتے بڑھتے ماہِ نو آخر قمر ہو جائی گا

مار رکھی گی ہمین یادِ لبِ شیرینِ یار
قند مین زہرِ ہلاہل کا اثر ہو جائی گا

لائی گی مجھ تک جو اوس گیسوئے مشکین کے تسمیم
کیا تیرا نقصان ای بادِ سحر ہو جائی گا

جمع مال و زر سے کیا ای منعمو تم پاؤ گے
مثلِ قارون ایکدن یہ بار سر ہو جائیگا

خط مین ہم لکھتے نہ اوس دستِ حنائی کی صفت
گر خبر ہوتی کہ خونِ نامہ بر ہو جائی گا

داغِ دل چمکے گا اوسکا روی تابان دیکھکر
پرتوِ خورشید سے روشن قمر ہو جائیگا

ہو نہ سرگردان تلاشِ رزق مین اے واسطی
ورنہ مثلِ آسیا دورانِ سر ہو جائی گا

جامہ زیبی پہ تیری دل نہین قربان کسکا
چاک ہوتا نہین دامن پہ گریبان کسکا

کون اوس سروِ چراغان کا نہین ہے عاشق
جشم داغون سے نہین سروِ چراغان کسکا

مثل گل ہین جو شگفتہ دلِ مرغانِ چمن
قصد ہے آج پی سیرِ گلستان کسکا

نظر آتا ہے قمر مین جو کلف کا دھبا
دل پہ رکھتا ہے یہ داغِ غمِ ہجران کسکا

بلبلین کرتی ہین نالی نہین پھولونکو خبر
کون اس گلشنِ عالم مین ہی پرسان کسکا

اپنی بک بک سی رہا کام فقط واعظ کو
یہ نہ سمجھا کہ ہوا مغز پریشان کسکا

ہون وہ لاغر مرے گھر آکے یہ غم کھتا ہے
کون اس خانۂ خالی مین ہو مہمان کسکا

خود گلا کاٹ کی مرجاتی ہین عشاق ترے
کسکے گردن پہ یہان ہوتا ہے احسان کسکا

اسمِ اعظم جو کری کندہ نگینِ دل پر
خوب سمجھی کہ ہی پھر ملک سلیمان کسکا

کوئی خورشید نہین ہی جو ضیا بخش جہان
ذرّہ ذرّہ سے ہی یہ جلوہ نمایان کسکا

رام کہتے ہین کسے اپنی زبان سے ہندو
کلمہ پڑھتے ہین یہ ہر وقت مسلمان کسکا

صبح سے آج طبیعت کو خوشی ہی جو کمال
اوٹھ کے دیکھا تھا الٰہی رخِ خندان کسکا

دور سے مصحفِ رخسار دکھا دی کیا خل
پاس کرتا ہے وہ غارتِ گرِ ایمان کسکا

واسطی قبر ہے طیار تو موجود کفن
قصد ہے آج سوی گور غریبان کسکا

جب تک حیا فنا ہی کا کھٹکا لگا رہا
شام و سحر اجل کا تقاضا لگا رہا

ای مہروش کہان تھی کہ آئے نہ رات بھر
دل تا طلوعِ صبح ہمارا لگا رہا

ای چشمِ اشکبار نہ کیہ تجھسے ہو سکا
دامانِ دل مین داغ کا دھبّا لگا رہا

بچ کر چلا تھا اوسکی نگہ سے غزالِ دشت
وہ تیغ پڑ گئے کہ نہ تسما لگا رہا

گلزارِ دہر مین صفتِ نخلِ بار ور
تا زیست ہلکو موت کا کھٹکا لگا رہا

روزِ ازل سے مجمعِ احباب کی سبب
ہر روز میرے قبر پہ میلا لگا رہا

نازک بہت ہو بال سے باریک ہی کمر
اوٹھی گا بوجھ تمسے نہ پھولونگے ہار کا

غش آیا دیکھکر تری کاکل بآئی ہوش
ہو نخلہ جو نگہت مشک تتار کا

قربان ہے ننا رہے اوس شہسوار پر
اوٹھتا ہے گرد باد جو اپنے غبار کا

واعظ نہ طعنہ زن ہو جو دیکھون بتون کو مین
جلوہ ہے ان مین قدرت پروردگار کا

کانٹے کیطرح خشک ہوئی تھی جو گلبدن
رنگ اور ہو گیا چمن روزگار کا

دشت جنون مین کیون نہ پھرون ہم پیادہ پا
چھالون کو ہی خرہ خلش ہونگے خار کا

مرحب سرشت غیر جو ہے واسطی تو ہو
جوہر ہمارے خامہ مین ہی ذوالفقار کا

نہ آئی وہ ہمین سینہ فگار رہے رکھا
شہید تیغ غم انتظار رہے رکھا

تہ مزار بھی پایا نہ غم کے ہاتھ سے چین
طپش نے دل کی ہمین بیقرار رہے رکھا

کمر نہ زلف جو چھوٹی تو نبضین چھوٹ گئین
تری ادا نے تو ای شوخ مار ہی رکھا

کیے جو غیر کو بوسے عطا تو ہمکو کیا
ہمین تو آپ نے امیدوار رہے رکھا

خیال زد اجل کیا کہ ہین فنا فی اللہ
بدن سے جامہ ہستی اوتار رہے رکھا

برا ہو حسن پرستی کا جسنے ساری عمر
ہمین کسے نہ کسی پر نثار رہے رکھا

خیال زلف سیہ کی کرون شکایت کیا
کہ روز ایک بلا سے دوچار رہے رکھا

ہمیشہ تمنی دکھائے نئے نئی غمزے
دل غریب کو نی اختیار ہی رکھا

وہ مثل برق ہنسے کیون نہ دیکھکر مجھکو
بزنگ ابر مجھے اشکبار رہے رکھا

دکھا کی چہرۂ گلرنگ اوس نے روز بہار
گلون کو دیدۂ بلبل مین خار رہے رکھا

کبھی نہ ہوش مین آنے دیا دکھا کے جمال
پری نے جن میری سر پر سوار رہے رکھا

غم خزان نے ندی فصل گل مین بھی فرصت
جگر کو لالہ صفت داغدار رہے رکھا

جو لوگ خاک تھی ای واسطی بنی اکسیر
ہمین زمانہ نے مشت غبار ہی رکھا

کی ہے رقم جو خطِ رخِ یار کے ثنا
نامہ ہمارا قطعہ ہے خطِ غبار کا

دلکو ہمارے صدمۂ فرقت کا ہی مزہ
آنکھونکو اپنے ذایقہ ہے انتظار کا

چکھے ہین بعد مرگ تیری مست کے نصیب
مرقد پہ شامیانہ ہے ابرِ بہار کا

نحوت کرین نہ کوکبِ اقبال پر امیر
اپنی نظر مین جلوہ ہے برق و شرار کا

جھوٹا ہے وعدہ وصل کا عاشق سے کیجیے
دل تو نہ توڑیے کسے اُمیدوار کا

لیجاؤن مرغِ دل ہدفِ تیر کے لیے
سنتا ہون اونکو شوق ہوا ہے شکار کا

کیا غم کرے جو دستِ جنون چاک پیرہن
لین گے حساب حشر مین ہم تار تار کا

سرگشتہ کسطرح نہ بیابان مین مین رہون
مجنون ہون ایک لیلیٰ محمل سوار کا

مین جانتا ہون ضعف پہ مجھپر گرا پہاڑ
پڑتا ہے تن پہ اور کے جو ذرّہ غبار کا

جوہر شناس چاہیے جوہر کو واسطی
دستِ علیؑ سے شہرہ ہوا ذوالفقار کا

پہلو لحد ہے مُردہ ہی دل تیرے زار کا
عالم ہے داغ سینہ مین شمع مزار کا

ہے بسکہ رنج ہجر کسے گلعذار کا
داغونسے سینہ تختہ ہوا لالہ زار کا

اشکونسے ہی یہ حال میری جسم زار کا
گویا کہ رشتہ ہے گہرِ آبدار کا

نرگس کے آنکھین ہمکو ملین باغ دہر مین
دیکھا کبھے نہ ہمنے تماشا بہار کا

روشن رہے ہمیشہ آگے رخ قمر
راتون کو ہے چراغ ہماری مزار کا

دیکھین گے اوسکو خاک لکد رہین جنکے دل
آنکھون پر اونکے رہتا ہی پردہ غبار کا

اہلِ جہان کرین جو ترش دینان تو کیا
کٹتا ہی کوئی رنگ گلِ اعتبار کا

آیا اور دہر سے دم مین ادہر سے گذر گیا
جھوکا تھا کیا شباب نسیم بہار کا

ساقی روان ہے یون ہی اگر کشتیِ خراب
بیڑا ہے پار آج ہر اک بادہ خوار کا

تھی آتش حسد سے جو محفوظ عمر بھر
جلتا نہین چراغ بھی اپنے مزار کا

واسطی قبر مین سوتی ہو پڑی کیا غافل
صبح محشر ہے اوٹھو وعدۂ دیدار آیا

دل مرا کشمکش غم سے نڈر رتھا کہ نتھا
پھنس گیا دام محبت مین ضرر تھا کہ نتھا

کوئی قاتل مین سُبکسار مین جاتا کیونکر
تن مین جان تھی کہ نہ تھی دوش پہ سر تھا کہ نتھا

سنگدل جو رتیری سینے اوٹھائی کیا کیا
کیون مری سینے مین پتھر کا جگر تھا کہ نہ تھا

کیا تعجب ہی جو گم ہو گیا قاصد اپنا
درج مکتوب مین مضمون کمر تھا کہ نہ تھا

دیکھہ لیتی وہ نہ کیون ترچھی نظر سے مجھکو
قتل عاشق انھین منظور نظر تھا کہ نہ تھا

آن بتون کا جو مری دل مین تصور ہی تو ہو
واعظو کعبہ بتون کا کبھی گھر تھا کہ نہ تھا

ڈر نہ رسوائی کا ہوتا تو بھاتا دریا
غیرت ابر مرا دیدۂ تر تھا کہ نہ تھا

جبسے بیٹھی ہین تیری کوچی مین ہم خانہ خراب
کچہ نہین یاد ہمارا کبھی گھر تھا کہ نہ تھا

بی طلب گھر مین میری آپ چلی آئے تم
تمھین کہدو میری نالون مین اثر تھا کہ نہ تھا

واہ کیا ہاتھہ صفائی کا لگایا قاتل
نہین ثابت مری تن پر کبھی سر تھا کہ نہ تھا

تھی صدا میری ہی پر پہنچ جو آئی تھے صدا
کچھہ نہ معلوم ہوا کوئی اودھر تھا کہ نہ تھا

بات اوکھڑی ہوئی سینے جو کبھی ہو نہ خفا
درد دل درد گلو درد جگر تھا کہ نہ تھا

خود بخود آج مری گھر وہ نہ آتے کیونکر
واسطی جذب محبت مین اثر تھا کہ نہ تھا

پڑتا ہے دل پہ تیر سا نالہ ہزار کا
شاید قریب آیا ہے موسم بہار کا

کیا کہے ماجرا مژۂ اشکبار کا
یہ بھی جواب ہے رگ ابر بہار کا

تربت مین بھی نہ آئیگا آرام ایک دن
عالم اگر یہی ہے دل بیقرار کا

روز فراق یار تو مر مر کے کٹ گیا
صدمہ نہ اب اوسکی ہے شب انتظار کا

کہتا ہے جسکو مہر جہانتاب سب جہان
پروانہ ہے ہمارے چراغ مزار کا

فلک تک جو پہنچے مری برقِ آہ — ابھی خرمنِ ماہ جل جائی گا
جو مضطر ہی ایسا تو سینے سی دل — اگر آج ٹھہرا تو کل جائے گا
نہوگا کبھی نقل سے کار اصل — تری چال کیا کبک چل جائیگا
فقط ضبطِ گریہ کا ہی یہ سبب — کہ غم میرے دل سی نکل جائیگا

نہ گھبرا غمِ ہجر سے واسطے
پڑا ہے اگر وقت ٹل جائے گا

غل ہوا گھر سے جو باہر وہ طرحدار آیا — یوسفِ مصر دوبارہ سرِ بازار آیا
قدکشی پر جو کسے دن وہ طرحدار آیا — سروِ آزاد گلستان سے گرفتار آیا
کچھ نہ رحمت کے سوا حاکمِ محشر سے بنی — سامنی حشر مین جبدن مین گنہگار آیا
سمجھے ہم صبح شبِ وصل جو نکلا خورشید — سر پہ جلادِ اجل کھینچ کے تلوار آیا
مین بھے مسجد سے چلا تو بہ مری ٹوٹ گئی — ابر کہسار سے جب جانبِ گلزار آیا
سوی صحرا جو وہ خوش چشم گیا بھر شکار — پھیک کر تیرِ نگہ آہوون کو مار آیا
سالہا سال کیا بسکہ طبیبون نے علاج — تنگ جینے سے تیری عشق کا بیمار آیا
بنہہ گئی زہد مین رندی کہ ہر اک صبح کو مین — ہو کے مسجد سے سوی خانۂ خمار آیا
شیشہ گر بند دکان کرتی ہین طفلان ہمیں — تیرا دیوانہ مگر جانبِ بازار آیا
بوسہ زن کیون نہ لبِ زخم سی بسمل ہوتے — منہہ تیری تیغ کا دیکھا تو بہت پیار آیا
کھیلنے مین جو گیا خانۂ الفت مین قمار — ایک ہی داؤ مین نقدِ دل و دین ہار آیا
اوڑ گئی مشک کی بو خاک نہ سنبل کی چلے — بل پہ جس روز ترا طرۂ طرار آیا
سوز دل سی مری ایسا مرا گھر جلتا ہی — بن گیا دھوپ جو سایہ پسِ دیوار آیا
کام کیا آئی جنون مین مری آتش قدمی — جل گیا پاؤن کے نیچے جو کوئے خار آیا
شوقِ دیدار نے بخشا یہ مجھے نورِ بصر — لاکھہ پردون مین نظر بار کا رخسار آیا

سلسلہ گیسوی محبوب سے یکسر رکھا
کب قدم خانۂ زنجیر سے باہر رکھا

آگیا بس کہ دم زیب تعلی پہ مزاج
آئینہ دار کا نام اوسنے سکندر رکھا

شکر صد شکر کہ افشا نہوئے اپنے گناہ
رحمتِ خاص نے پردہ دم محشر رکھا

رخ پرنور تمہارا ہے وہ ماشاء اللہ
جسنے مہر یکے طرح مہر کو شش در رکھا

ہجر کے رات نہ تھی موت وگرنہ سے ہمنے
ننگ ہو ہو کے نہ کب حلق پر خنجر رکھا

ضعف نی حلقہ کیا گو کہ تنِ لاغر کو
بسکے خلخال تیری پاؤن پہ تو سر رکھا

تم وہ یوسف ہو کہ بازار سے آگاہ نہین
پاؤن پر دی سے کسی روز نہ باہر رکھا

دست بردار ہوئی غیر سے کیونکر ہو یقین
ہاتھ جھوٹون نے بھے نہ تمنی کبھی سر پر رکھا

ہم فقیرون کو رہی شانِ امیری حاصل
عمر بھر فقر کے دولت نے تو نگر رکھا

ضعف پر رحم عزیزون کو نہ آیا پس مرگ
دفن کرتی ہے میری سینہ پہ پتھر رکھا

ساری احباب و اقارب تھی بھلی کی ساتھے
دم نکلتے ہی مجھے قبر کے اندر رکھا

جو فرشتون کی اوٹھائی نہ اوٹھا روز ازل
بارِ الفت وہ خدا نے مری سر پر رکھا

دستِ ساقی سے کب اس بزم مین آرام ملا
روزگردش مین مجھے صورت ساغر رکھا

واسطی بخدا مین وہ اور پھری شہر مین ہم
ہمکو اور قیس کو وحشت نے برابر رکھا

جوانی کا جوبن جو ڈھل جائیگا
حسینون کا نقشہ بدل جائیگا

زبان روکیے بد نہ کہیے مجھے
میری منہ سے بھی کچھ نکل جائیگا

مریض آپکا رو بہ صحت تو ہے
سنبھلتے سنبھلتے سنبھل جائیگا

بچھڑو زیادہ کہ پر خون ہی دل
یہ لبریز شیشہ اوبل جائیگا

لگا لائین گے ہم اوسے گھر تلک
کوئی اپنا فقرہ جو چل جائیگا

عبث اوسکے گیسو سی رتا ہی دل
نہین اژدہا جو نگل جائیگا

خدا سے ڈر نہ لگا ہاتھ گل کو ای گلچین
عدم کو دم ہے اسی دم روانہ بلبل کا

بنے جو مرد یکے صورت سمجھ گیا صیاد
چلا نہ بھر رہائی بہانہ بلبل کا

کمان موج صبا ہے تو شاخ گل ہے خدنگ
چمن مین بجے نہ بجے گا نشانہ بلبل کا

فسانہ آپکا ہے قصہ نزاکت گل
ہمارا قصہ غم ہے فسانہ بلبل کا

بہار آتی ہے دیکھا قفس جو ای صیاد
تیرا قصور ہے کیا آب و دانہ بلبل کا

خزان نے آکے کیا کیا چمن کو ویرانہ
مقام چند ہوا آشیانہ بلبل کا

قفس کو دور نرکھ خوا بگاہ سے صیاد
لگا کے کان ذرا سن فسانہ بلبل کا

بھڑک کی آتش گل نے غضب کیا گلچین
کہ پہلے پھونک دیا آشیانہ بلبل کا

جو وصف اوس گل عارض کا واسطی لکھون
صریر کلک ہو رنگین ترانہ بلبل کا

بدل گیا تری آتی ہے ڈھنگ پھولونکا
چمن مین اور سے ہی اور رنگ پھولونکا

صلہ مین زر تجھے ای گلفروش دیگا وہ گل
بنا کے سامنے لا تو پلنگ پھولون کا

سنا سنا کے مرے شور وصف عارض مین
کیا ہے قافیہ بلبل نے تنگ پھولون کا

چرا ہین نہ مرقد عاشق پہ گل تو کیا پروا
کہ ڈھیر داغون سے ہی زیر سنگ پھولونکا

ہوا پہ قوس قزح سے اڑی آرہی ہے نظر
اوڑا ہے یہ تیری خجلت سے رنگ پھولونکا

بنا کے زیور گل اوسکو بھیجیے کیون کر
کہ ذکر بھی وہ سمجھتا ہی ننگ پھولون کا

سپاہ برگ خزان سے کہو فرار کرے
کہ لشکر آتا ہے اب بھر جنگ پھولون کا

ہوا کے دوش پہ آئین سوار جب چاہین
سنے نہ مرغ قفس غدر رنگ پھولون کا

دکھا رہا ہے عجب واسطی نزاکت طبع
چمک گیا نئے مضمون سی رنگ پھولون کا

اوسنے گردن پہ بی قتل جو خنجر رکھا
ہم نے بھی پاؤن پہ سر جھک کی برابر رکھا

دی اگر دو چار درہم بھی خدا کی راہ مین
مرتبہ زردار پائے مالکِ دینار کا

کوی جانان سے جواب خط کبوتر لائے جلد
یا خدای پاک صدقہ جعفرِ طیار کا

واسطی مجھسا نہین بیہوش کوئے بادہ خوار
پوچھتا ہون اہل محشر سے مین گھر خمار کا

لب شیرین کی محبت مین سفر کرہے گیا
زہر بیٹھا تھا مگر مجکو اثر کرہے گیا

دہنس گیا منہ کو نہ پھیرا صف مژگان سے ذرا
دل مرا سور تھا آخر کو جگر کرہے گیا

مین تو قاتل ہون تری توڑ کا ای ناوکِ آہ
ہفت افلاک کی جوشن سی گذر کرہی گیا

سر محفل کبھے چمکا جو ترا خنجر ناز
صاف میدان ادہر اور ادہر کرہی گیا

تا دمِ مرگ کبھے وصل رہا گاہ فراق
رنج و راحت مین مین اوقات بسر کرہی گیا

داغ سینے کا سپر تھا نہ مگر کام آیا
دل مین سو راخ ترا تیر نظر کرہے گیا

عشقِ مژگان سے نہین کوئی بنِ مو خالی
نیشتر تیز تھا رگ رگ مین گذر کرہے گیا

ملکِ دل مین کبھے آیا تو مسافر کے طرح
لاکھ روکا نہ رکا صبر سفر کرہے گیا

شب مہتاب مین ہر چند چمک کر آیا +
رخ ترے عارض وشن سی قمر کرہے گیا

لاکھہ تعویذ شفا بازوی دل پر باندہے
غمزہ یار وہ جادو تھا اثر کرہے گیا

صبح سے شام تلک ایک بھی آواز ندے
واسطی پاس مرا مرغ سحر کرہے گیا

بہار آئی ہوا پھر زمانہ بلبل کا
چمن ہے ملک زر گل خزانہ بلبل کا

ہوای تند نے چلکر یہ مہربانی کے
گلو نسے پاٹ دیا آشیانہ بلبل کا

چمن مین آئے وہ مطرب سپر تو کیا آئی
کہان ہے سننے کے قابل ترانہ بلبل کا

کہون جو درد دل اپنا وہ ہنسکے کہتا ہے
کہ گوش گل نہین سنتے فسانہ بلبل کا

سر شک تو ہین اگر مہربان نہین صیاد
قفس مین بند ہو کیا آب و دانہ بلبل کا

اسقدر ہی دل مرا غمدوست ای ناول فگن
ناپسند طبع ہی ہنسنا لب سوفار کا

روز رو رو کر بہاتا ہون مین دریا سیکڑون
دیدۂ تر مین ہی عالم ابر دریا بار کا

ماہ نو دیکھا جو وقت شام یہ شبہہ ہوا
نیمچہ چمکا کسی کی ابروی خمدار کا

ہین ابھی کم سن بہت وہ رخ پہ خط نکلا نہین
کیون نہ رخسارون مین عالم ہو گل بیخار کا

قبل ازین او سیمین کہان تہی شوخی شنخرامی اسقدر
کبک نی انداز سیکھا ہی تری رفتار کا

حلقۂ گیسو کی الفت مین ہوا بیجان جسم
جسم لاغر بنگیا لقمہ دہان مار کا

آرہی ہی واسطی کی جان ہونٹون پر مگر
ابتلک بھرتا ہی دم قاتل تری تلوار کا

باعث وحشت ہوا نظارہ قصر یار کا
جن بنا سر پر اگر سایہ پڑا دیوار کا

سوکھہ کر گلخن مین آخر کو گذر ہی خار کا
دیکھہ لو انجام دوزخ ہی غریب آزار کا

کیون ہوا عاشق دل صد داغ زلف یار کا
جانتی ہین سب کہ ہی طاؤس دشمن مار کا

روی جانان پر جو خط دیکھا ہمین آیا خیال
آینہ کی آب سی سبزہ اوگا زنگار کا

اک بت شمشاد قد کا جب سے دیوانہ ہوا مین
مثل قمری طوق گردن حلقہ ہی زنار کا

بچ رہیگا کون عالم مین کہ مثل کہکشان
شرق سی تا غرب قبضہ ہی تری تلوار کا

نبض مین چھوٹی مین ہوگئی گم ہوش کیا کرتی علاج
رہگئی منہ دیکھہ کر جیسے تری بیمار کا

چاہتی ہو یہ کہ گردش مین رہی عاشق کا بخت
کھل گیا مضمون تمھاری بندش دستار کا

کیا سیہ خانی کو اپنی روشنی کی احتیاج
ہی چراغ آسمین ہماری دیدۂ بیدار کا

ترک ایذا کرتی ہین سر کش بہی ہو کر سر بلند
راہرو شا کی نہین خار سر دیوار کا

قتل ہونا تیری مشتاقون کو ہی دشوار کیا
تیغ کی چلنی مین عالم ہی تری رفتار کا

کیجیی کس منہ سی تعریف اوس دہان تنگ کی
خامشی کی ہی جگہہ موقع نہین گفتار کا

جو کوئی آتا ہی آیینہ دکھاتا ہی اوسے
اب تو یہ عالم ہی تیری عاشق رخسار کا

ٹھوکرین کھاتیگا عالم کی بھٹکتا جائیگا
جو تری در سی پھریگا سر پٹکتا جائیگا

نرگسِ میگون سی دیکھی گا جسے تو اُن نگاہ
بزم سی تیری وہ ای ساقی بہکتا جائیگا

نزع مین گر حسرتِ دیدار مژگان ہی بھی
دم بھی نکلی گا تو آنکھون مین اٹکتا جائیگا

فرقتِ ساقی مین پانی بھی اگر ہوگا نصیب
حلق مین میری ہر اک قطرہ اٹکتا جائیگا

صحبتِ اغیار اور وہ شوخ وارستہ مزاج
ہمنشین بکائین گی جون جون بہکتا جائیگا

ابر سی بڑھ جائی گی رونی مین میری چشم تر
برق سی آگی مرا نالہ چمکتا جائیگا

جب بنا کر بال وہ گھر جائین گی اغیار کی
طائرِ دل دامِ گیسو مین پھڑکتا جائیگا

آئیگا وہ شہسوار ناز کب بھر شکار
سر مرا فتراک مین کسدن لٹکتا جائیگا

خوف کیا تاریکیِ راہِ عدم کا عشق مین
میری آگی آہ کا شعلہ چمکتا جائیگا

چادرِ گل کی جنازی پر نہین کچھ احتیاج
ہر گلِ داغِ جگر اپنا مہکتا جائیگا

آبِ پاشی لاکھ یہ آنکھین کرین ہوتا ہی کیا
حشر تک شعلہ مری دل کا بھڑکتا جائیگا

جبہہ سائی آستانِ یار پر ممکن نہین
واسطی عاشق یہان سی سر پٹکتا جائیگا

وصف لکھا ہی جو اوسکی پھول سی رخسار کا
جو ورق دیوان کا ہی اک تختہ ہی گلزار کا

ماہ اک نقشِ قدم ہی خاکِ کوئے یار کا
مہر اک ذرہ ہی اوسکی روزنِ دیوار کا

احتیاجِ تاجِ شاہی کیا فقیری مین مجھے
سایہ بالِ ہما سایہ ہی اوس دیوار کا

نقشہ مانی نی ترا کھینچا تو مین بسمل ہوا
کھینچنا تصویر کا تھا کھینچنا تلوار کا

ہوگیا اوس سیمتن کی عشق مین السا بیمار
جسم لاغر مین ہی عالم جنتری کی تار کا

ایکدن ڈہائی گی قصرِ تن کو شکونکی جھڑی
کیا ہی بارش مین بھروسا اس کلی دیوار کا

لن ترانی کیون سناتی ہو نہ مانونگا کبھی
شکل موسی شوق غالب ہے مجھے دیدار کا

حق نی بخشا ہی تجھی وہ حسن اے یوسف جمال
ہی تری کو چہ مین عالم مصر کی بازار کا

اوڑھی کی خاکِ لحد کیا کہ شرم عصیا نسی | عرق عرق ہی بہت شرمسار دل میرا

نہین ہی پاس کوئی واسطی تو کیا پروا
شبِ فراق مین ہی غمگسار دل میرا

رحم ہمپر بعدِ مردن بہی نہ کھایا جائیگا | فاتحی کیو واسطی کب اون سی آیا جائی گا
عشق مین کیا کیا نہ تو ای دل ستایا جائیگا | ہاتھہ سی اِن شعلہ رویون کی جلایا جائیگا
عشق مین اوس شعلہ رو کی دل جلایا جائیگا | ایکدن سروِ چراغان یہ بنایا جائی گا
نزع کی عالم مین ہو گر دیکھنا تو دیکھہ جا | یہ سفر وہ ہی جہان سی پھر نہ آیا جائی گا
کر دیا ہی اسقدر آزار فرقت نے نقیہ | قبر تک مجہ ناتوان سی مر کی جایا جائیگا
سب ستم منظور ہین ہر روز آیا کیجیے | کسی ہی صدمہ بیٹھہ رہنے کا اوٹھایا جائیگا
قاصدو وہ شمع رو از بسکہ ہی آتش مزاج | مثل پروانہ مرا نامہ جلایا جائی گا
تیری بالی کی چمک نے دل مین بھڑکائی ہی آگ | شعلہ جوالہ ہی کیونکر بجھایا جائی گا
شاید اوسکو رحم آجائی دلِ پر داغ پر | چاک کرکی سینہ سوزان دکھایا جائی گا
گو کہ اقلیم عدم ہی منزل ہستی سی دور | گرتی پڑتی جائین گی جسطرح جایا جائیگا
دلمین کھینچے تصور اوسکے رو صاف کا | آئینہ کی طرح مین آئینہ لگایا جائی گا
گو مین جا سکتا نہین خلوت سرای یار تک | دل مرا سانہ اوس پری کی بنگی سایا جائیگا
لوگ دنیا سی چلی جاتی ہین حیرت ہی مجہی | عالم بالا پہ کیا میلا لگایا جائی گا
خط جو بہیجون گا مقرر وہ کرینگی چاک چاک | ہی جو قسمت کا لکھا کیونکر مٹایا جائی گا
اسلیے لکھتا نہین خط اوس بت عیار کو | قاصدون کو بہی وہان رستا بتایا جائی گا

شاعرانہ خوب لکہا واسطی مضمون شوق
کچہ اثر ہو گا جو خط اوسکو سنایا جائی گا

نشترِ حسرت رگِ جان مین کہٹکتا جائیگا | ہون شہیدِ عشق خون میرا ٹپکتا جائی گا

زلف اوس چہرے پہ چھوٹی تو ہوا مجکو گمان
کہ حلب مین عمل شاہ خطا بیٹھ گیا

دلسے اپنے جو نکلتا نہین ارمان اتبک
حسرت و یاس کا پہرا کوئی کیا بیٹھ گیا

توڑنے پھول گلستان مین جو گلچین آیا
شور بلبل نے کیا یہ کہ گلا بیٹھ گیا

وصل کی رات ندنی تھی اذان چلا کر
کیون مؤذن ترا آخر نہ گلا بیٹھ گیا

محتسب بزم مین آیا کہ مصیبت آئی
شور قلقل سے صراحی کا گلا بیٹھ گیا

صوت گرداو اٹھا بھی جو مین اوس کو چھیڑا
ضعف سے صورت نقش کف پا بیٹھ گیا

بحر الفت مین شنا کو جو شنا ور اوترا
غوطی یہ کھائی کہ سر تک نہ اوٹھا بیٹھ گیا

واسطی شک کی بارش مین ٹھہرتا کیونکر
تھا پرانا جو بہت قصر سما بیٹھ گیا

عبث نہین ہے بہت بیقرار دل میرا
کسی پر آگیا بی اختیار دل میرا

نہ تجھسے ہوگا جدا زینہار دل میرا
ترے خیال سے ہی ہمکنار دل میرا

بہ شکل آینہ ہون صاف دوست دشمن سے
کسی سی بھی نہین رکھتا غبار دل میرا

جو ایکبار نہین چاہتا مری صحبت
اوسی کو چاہتا ہی بار بار دل میرا

تم اپنی چوٹی کو موباف برخ سے گوندھو
کہ دیکھی شام و شفق کی بہار دل میرا

صبا کی چال مین تہی اوسکی پاؤنکی آہٹ
ہوئی جو صبح ہوا بیقرار دل میرا

وہ فاتحے کو جو آئے رقیب کی ہمراہ
تڑپ تڑپ گیا زیر مزار دل میرا

وہ بدگمان ہی نہ چھوڑیگا ای پری تجکو
پھرے گا ساتھہ تری سایہ وار دل میرا

اگر وہ نزع مین آیا نہ میری بالین پہ
کریگا حشر تلک انتظار دل میرا

نہ دوست دینگے مرا ساتھہ قبر مین نہ عزیز
رہیگا ساتھہ مری یار غار دل میرا

مرے بغیر گئے جب وہ سیر گلشن کو
بر نگ لالہ ہوا داغدار دل میرا

ہزار آئے خزان خندہ زن ہی صوت گل
عجب طرحکا ہی باغ و بہار دل میرا

گذرا شباب قصد عبادت کا کیجیے — پڑھیے نماز وقت اب آیا زوال کا
کیا انقلاب ہی کہ جو تھے صاحب کلاہ — پھرتے ہین در بدر لیے کاسہ سوال کا
زینت سی کام کیا اونھین جو ہین بلند قدر — وسمی سی آشنا نہین ابر و ہلال کا
اوس رخ پہ مور خط ہین اگر مجتمع تو ہون — ممکن نہین جگھہ سے ہلے دانہ خال کا
کرتا ہون دنکو رات مین سر پہ اوڑا کی خاک — اندھیر کر رہا ہی جنون ابکی سال کا
درکار شامیانہ ہی کیا مجکو بعد مرگ — مرقد پہ سایہ ہی کرم ذوالجلال کا
وحشی ہون چشم یار کا زندان ہی مجکو دست — گردن کو طوق حلقہ ہی چشم غزال کا
مذکور میری عشق کا کس شہر مین نہین — شاید کہ یہ بھی شہرہ ہی اہل کمال کا
روشن دلون کی کام نہ آئی سیاہ بخت — روغن جلا چراغ مین کس وزڈھال کا
وحشی ہون چشم یار کا درکار کیا مکان — کافی ہی بیٹھ رہنی کو گنبد غزال کا
ہدہد کا کام ہی نہ کبوتر کا کام ہے — وان نامہ لیکے جائیگا قاصد خیال کا
لکھی ہے کلک نے جو صفت چشم مست کی — ہر دائرہ ہی جام می پر تکال کا

کرتی ہو لعل لب سے لڑائی کی بات تم — کیا لال سی پسند لڑانا ہی لال کا

تیری صریر کلک گوہر سنگ واسطی
ہی نطق بند طوطی شیرین مقال کا

غیر کی پاس جو تو جا کی ذرا بیٹھ گیا — دل میرا ای بت بی مہر و وفا بیٹھ گیا
نظر مہر ہوئی یار کمان ابرو کی — کیا نشانی پہ مرا تیر دعا بیٹھ گیا
لاکھ اودہر سی ہون جفائین کوئی مٹتا ہی — لوح دل پر ہی یہان نقش وفا بیٹھ گیا
بزم جانان مین کبھی مینی تکلف نہ کیا — بیٹھ جانی کی جہان مل گئی جا بیٹھ گیا
خار و وڑی پی تعظیم بگولی کی طرح — جس جگہ تھک کی تیرا آبلہ پا بیٹھ گیا
بحر عالم مین نہ دیکھا کسی انسان کو ثبات — بلبلا تھا جو یہ پانی کا اوٹھا بیٹھ گیا

ردیف

سو نعمتون سی اوسکو سمجھتا ہون مین عزیز | ایسا تمہاری ہجر مین غم نے مزا دیا

اک دل رہا تھا وہ بھی ہوا دلربا کے ساتھ
افسوس واسطی نہین جو کچھ دیا دیا

لکھتا ہون وصف چشم بت بی مثال کا | عالم مری قلم مین ہی شاخ غزال کا
سائل ہی حسن کا تری عارض سی کیا چمن | ہر گل ہی دست شاخ پہ کاسہ سوال کا
وہ بادہ خوار ہون کہ جو اک قطرہ می شراب | دریا بہا دیا عرق انفعال کا
شاید ہی تیری ابروی پرخم کا اوسمین وصف | ہی اسقدر بلند جو مصرع ہلال کا
چمکی تھی نخل طور کی اوپر جو برق طور | پرتو تھا ایک آپ کے نور جمال کا
لاغر ہی تن مرا کمر یار کی طرح | دیکھا تو اسمین فرق نہین ایک بال کا
لازم طلب ہے اوسکی دم زیب بزم مین | مشتاق آینہ ہی تمہاری جمال کا
نفرت غنا سی ہی ہمین اوسکے فراق مین | پتی کا ہی نہ ہوش نہ مطلق خیال کا
وہ صبح تک نہ آئی تو جان اپنی جائیگی | فرقت کی رات دن ہی ہماری وصال کا
اورونکو صاف ہمکو عنایت ہو دردمی | ساقی ہی کیا سبب تیری گرد ملال کا
ہین بڑھ کی ماہ نو سے طلبگار بدر ہم | ہمسا بھی قدردان نہین اہل کمال کا
گردون پہ خال چہرہ خورشید بنگیا | ذرہ اگر اوڑا مرے گرد ملال کا
دی تمکو شکل خالق عالم نے نور کی | پتلا بنا دیا ہمین گرد ملال کا
دریافت کر تدروسی بلبل سی پوچھ لے | قائل نہین ہی کون تری بول چال کا

نادان ہین وہ جو طالب لذت ہین ہر مین
اے واسطی ہی داغ ثمر اس نہال کا

شاید کہ شاد ہوگی وہ دی بوسہ خال کا | تحفہ مین اوسکو بھیجیے نافہ غزال کا
گشتہ کیا ہی بخت نی اوس خرد سال کا | دیکھی جو نشعب مین نہ باب انفعال کا

تم جو وعدہ پہ نہ آئے تو ہمارا دل نے — شب کو معشوق تصوّر سے ہم آغوش رہا
شبِ فرقت کی مصیبت کا نہ پوچھو کہ جو حال — کبھی رویا کبھی تڑپا کبھی بیہوش رہا
خم کے خم ہمنے چڑھائے شبِ وصل مے سے — میکشے مین نہ کسے بات کا کچھ ہوش رہا
اب دین مجھے دیکھا تو گیا یار کا خشم — صفتِ آتشِ خاموش وہ خاموش رہا
اکثر آیا تیری کشتے کی چلانے کو مسیح — لفظ قم منہہ سے نہ نکلا کبھی خاموش رہا
مشرقِ نور بجا ہے جو کہے اسکو فلک — دل مین کسدن نہ سرِ صبح بنا گوش رہا
کبھی وہ رخ نظر آیا نہ کبھی بات سنے — ہمہ تن چشم رہا مین ہمہ تن گوش رہا

واسطی سنکے تیری نالہ موزون شبِ وصل
بلبلِ نغمہ سرا باغ مین خاموش رہا

بوسہ دیا نہ عارضِ روشن دکھا دیا — دل لیکے تمنے عاشقِ شیدا کو کیا دیا
مجھ مردہ دل کو آکے کب اوسنے جلا دیا — کس روز بوسہ لبِ معجز نما دیا
آنکھون کا کچھ قصور نہ دل کی ہی کچھ خطا — قسمت نی دامِ عشق مین ہمکو پھنسا دیا
ہمراہ یارِ غیر جو آیا مزار پر — دل کی تڑپ نے خواب سی مجکو جگا دیا
سودائی عشق سے کبھی آیا جو ہوش مین — بک بک کی ناصحون نے مرا سر پھرا دیا
مدت سی خط کا یار نے لکھا نہین جواب — کیا جانے کیا رقیب نے اوسکو پڑھا دیا
عزلت نشین ہون مردمکِ چشم کی طرح — آنکھون کے عشق نے مجھی انسان بنا دیا
کیا سو رہی تھے چین سی گنج لحد مین ہم — خوابِ عدم سی کس نی آکے جگا دیا
فرہاد بی ستون کو گیا قیس نجد کو — ہمنے گلی مین یار کے بستر لگا دیا
آہون سے میری کانپ گئی ہفت آسمان — نالون نے میری عرش بریں کو ہلا دیا
فریادیون کے لینے لگی وہ جو عرضیان — قاصد نی میرے خط کو بھی اون مین ملا دیا
خود اپنی شکل دیکھ کے وہ محو ہو گیا — آئینہ کس نے یار کو لاکر دکھا دیا

کشتے جو ہوتے ہین اب وہ زندہ جاوید ہوا
میرے دم سے خنجرِ جلاد عیسےٰ دم ہوا

واجب التعظیم تو وہ ہے جو آیا باغ مین
سایہ مثلِ سروِ استادہ قدِ آدم ہوا

کھل گیا ہے رنج عاشق سی خوشی معشوق کو
خندۂ گل کا سبب جب گریۂ شبنم ہوا

نور کا عالم نظر آیا جو تل بیٹھا وہ مہر
پلۂ میزان بھی برجِ منیرِ اعظم ہوا

کی تواضع ہمنے ارباب تواضع کی حضور
دیکھہ کر محراب سجدے مین سرا اپنا خم ہوا

اشکباری نے کیا افزون گرفتہ اپنا دل
ہوکے تریانی مین عقدہ اور بھی محکم ہوا

نانِ نعمت مین کہان جو نان جو مین نے مزا
مین قناعت پیشہ کب منت کشِ حاتم ہوا

بوسۂ لب ہی سے صحت دل مجروح کو
واہ کیا صلوا ہمارے زخم کو مرہم ہوا

مل گئی جس روز اوسکی آنکھہ میری آنکھہ سے
دل نے پیہم پیتے کہی بادام اب تو ام ہوا

مجسمہ دنیا مین نہوگا کوئی محرم وصال
رشک آیا حرف سی بھی حرف اگر توام ہوا

باغ مین شاید کہ صرصر آہ بلبل کے چلے
دفترِ اوراقِ گل جو درہم و برہم ہوا

ہنگیا میخانہ غم خانہ فراقِ یار مین
دور ساغر پر گمان حلقۂ ماتم ہوا

سیرِ گلشن کو گیا جب واسطی بے یار مین
سبزۂ نوخیز کا منظار مجکو سم ہوا

عمر بھر مجکو جو شغلِ مے سرجوش رہا
قبر پر مجمع رندان قدح نوش رہا

یاد آئی جو تیری نرگس مے کون سلے
مین تو کیا ہون نہ فرشتونکو بہی ہوش رہا

ایک اپنی نہ کہی بیٹھے زمانے کی سنے
مثلِ گل باغ جہان مین ہمہ تن گوش رہا

عمر بھر آنکھہ نہ غفلت سی کھلے وای نصیب
وعدۂ روزِ ازل مجکو فراموش رہا

ہجر کی شب یہ اوٹھا دودِ جگر صبح تلک
گھر ہمارا صفتِ کعبہ سیہ پوش رہا

گھر کے کسدن نہ مری آنکھہ کا بادل برسا
مدتون اشک کی طوفان کا اک جوش رہا

مرگیا کون یہ بلبل چمن ہستے مین
گل جو سوسن کی روش غم سے سیہ پوش رہا

کمبخت ہی کیا ضعف کہ ناخن سے شب وصل
وا اوسکا کوئی بند قبا ہو نہین سکتا

موئے مژۂ یار سے کسطرح ہٹے دل
ناخن سے کبھی گوشت جدا ہو نہین سکتا

ہو حسن خدا داد پہ مغرور نہ اتنا
بندہ جو خدا کا ہے خدا ہو نہین سکتا

غیبت ہے مین رہتا ہی بہت قصد شکایت
جب سامنی جاتا ہون گلا ہو نہین سکتا

کر خط کے پہونچنے مین نہ جلدی بہت ایدل
قاصد تو کسی طور رہوا ہو نہین سکتا

پلوائے تو ساقی مجھے ماہ رمضان مین
روزہ کوئی کیا مجھ سے قضا ہو نہین سکتا

جیسے کہ مری خون سی مہر اوسکی ہین تو ہے
ایسا تو کبھی رنگ حنا ہو نہین سکتا

اوٹھہ جائین اگر ساری جو ہین بیچ کی پردے
ہمکو وہ یقین ہے کہ سوا ہو نہین سکتا

وحشت مین خوشی ہے مجھی عریان بدنی کی
جامہ ہے یہ ایسا کہ قبا ہو نہین سکتا

پہونچا دی مری ہاتھہ کو اوس زلف رسا تک
اتنا بھی تو ای بخت رسا ہو نہین سکتا

فارغ ہین دوئی سے جو ہین یک جان دو قالب
جو حرف مشدد ہے جدا ہو نہین سکتا

وہ چشت تیرا مطلع ابرو ہے کہ جس مین
استاد سے بھی دخل بجا ہو نہین سکتا

تقلید نہ کر پیر خرابات کے واعظ
گمراہ کبھے راہ نما ہو نہین سکتا

سمجھاتا ہے کیا واسطی زار کو اتنا
صبر ای صنم ماہ لقا ہو نہین سکتا

قلت غم سے دل مشتاق غم کو غم ہوا
کی شکایت چرخ سے جس روز صدمہ کم ہوا

مر گیا غم سے جو مین ساری جہان کو غم ہوا
ایک غم اپنا تھا مجھکو اب غم عالم ہوا

وہ پری انسان مین کسطرح ہوا میدل صیل
حرف ہم جنسی کی باعث حرف سی تو ام ہوا

ہو گئی آنکھون کو روشن بے ثباتی دہر کی
جو حباب آیا نظر انکو وہ جام جم ہوا

شام کر دی صبح اولٹ کر اوسنی چہرے سے نقاب
ماہ تابان پر گمان نیر اعظم ہوا

بوسہ دو تم بھی مجھے چاہو اگر اپنے نمود
کیا سخاوت سی جہان مین شہرہ حاتم ہوا

کب زار دل جہانمین کسی سے چھپا رہا
روز ازل سے عشق میرا برملا رہا

حیران ہو کے یار کی صورت دم وصال
مین صاف آئینہ کی طرح دیکھتا رہا

شکر خدا کہ کہائی سگ کوی یار نے
محرم ہڈیون سے ہماری ہما رہا

کاٹی شب فراق بڑی اضطراب مین
نم رات بھر نہ آئے میرا دل لگا رہا

بیداد سے نہ ہاتھ اوٹھایا کسطرح
مجھ سے تمام عمر وہ ظالم خفا رہا

کیا جانے ہای کسکے لگی بد دعا مجھے
مین عمر بھر کہین نہ کہین مبتلا رہا

اک بوسہ لعل لب کا دیت مین دیا نہ ہای
دعوی ہمارے خون کا ای بیوفا رہا

جب تک رہا جہانمین رہی رزق کے تلاش
گردش مین رات دن صفت آسیا رہا

نکلا خطاب حساب ہے عشاق کا عبث
جانی دو جو گیا وہ گیا جو رہا رہا

زندہ ہون لاغری کے سبب اب مین ناتوان
بھر بھر گئی ہے موت بھی آ آ کے بارہا

بیٹھے جو شیشہ یار کی دیوار کے تلے
سر پر ہمارے سایۂ بال ہما رہا

دم بھر کا ہے قیام یہان صورت حباب
بحر جہانمین کوئی رہا ہے تو کبا رہا

قاتل کی کھنچ گئے سر میدان جو تیغ ناز
ثابت قدم نہ کوئی ہمارے سوا رہا

اندہا ہے جو کہی کہ نہین جلوہ گر حبیب
مین روز ہر مکانمین اوسے دیکھتا رہا

آزادگی کے شکل نہ دیکھے تمام عمر
میرا تو دل کسی سے نہ کسی سے پھنسا رہا

کیا واسطی کو مشکل لاحل سے واسطہ
وہ تو غلام حضرت مشکلکشا رہا

دل عکس رخ یار کی جا ہو نہین سکتا
یہہ آئینہ خورشید نما ہو نہین سکتا

ہر چند جو قیدی ہے رہا ہوتا ہے اک دن
قیدی تیری گیسو کا رہا ہو نہین سکتا

کیا آگئی دلمین کہ تم آئی میرے گھر مین
حق بندہ نوازی کا ادا ہو نہین سکتا

پوچھے گا کسی روز کوئی تیغ زنون سے
ضایع کسے خون شہدا ہو نہین سکتا

کیون نہ سامان کرون بی سروسامانی کا
جمع اسباب ہی باعث ہی پریشانے کا

حسن رخ دیکھ کے اوس یوسف لاثانی کا
چاک ہی مثل گریبان دل ہر کنعانی کا

نہ مٹی گا نہ مٹی گا یہ ہے تحریر کے لکھے
وہی پیش آئے گا لکھا ہی جو پیشانی کا

آسمان سے یہ کہو دیدۂ انجم سے ذرا
حال دیکھے مری داغونکی فراوانی کا

موت سستی ہے محافظ جو یہ ہی قول صحیح
کیون ہین بیفائدہ خواہان ہون نگہبانی کا

حال آیندہ جو کرتے ہین بیان کاذبین
پڑہنے والا نہین کوئی خط پیشانی کا

مجرم واسکے سبب سی ہوئے جرم معاف
ماننا چاہیے احسان پشیمانے کا

پوچھتے کیا ہو میرا حال کہ آئینہ ہے
عاشق زلف ہون عالم ہے پریشانی کا

کسکو پروا ہے جو موذی ہون زمانی مین تباہ
غم ہو کیا خانۂ زنبور کے ویرانی کا

شوق دیدار رخ یار مین کیا آنکہ ہو بند
صورت آئینہ مبتلا ہون مین حیرانی کا

روتی روتی کبھے ہو جائے گی دلکو تسکین
ناخدا خود ہی خدا کشتی طوفانی کا

ہے جو بینا وہ سمجھتا ہی کہ انجام ہی خاک
ترجمہ نقش قدم ہے خط پیشانے کا

ہے جو ہمدرد وہ ہمدرد کا ہوتا ہی شریک
درد ہے دل مین میری قلق بیتابی کا

واعظو کیا ہے گنہ بندۂ بت ہو جانا
جب ملک سجدہ کرین پیکر انسانے کا

صدمہ کوہ الم سے نہین کچھ رنج مجھے
ظرف عالی ہے بہت میری گرانجانی کا

جس نی دیکھا مجھے ای یار ہوا وہ حیران
آئینہ حال ہے سب پر میری حیرانی کا

سحر گلگین جنیم کا عاشق مین ہوا ہون جب سے
ناطقہ بند ہوا میری سخندانے کا

واسطی کیون نہ ہو روشن میرا کاشانۂ دل
دھیان رہتا ہے کسی چہرۂ نورانے کا

دل دام زلف مین جو پھنسا تھا پھنسا رہا
عاشق تمام عمر اسیر بلا رہا

دل پر شب وصال بھی صدمہ بڑا رہا
صبح سیاہ بخت کا کھٹکا لگا رہا

خزاں نے آکے کیا کیا بہار کو بے برگ
کہ باغ مین شجر سایہ دار تک نرہا

کیا ہے جسم کو بی حس یہ ضعف پیری نے
کہ دست و پا یہ ہمین اختیار تک نرہا

لیئے یہ وصل مین رخسار یار کے بوسی
کہ یاد اوسکو بھی اونکا شمار تک نرہا

لحد پہ ہمسے غریبون کا شامیانہ کہان
کہ سایہ کرنے کو نخل مزار تک نرہا

بہری جو اوسکی طبیعت تو پھر گیا عالم
کوئی رفیق کوئی غمگسار تک نرہا

جنون کی جوش مین دستار کا تو ذکر ہی کیا
بدن کے کپڑون مین جب یک تار تک نرہا

شراب پی کے ہوا نشہ اسقدر غالب
کہ واسطی ہمین خوف خمار تک نرہا

تیرا عاشق ہون سلیمان ہے مقابل میرا
ای پری حق ہے یہ دعوی نہین باطل میرا

کھینچ لائیگا مجھے جذبہ کامل میرا
رگ مجذوب کی رکھتا ہی کشش دل میرا

ناتوانی کی سبب قتل سے محروم رہا
نحیف جسم تھکا ڈہونڈہ کے قاتل میرا

بے سبب شوخ نہین رنگ تیری مہندی کا
کچھ نہ کچھ یار رہوا اس مین ہی شامل میرا

ہو میری طرح اگر تو بھی کسے پر عاشق
کیا تعجب ہی کہ اللہ ہے عادل میرا

کٹ گئی راہ سفر چشم زدن مین ہر چند
شہر رہتے سے وطن تھا کئی منزل میرا

ناخن خنجر قاتل ہے اگر عقدہ کشا
حل ہے اک روز ہر اک عقدہ مشکل میرا

ناخدا ہون وہ تھی بخت کہ مانند حباب
ٹوٹ جاتا ہی سفینہ لب ساحل میرا

تنگدستے مین نہین جان عزیز و نسی عزیز
ہاتھہ ہے تنگ مگر تنگ نہین دل میرا

شمع سوزان جو زبان سی شعلہ سی بلند
کہہ رہی ہے یہ فسانہ سر محفل میرا

خود وہ کہتے ہین کہ اس بزم مین ملتا ہون نہین
عکس آئینہ ہے البتہ مقابل میرا

مہربان سب پہ ہی رکھتا ہی عداوت سے تجہ
جو زمانی کا ہی عیسی وہ ہی قاتل میرا

دل محبوب کو قابو مین نہین لاؤن کیونکر
واسطی خود مرے قابو مین نہین دل میرا

یہ بیداری کی حالت ہی مجھے یا خواب غفلت ہے
جو بھولا واسطی دل سے میری نقشہ خدائی کا

حضور یار ہمارا وقار تک نہ رہا
وقار کیا کہ ذرا اعتبار تک نہ رہا

یہ ہوش جا کے سر کوئے یار تک نہ رہا
مراجعت مین ہمین اختیار تک نہ رہا

غم فراق نے مردہ بنا دیا ایسا
قرار کیا کہ یہان اضطرار تک نہ رہا

مٹا دیا مجھے سوز جگر نے صورت شمع
گھلا یہہ مین کہ میرا جسم زار تک نہ رہا

اوڑائی پرزی یہ کپڑون کے دشت وحشت نے
کہ آستین و گریبان مین تار تک نہ رہا

فلک شکوہ بناتی تھے یہان جو قصر بلند
یہ مٹ گئی کہ نشان مزار تک نہ رہا

کیا تھا عہد ہمین گے نہ اب کبھی
قیام پر اوسے فصل بہار تک نہ رہا

غم فراق نے ہمکو تو بے اجل مارا
اسی تو موت کا اب انتظار تک نہ رہا

تمہارا غم تو ہے ہمراہ میری کیا پروا
جو بیکسے مین کوئی غمگسار تک نہ رہا

غرور حسن کہان تکا جو رخ پہ خط نکلا
ہوئی یہ صاف کہ دل مین غبار تک نہ رہا

تری خدنگ نگہ نے کیئی یہ خالی دشت
کہ منزلون کہین باقی شکار تک نہ رہا

یہہ روز وصل ہوا واسطی مین عیش سی مست
کہ یاد رنج شب انتظار تک نہ رہا

یہ اہل کبر مٹی یادگار تک نہ رہا
مکان کیسے کسیکا مزار تک نہ رہا

ہوای تند نے کیسا غضب کیا بس مرگ
کہ اوس گلی مین ہمارا غبار تک نہ رہا

جنونکے ہاتھ سی کیونکر نہ تنگ ہون بس مرگ
کفن کا زیر لحد ایک تار تک نہ رہا

تمہاری آنکہہ کی الفت نی یہ کیا بی خود
خیال گردش لیل و نہار تک نہ رہا

وہ باغ دہر مین ہون بلبل خزان دیدہ
کہ آشیان مین میرے کوئی خار تک نہ رہا

سراغ قافلہ رفتہ اب ملے ہمین کیا
کہین نشان قدم کیا غبار تک نہ رہا

ہم اس چمن مین طایر رنگت ہین واسطی
ہمکو نشیمن و قفس و آشیان سے کیا

شناور جانتا ہے بحر معنے آشنائی کا
حباب موج مین پردہ ہی صورت کی جدائی کا

عناصر زیر تربت جاکر آپس مین جدا ہونگے
بھروسا کیا جہان مین چار دن کے آشنائی کا

کہا یہہ عالمون سے جب چڑہا منصور سولی پر
حجاب علم مین جلوہ کہان نہین خدائی کا

درست اس سے نہ کیونکر ہو شکست بال پروانہ
اثر ہی شبہہ موم شمع مین ہے مومیائی کا

حسینون کا محلہ بھی دیار کوفہ ہے شاید
پسند طبع ہے سبکو طریقہ بیوفائی کا

ڈبوئی دیتے ہی ناواقفون کو موج موج اسکے
شناور ہو تو دریا پیر جائے آشنائی کا

ہماری آہ کو نادان ہین جو برباد سمجھے ہین
نشانہ طایر سدرہ ہی اس تیر ہوائی کا

شہادت ایک دن ہوگی بھرینگے تیغ گردن پر
سمجھتا ہون لی شارہ اوسکے انگشت حنائی کا

اگر ہے شوق دل تا منزل مقصود پہنچونگا
نہین محتاج مین ای خضر تیری رہنمائی کا

ادا حق بندگی کا بھی کسی سے ہو نہین سکتا
بڑی نافہم ہین کرتے ہین جو دعوی خدائی کا

میری پہلو سی اوٹھنی کا اگر وہ قصد کرتی ہین
ارادہ روح بھی رکھتی ہی قالب سے جدائی کا

حسین جو ہی تیری رخ سے ہی نقد حسن کا سایل
چمن مین گل ہی دست شاخ پہ کاسہ گدائی کا

خموشی مین ہی جانبازی مناسب ہے بازونکو
انا الحق گو میری نزدیک جھوٹا ہی خدائی کا

بجھادون آتشین کو کسطرح فانوس سے نسبت
کہان ہی شمع مین جلوہ تیری گوری کلائی کا

جلادین کیکے قوم کشتی کو تیری آہین مقتل مین
جو دعوی حضرت عیسے کو ہی معجز نمائی کا

گریبان پھاڑ سکتا ہون نہ جا سکتا ہون صحرا کو
کرون شکوہ نہ کیونکر اے جنون بیدست و پائی کا

ہوا ثابت ہی ایما میری خونریزی کا ای قاتل
لفافہ خط جانان پر ہے قرطاس حنائی کا

کہون کیا اپنی حالت محو ہون ایسا مرا یا مین
نہ اب ہی وصل کی شادی نہ اب غم ہی جدائی کا

مین بھٹکا کارواں اہل دنیا سے وہان پہنچا
پتا ملتا نہین جسجا جرس کی رہنمائی کا

ای جنون میری گریبان کا تو ہے مذکور کیا
چاک تیری ہاتھ سے دامانِ صحرا ہو گیا

خواب مین تھے ہم بغل اوس سے جو جاگی کچھ نہ تھا
واہ ای گردون ابھی کیا تھا ابھی کیا ہو گیا

دل سے ایسی اپنی صورت آگئی اوسکو پسند
آئینہ کو دیکھکر محوِ تماشا ہو گیا

ایک دم مین زندۂ جاوید کشتون کو کیا
خنجرِ قاتل سے اعجازِ مسیحا ہو گیا

ایک آنسو سے ہمارے آگیا طوفانِ نوح
ایک نالے سی ہمارے حشر برپا ہو گیا

سوزِ عشقِ قدِّ جانان نے کیا اسکو نہ خشک
سوکھ کر گلزار مین ہر سرو کانٹا ہو گیا

ئی جو مےخواری فراقِ یار مین ای واسطی
آتشِ مے سے کباب اپنا کلیجا ہو گیا

حائل ہی زیست وصل ہو اوس جان جاں سے کیا
پردہ بغیر مرگ اوٹھی درمیان سے کیا

آزاد مثلِ سرو ہین باغِ جہان مین ہم
نفع و ضرر ہے ہمکو بہار و خزان سے کیا

محبوب ہی وہ پسندِ جہان ہو کوئی حسین
یوسف نہ جمیل ہو غرض اوس کارِ وان سے کیا

ممکن نہین کہ یار کرے وعدۂ وصال
دل مین نہ ہو جو بات وہ نکلے زبان سے کیا

رندون کا ہے یہ واعظِ منبر نشین سی قول
ناقص ہے جنس فایدہ اونچی دکان سے کیا

رونے نی میرے بند کیا کاروبارِ دہر
ساون کی ہے جھڑی کوئی نکلی مکان سے کیا

پیچھتا رہا ہون کر کے کبوتر کو نامہ بر
نامہ تو لیچلا ہے کہی گا زبان سے کیا

مونہہ ڈالتے نہین کبھی آکر سگ و ہما
ڈرتے ہین میری جلتی ہوئی استخوان سے کیا

پروازِ مرغِ دل کی نقاہت سے اوڑ گئے
ورنہ زمین کا فاصلہ ہے آسمان سے کیا

تیغِ زبانِ خلق کی پروا نہین رہے
ہاتھ آئی ہے سپر مجھے گوشِ گران سے کیا

ہم مست مے ہین ہمکو دبائے گا کیا فلک
گشتے لڑے جو پیر تو جیتے جوان سے کیا

اعلیٰ جو ہین وہ مائل پستے نہین کبھے
او ترین زمین پہ حور و ملک آسمان سے کیا

غم کے لیے ہی خونِ جگر ہو کہ لختِ دل
نعمت کوئی عزیز کرون میہمان سے کیا

پھرتی پھرتے دشت مین آیا تو میخانہ کی سمت
بادیہ پیما تھا اب مین بادہ پیما ہوگیا

یہ گھٹا غم سے نظر آتا نہین صیاد کو
ہون وہ طایر دام مین پھنستے ہی عنقا ہوگیا

خشک آنسو ہوگئے آیا جو وہ چہرہ نظر
نجم پنہان ہوگئے خورشید پیدا ہوگیا

گردشِ گردون سی اب امیدِ راحت ہے عبث
پی گئے مے بادہ کش خالی یہ مینا ہوگیا

صورِ محشر بن گیا آوازۂ خلخالِ پا
جب چلے وہ دو قدم اک حشر برپا ہوگیا

سرجدا ہوتی ہی پائی رنج سہتے سہتے جان
عقدۂ دل ناخنِ شمشیر سے وا ہوگیا

سختیان جھیلین جو ہمنے دولتِ دنیا ملی
سنگ سے یہ جوہرِ پوشیدہ پیدا ہوگیا

شوخیِ رفتارِ جانان کے اثر سے راہ مین
دیدۂ آہو ہر اک نقشِ کفِ پا ہوگیا

آگئی جان اپنی تن مین گفتگوی یار سے
ظاہر اوسکے لب سے اعجازِ مسیحا ہوگیا

بعد مرنے کے وہی باقی ہے وحشت کا اثر
جو اوگا سبزہ مری تربت پہ کانٹا ہوگیا

واسطے مشتاق اک عالم ہے میری یار کا
شہر مین نکلا جو وہ رستے مین میلا ہوگیا

ایک عالم کو بہار آتی ہی سودا ہوگیا
شہر ویران ہوگیا آباد صحرا ہوگیا

ڈوبتے تھے تیغ قاتل کا سہارا ہوگیا
بحر ہستی سے ہمارا پار بیڑا ہوگیا

کسکے بھای مسی آلودہ سے دعوی کیا
مو سہ تیرا گلشن مین ای سوسن جو کالا ہوگیا

چرخ پر بھی ہے تلاطم اشکِ طوفان خیز کا
ہالۂ مہتاب تک گردابِ دریا ہوگیا

کیا دہانِ یار کے مضمون نے دکھلایا اثر
جس کبوتر کو دیا نامہ وہ عنقا ہوگیا

کسطرح ہمکو نہ اپنی تیرہ بختی پر ہو ناز
خالِ رخ اوس ماہ کا اپنا ستارا ہوگیا

جب سے منظور نظر اک آفتابِ حسن ہے
صاف تارا آنکھ کا گردون کا تارا ہوگیا

مرکے ٹھنڈون گا ہماری آنکھ مین مین ناتوان
سوکھ کر ہر استخوانِ جسم کانٹا ہوگیا

دل میرا کھڑا جو دیکھا شعلۂ رخسار یار
ای ہوس آگ پر قائم یہ پارا ہوگیا

دعا ای واسطی ہی روز و شب اپنی کہ محشر مین
خداوندا معاصی عفو ہون صدقہ محمدؐ کا

سب پہ ظاہر ہے حال حیدرؓ کا — نقد ایمان ہے مال حیدرؓ کا
نجم ہے خال خال حیدرؓ کا — نور ہے بال بال حیدرؓ کا
ہے اگر طالب تجلی طور ✣ — دیکھہ نور جمال حیدرؓ کا
ہون وہ ذرہ ہے آفتاب مرا — چہرہ بمثال حیدرؓ کا
صاف ہی جنگ بدر سی روشن — کب ہی پنہان کمال حیدرؓ کا
منطق عیسےؑ کہین تو زیبا ہے — معجزہ ہی مقال حیدرؓ کا
کیون نہ ہو خواب مرگ بھی شیرین — ہو جو دل مین خیال حیدرؓ کا
بخشدینا مرے محبون کو — تھا یہ حق سے سوال حیدرؓ کا
ہی یہ ادنی شرف کہ مولد ہے — خانہ ذوالجلال حیدرؓ کا
پھر شہادت ہوئی تو مسجد مین — دیکھہ حسن مآل حیدرؓ کا
ابن ملجم عجب حرامی تھا — خون سمجھا حلال حیدرؓ کا
بجھہ گیا خانہ خدا کا چراغ — جب ہوا انتقال حیدرؓ کا

واسطی فیض سارے عالم پر
ہے علے الاتصال حیدرؓ کا

وصل سے اوس مہ وشن کے رتبہ اعلا ہو گیا — منزل خورشید آغوش تمنا ہو گیا
وحشت دل سے مین نادانو نمین رسوا ہو گیا — حال دیوانی کا لڑکون کو تماشا ہو گیا
کون گل آیا کہ صحن باغ صحرا ہو گیا — صورت طاؤس رقصان ہر بگولا ہو گیا
مجکو مرنے کا نہین کچھہ غم مگر اتنا ہے غم — رہ گیا خالی بیابان خضر تنہا ہو گیا
ہون وہ پیاسا مین جو بھر آب ساحل پر گیا — خشک شکل قلزم تصویر دریا ہو گیا

نہین لازم سیہ بختی مین بھی قطع امید اوس سے
ملا ہے خضر کو ظلمت مین چشمہ آبحیوان کا

نفس کی آمد و شد مین ہون جب دو نعمتین حاصل
زبان کھولی ادای شکر مین کیا موہنہ ہی انسان کا

جو کانٹا ہی بیابان مین زبان شکر منعم ہے
دہان حمد خالق ہے ہر اک غنچہ گلستان کا

اوسی کے شوق مین آنکھین کھلی ہین و اسطے الله کہون
نگاہ غور سے دیکھا تماشا نرگسستان کا

جہان مین کون ہے جسپر نہین احسان احمد کا
سر ملک و ملک پر تاج ہے میم محمد کا

زمانہ ہے غلام اوس واقف اسرار سرمد کا
کہ گوش دل و جان مین حلقہ ہے میم محمد کا

سلیمان ہون کہ یوسف ہون مسیحا ہون کہ موسی ہون
دبا سکتا ہے انمین کون گوشہ اوسکی مسند کا

مبارکباد باہم حاملان عرش دیتے تھے
شب معراج مژدہ سنکے اوسکی آمد آمد کا

نہ کیون یاجوج و ماجوج ضلال کفر پس پاہون
کہ حد شرع مین عالم ہے ذوالقرنین کی سد کا

بہت روتی اگر بے مقتدی اہل علم ہوتے
عدم مین رہگیا اسواسطے سایہ محمد کا

بجا ہین ساکن ارض و سما محفوظ آفت سی
کہ حرز دو جہان تعویذ ہے حضرت کی مرقد کا

خمیر خاک آدم کا بہت دشوار تھا اوٹھنا
نہ ہوتا نور احمد کا

بلندی آسمان سے ہی زمین کو ہی مولا کی
پڑی جو نقش پا بنجائے افسر فرق فرقد کا

وجوب امکان کا مجمع ہو گیا ہی ذات اقدس مین
اشارہ ہی یہ نام پاک مین میم مشدد کا

نہ بنتا علم مولا وقت کشف راز اگر سوہان
نہ ہوتا تیز دندانہ کلید قفل امجد کا

بیان واضح مولا کا جو کا چل گیا ایسا
کہ پردہ اوٹھہ گیا دروازہ اسرار سرمد کا

عجب انگشتری ہے دست اقدس مین حکومت کے
نگینہ ہے یہہ چرخ نیلگون جسمین زبرجد کا

ثنای جرات شہ اپنی طبع تیز سے ہوگی
کھلیگا معرکہ مین جوہر اس تیغ مہند کا

جدائی احمد و حیدر مین کوئی کر نہین سکتا
عروض آیا ہے کسکو ہاتھ اس بیت مقعد کا

اگر انصاف سی دیکھو سوای مہدی ہادی
محافظ کون ہی اس کشور ہستی کی سرحد کا

نہین لازم سیہ بختی مین بھی قطع امید اوس سے
ملا ہے خضر کو ظلمت مین چشمہ آبحیوان کا

نفس کی آمد و شد ہون جب دو نعمتین حاصل
زبان کھولی ادای شکر مین کیا موندہ ہی انسان کا

جو کانٹا ہی بیابان مین زبان شکر منعم ہے
دہان حمد خالق ہے ہر اک غنچہ گلستان کا

اوسی کے شوق مین آنکھین کھلی ہین واسطی لاکھون
نگاہ غور سے دیکھا تماشا نرگستان کا

جہان مین کون ہے جسپر نہین احسان احمدؐ کا
سر ملک و ملک پر تاج ہے میم محمدؐ کا

زمانہ ہے غلام اوس واقف اسرار سرمد کا
کہ گوشہ دو جہان مین حلقہ ہے میم محمدؐ کا

سلیمان ہون کہ یوسف ہون مسیحا ہون کہ موسیٰ ہون
دبا سکتا ہے انمین کون گوشہ اوسکی مسند کا

مبارکباد باہم حاملان عرش دیتی تھے
شب معراج مژدہ سنکے اوسکی آمد آمد کا

نہ کیون یاجوج و ماجوج ضلالت کفر پس پاہون
کہ حد شرع مین عالم ہے ذوالقرنین کی سد کا

بہت روتی اگر بے مقتدی اہل علم ہوتے
عدم مین رہگیا اسواسطے سایہ محمدؐ کا

بجا ہین ساکن ارض و سما محفوظ آفت سی
کہ حرز دو جہان تعویذ ہے حضرت کی مرقد کا

خمیر خاک آدم کا بہت دشوار تھا اوٹھنا
شریک واسطین اگر ہوتا نہ پرتو نور احمدؐ کا

بلندی آسمان سے ہی زمین کو ہی مولا کو
پڑی جو نقش پا بنجائے افسر فرق فرقد کا

وجوب لامکان کا مجمع ہو گیا ہی ذات اقدس مین
اشارہ ہی یہ نام پاک مین میم مشدد کا

نہ بنتا علم مولا وقت کشف راز اگر سوہان
نہ ہوتا تیز دندانہ کلید قفل امجد کا

بیان واضح مولا کا جو کا جل گیا ایسا
کہ پردہ اوٹھ گیا دروازہ اسرار سرمد کا

عجب انگشتری ہے دست اقدس مین حکومت کے
نگینہ ہے یہ چرخ نیلگون جسمین زبرجد کا

ثنای جرأت شہ اپنی طبع تیز سے ہوگی
کھلے گا معرکہ مین جوہر اس تیغ مہند کا

بدائی احمدؐ و حیدرؑ مین کوئی کر نہین سکتا
عروض آیا ہے کسکو ہاتھ اس بیت معقد کا

[illegible] دیکھو سوای مہدی ہادی
محافظ کون ہی اس کشور ہستی کی سرحد کا

شاعر بیمثال سخنور نازک خیال جناب مولوی منشی فضل رسول خان صاحب بہادر متخلص بہ
واسطی مصنف دیوان ہذا تعلقہ دار خیر خواہ سرکار



INDIAN INSTITUTE

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا ہے مینی بسم اللہ سے آغاز دیوان کا
یہی طغرا سبب ہوجائیگا اجرای فرمان کا

جو وہ چاہے گدا کو ہفت کشور کا کری سلطان
جو وہ چاہے تو بخشے مور کو رتبہ سلیمان کا

نشان لطف ہی آتش کا ابراہیم پر بجھنا
دلیل قہر آنا نوح کی اُمت پہ طوفان کا

میان چاہ یوسف کی کبھی اُوسنے حفاظت کی
مصیبت مین ہوا مونس کبھی وہ پیر کنعان کا

نہ دکھلاتا اگر وہ کافرون کو شان قہاری
عصای دست موسیٰ سے نہوتا کام ثعبان کا

ذرا کی سرکشی جسنے جہنم مین ہوا داخل
ذرا کی بندگی جسنے ملا باغ اوسکو رضوان کا

اوسیکا کام ہے یہ کب کسی سی اور ممکن ہے
ملانا چار عنصر کا بنانا جسم انسان کا

جو جہل احکام سی ہوتا ہدایت کسطرح ہوتی
دلیل رحمت رب ہی نزول آیات قرآن کا

نسیم لطف اوسکی ہے نشاط افزا گلستان مین
نہین بیوجہ ہنسنا ہر سحر گلہای خندان کا

نہ چمکے برق اگر اوسکو چمکنے کا نہ ہو ایما
نہ برسے ابر اگر اوسکو اشارہ ہو نہ باران کا

ہوا جب دن کھلا خورشید کا گل اوسکی فرمانسے
ہوئی شب قمقمہ روشن کیا مہتاب تابان کا

عجب صنعا عیان ہین عقل کو حیران کرتا ہی
نظارہ چشم و گوش و خط و خال و زلف پیچان کا

نمین

Dewan wasiee.

MANUSCRIPT

به عون صناع یکدین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

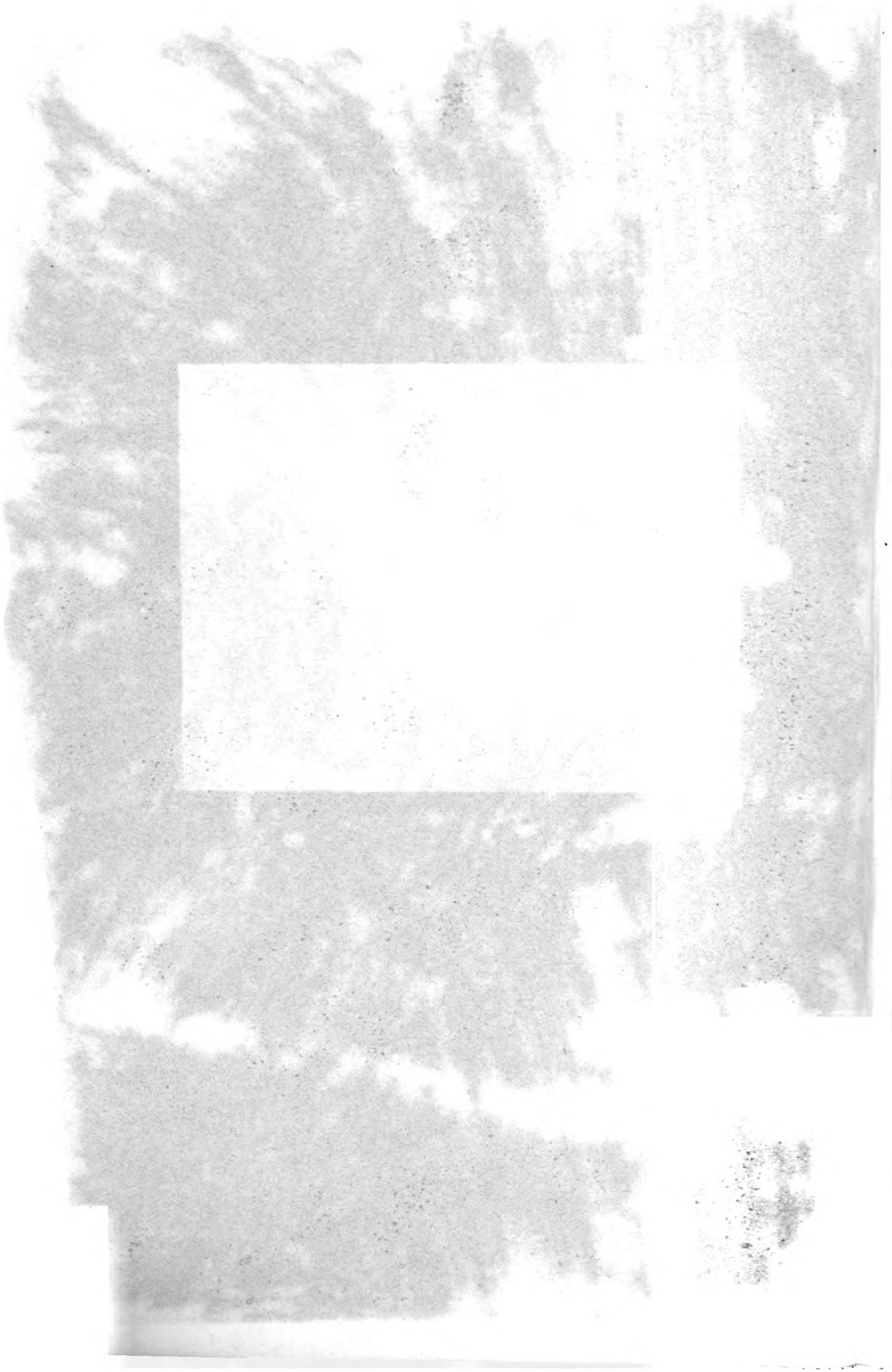
عجیب پیر تصنیف شاعری نظیر بوی سید فضل سوان خاکبهانی تخلص بلگرامی نسبا سیر المشهدی

دیوان فسیطی

حسب فرمایش مصنف موصوف الصدر باهتمام تمام بار دوم

مطبع منشی نول کشور مین بطبع مزین مقبول جهان ہو

Dīwān-e- Wāṣil.



Indian Institute, Oxford.
The Lucknow Sparks Library.
Presented
by
Munshi Newul Kishore.

